بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر!

شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ امتیاز ہے کہ اس میں مردوزن کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر طرح کے حالات کے بارے میں راہنمائی کی گئی ہے اور باقی ادیان اس درجہ رہنمائی سے خالی نظر آتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس شریعت میں زندگی گزارنے سے متعلق ضروری علم کا جاننا فرض بھی کیا گیا ہے۔جس کے روشنی میں اسے پاکی ناپاکی، حلال وحرام، جائز ناجائز میں امتیاز کرنے میں آسانی ہواسی لئے انسان کے ہر عمل میں ان امور سے آگہی نہایت ضروری ہے اوراس کی بڑی اہمیت ہے۔

زیرنظر کتاب حضرت والا حضرت مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف کردہ ہے جیسا کہ حضرت والا کی تصانیف نہایت آسان فہمی کے معاملے میں کسی تعریف کی محتاج نہیں اور پڑھنے والے کو کتاب کے مطالعے میں اور بات سمجھنے میں کودشواری پیش نہیں آتی دیگر تصانیف کی طرح زیرنظر تصنیف بھی نہایت آسان فہم ہے اوراس میں خواتین کے متعلق اہم اہم مسائل نہایت آسان الفاظ میں وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں امید ہے کہ کتاب کا مطالعہ ’’خواتین کے مسائل‘‘ سمجھنے میں مردوزن کے لئے یکساں مفید ثابت ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کا لکھنا، مطالعہ اوراس پر عمل، دونوں جہانوں میں کامیابی کا ذریعہ بنائے اوراس کی طباعت میں ’’حضرت والا‘‘ اور تمام معاونین کی خدمت کا یہ سلسلہ تا قیامت صدقہ جاریہ کی صورت میں برقرار رہے اوران کاوشوں میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ہر امکانی کوشش کے باوجود طباعت کے دوران کوئی غلطی رہ گئی ہو اور وہ دورانِ مطالعہ آپ کے علم میں آئے تو آپ سے گزارش ہے کہ اس کی نشاندہی کردیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس غلطی کو دور کیا جاسکے۔آپ کا یہ تعاون انشاءاللہ باعث اجر ہوگا۔

والسلام

دعاؤں کا طالب عبدالسلام عفی عنہ

۲۳۔۰۵۔۱۴۳۳

۱۵۔۰۴۔۱۰۱۲

برائے اطلاع # ۰۳۲۱-۳۰۴۰۶۶۶ # ۰۳۲۱-۲۴۴۰۰۰۱

نام کتاب........................**كتابُ الحيض**
مصنف........................حضرت مولانا مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ
طبع.............................2012ء
تعداد..........................1100
مطبع............................القادر پرنٹنگ پریس 021-32722272

ملنے کے پتے

جامعہ زکریاؒ دارالایمان، کربوغہ شریف کوہاٹ۔
فون نمبر:0925-662313
دارالایمان، ایمان منزل، مکان نمبر B-375، بلاک 10، فیڈرل بی ایریا کراچی.
فون نمبر:0321-3040666
مکتبہ انوارالقرآن، محلّہ جنگی، قصہ خوانی بازار، پشاور۔
ضیاء الرحمٰن فون نمبر:0300-5722681
جامعہ زکریاؒ للعلوم الاسلامیہ، ولی آباد، بیرون کوہاٹی گیٹ، پشاور سٹی۔
شبیر احمد خان فون نمبر:03005902003
دارالایمان والتقوی، سورانی، بنوں۔ مولانا ذبیح اللہ۔
فون نمبر:0331-2441353، 0928630062

فہرست

کتاب الحیض	صفحہ نمبر
خون کی قسمیں!	۱
طہر کی قسمیں!	۱
طہرِ صحیح!	۱
طہرِ فاسد!	۱
طہرِ ناقص!	۲
طہرِ ناقص کا حکم!	۲
فائدہ!	۲
مستحاضہ کے اقسام!	۲
معتادہ کی تعریف!	۳
مبتدأہ کی تعریف!	۳
متحیرہ کی تعریف!	۳
اقسامِ حائضہ!	۳
مبتدأہ!	۳
معتادہ!	۳
تنبیہ!	۴
حیض!	۴
حالتِ حیض کے احکام!	۴
تنبیہ!	۶
نوٹ!	۷

حیض کی مدت!	۷
مذکورہ بالا حکم کی مثال!	۸
مزید تفصیل!	۸
نفاس!	۱۱
نفاس کی مدت!	۱۱
حالتِ نفاس کے احکام!	۱۱
حکم بلا کی مثال!	۱۳
تنبیہ!	۱۳
تو أمین!	۱۴
دو نفاسوں کے درمیان کی مدت!	۱۵
مثال!	۱۵
السقط!	۱۸
سقطے کے احکام!	۱۸
مستحاضہ!	۱۹
حیض اور استحاضہ میں فرق!	۱۹
اقسامِ استحاضہ!	۲۰
پہلی قسم!	۲۰
دوسری قسم!	۲۰
قسم ثانی کے متعلق چند احکام!	۲۰

تیسری قسم!	۲۱
چوتھی قسم!	۲۱
پانچویں قسم!	۲۱
چھٹی قسم!	۲۱
مثال!	۲۲
تنبیہ!	۲۲
ساتویں قسم!	۲۲
مثال!	۲۲
آٹھویں قسم!	۲۳
اقسامِ مستحاضہ!	۲۳
معتادہ کا بیان!	۲۳
معتادہ سے متعلق حالتِ حیض کے احکام!	۲۳
مثال!	۲۴
مثال!	۲۵
مثال!	۲۵
مثال!	۲۶
مثال!	۲۶
مثال!	۲۷
مثال!	۲۷

دار الایمان

مثال!	۲۸
مثال!	۲۸
تنبیہ!	۲۹
مثالوں کی وضاحت!	۲۹
مثال!	۲۹
اشکال!	۳۱
جواب!	۳۱
معتادہ سے متعلق حالتِ نفاس کے احکام!	۳۲
مثال!	۳۳
مثال!	۳۴
معتادہ سے متعلق سقطے کے احکام!	۳۵
تنبیہ!	۳۷
مبتدأہ سے متعلق حالتِ حیض کے احکام!	۳۸
مبتدأہ کی تعریف!	۳۸
تنبیہ!	۳۸
مثال!	۳۹
مثال!	۴۰
مثال!	۴۱
خلاصۂ کلام!	۴۲

تفصیل!	۴۲
مثال!	۴۳
تنبیہ!	۴۳
مبتدأہ سے متعلق حالتِ نفاس کے احکام!	۴۳
مثال!	۴۵
تنبیہ!	۴۵
مبتدأہ کی عدت کا بیان!	۴۵
معتادہ کی عدت کا بیان!	۴۶
معتادہ کی عدت کی وضاحت!	۴۶
بعض علماءِ کرام کی رائے!	۴۷
قابلِ احتیاط قول!	۴۷
متحیرہ کا بیان!	۴۷
تنبیہ!	۴۸
پہلی قسم!	۴۸
دوسری قسم!	۴۸
پہلی صورت!	۴۸
دوسری صورت!	۴۸
تیسری صورت!	۴۹
تیسری قسم!	۴۹

عدداًاورزماناًعادت بھولی ہوئی متحیرہ سے متعلق احکام!	۴۹
پہلاقول!	۵۰
تفصیل!	۵۰
دوسراقول!	۵۱
تفصیل!	۵۱
فائدہ!	۵۱
موصوفہ عورت طوافِ زیارت کیسے کرے؟	۵۱
طوافِ صدر!	۵۲
تنبیہ!	۵۲
حالتِ استمرار میں سجدۂ تلاوت!	۵۳
فائدہ!	۵۳
مثال!	۵۳
تمہیداور تنبیہ!	۵۵
مثال!	۵۵
خلاصہ!	۵۶
مثال!	۵۶
تفصیل!	۵۷
نوٹ!	۵۸
فائدہ!	۵۹

جدول!	۶۰
عادت حیض کچھ معلوم نہیں ہے!	۶۰
جدول میں وضع کردہ علامات اور انکی مرادوں کی وضاحت!	۶۱
ایک اور طریقہ!	۶۱
جدول!	۶۴
تنبیہ!	۶۸
خلاصہ!	۶۹
مثال!	۶۹
مثال!	۷۰
مثال!	۷۰
مثال!	۷۱
مثال!	۷۱
مثال!	۷۲
آسان طریقہ!	۷۳
مثال!	۷۳
مثال!	۷۴
مثال!	۷۵
مثال!	۷۶
مثال!	۷۶

دار الایمان

احتمال نمبر (۱)!	۸۳
احتمال نمبر (۲)!	۸۳
احتمال نمبر (۳)!	۸۴
جدول (۱)!	۸۷
جدول (۲)!	۸۸
پہلا احتمال!	۸۹
دوسرا احتمال!	۹۰
تیسرا احتمال!	۹۰
جدول!	۹۴
جدول!	۹۵
مثال!	۹۶
مثال!	۹۷
مثال!	۹۷
مثال!	۹۸
مثال!	۹۸
مثال!	۹۹
مثال!	۹۹
مثال!	۱۰۰
مثال!	۱۰۰

مثال!	۱۰۰
مثال!	۱۰۱
مثال!	۱۰۱
فائدہ!	۱۰۱
ایسی متحیرہ کے احکام کا بیان جسے اتنا معلوم ہو کہ مہینے میں صرف ایک بار حیض آتا ہے!	۱۰۱
مثال!	۱۰۳
مثال!	۱۰۳
مثال!	۱۰۴
جدول!	۱۰۴
فائدہ!	۱۰۵
فائدہ!	۱۰۵
آسان طریقہ!	۱۰۵
مثال!	۱۰۸
تنبیہ!	۱۰۸
اس عورت کے احکام کا بیان جو مہینے کے کسی حصے میں اپنی عادت بھلا چکی ہو!	۱۰۸
مثال!	۱۰۹
مثال!	۱۱۱
مثال!	۱۱۲
تنبیہ	۱۱۴

دار الایمان

مثال!	۱۱۴
مثال!	۱۱۴
اس متحیرہ کے احکام کا بیان جسے حیض سے پاک ہونے کا مخصوص وقت یا ابتداءِ حیض کا وقت تو معلوم ہو لیکن ایام عادتِ حیض بھول گئی ہو!	۱۱۴
مثال!	۱۱۵
متحیرہ کے حالت نفاس کے احکام!	۱۱۶
مثال!	۱۱۷
خون کے بند ہونے کے احکام!	۱۱۸
مثال!	۱۱۹
مثال!	۱۲۰
تنبیہ!	۱۲۱
مثال!	۱۲۲
مثال!	۱۲۲
مثال!	۱۲۳
تنبیہ!	۱۲۳
مثال!	۱۲۵
تنبیہ!	۱۲۶
حیض ونفاس کے احکام!	۱۲۷
مثال!	۱۲۹

کتاب الحیض	صفحہ نمبر
مثال!	۱۳۳
مثال!	۱۳۳
مثال!	۱۳۶
مستحاضہ کے احکام!	۱۴۲
تنبیہ!	۱۴۳
معذور کے احکام!	۱۴۴
معذور کی تعریف!	۱۴۴
مثال!	۱۴۴
معذور کیا کرے؟	۱۴۵
مثال!	۱۴۵
فائدہ!	۱۴۵
خلاصہ!	۱۴۷
مثال!	۱۴۷
مثال!	۱۴۷
مثال!	۱۴۸
مثال!	۱۴۸
پہلی صورت!	۱۵۰
دوسری صورت!	۱۵۰
تیسری صورت!	۱۵۰

چوتھی صورت!	۱۵۰
پانچویں صورت!	۱۵۰
چھٹی صورت!	۱۵۰
ساتویں صورت!	۱۵۱

خون کی قسمیں!

وہ خون جو عورتوں سے آتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

(١):حیض (٢):نفاس (٣):استحاضہ

حیض ونفاس والا خون ''صحیح'' اور استحاضہ (بیماری) والا خون فاسد کہلاتا ہے۔

طہر کی قسمیں!

جو طہارت عورت دو خونوں کے درمیان دیکھتی ہے اس کو (مطالعہ میں آسانی کے لئے) تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(١):طہرِ صحیح (٢):طہرِ فاسد (٣):طہرِ ناقص

طہرِ صحیح!

اس طہارت کو کہتے ہیں جو دو صحیح خونوں کے درمیان واقع ہو، مدت پندرہ دن سے کم نہ ہو، ابتداء وانتہاء اور درمیان میں خونِ فاسد شامل نہ ہوا ہو۔

طہرِ فاسد!

اس طہر کو کہتے ہیں جس کی مدت پندرہ دن سے کم نہ ہو اور اس کی ابتداء یا انتہاء یا درمیان میں خونِ فاسد شامل ہوا ہو۔

فائدہ!

طہر ناقص کو بھی طہر فاسد کہا جاتا ہے لیکن طہر فاسد کو سمجھنے میں آسانی کے لئے خاص اس طہر

کے لئے استعمال کرتے ہیں اس لئے جہاں بھی اس کتاب میں طہر فاسد کا ذکر آئے گا تو اس سے صرف مندرجہ بالا طہر مراد ہوگا نہ کہ طہر ناقص۔

طہرِ ناقص!

اس طہر کو کہتے ہیں جس کی مدت پندرہ دن سے کم ہو۔

طہرِ ناقص کا حکم!

طہر ناقص [1] خون کے حکم میں ہے اس لئے یہ طہر دونوں طرف خون کے درمیان فاصل نہیں ہوسکتا بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا ہے۔

فائدہ!

جب بھی ''طہرِ تام'' یا ''طہرِ کامل'' کا ذکر آئے تو وہ طہر مراد ہوگا جو پندرہ دن سے کم نہ ہو اور یہ طہر ''طہرِ صحیح'' اور ''طہرِ فاسد'' دونوں کو شامل ہے۔

مستحاضہ کے اقسام!

مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں۔

(ا): معتادہ (۲): مبتدأہ (۳): متحیرہ۔

---

[1] واختلفوافيما ذلك على ستة اقوال كلها رويت عن الامام ، اشهرها ثلاثة :الأولىٰ:قول أبى يوسف:إن الطهر المتخلل بين الدمين لايفصل بل يكون كالدم المتوالى....إلى قوله....وكثيرون المتأخرين افتوابه..رد المختار :۱/۲۳۱،ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

معتادہ کی تعریف!

وہ عورت جس نے حد بلوغ سے ایک ’’صحیح طہر‘‘ اور ’’صحیح حیض‘‘ یا صرف [۲] ایک ’’صحیح حیض‘‘ یا ایک ’’صحیح طہر‘‘ دیکھا ہو معتادہ کہلاتی ہے۔

مبتدأہ کی تعریف!

وہ عورت جس کو پہلی بار حیض کا خون آئے یا پہلی بار بچہ پیدا جائے مبتدأہ کہلاتی ہے۔

متحیرہ کی تعریف!

وہ عورت جو حیض یا نفاس میں اپنی عادت بھول جائے متحیرہ کہلاتی ہے۔

اقسامِ حائضہ!

حائضہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱): مبتدأہ

(۲): معتادہ

مبتدأہ!

جس کو پہلی بار حیض یا نفاس آیا ہو۔

معتادہ!

جس پر بلوغ کے وقت سے کوئی دم وطہر دونوں یا ان میں سے کوئی ایک صحیح گذرا ہو۔

---

[۲] والمعتاده من سبق منها دم وطهر صحيحان أو واحدهما (الرسالة البركوية" بحواله ردالمحتار على الدرالمختار: كتاب الطهر ١/٥٢٦، ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ.

تنبیہ!

طہرِ ناقص خون کے حکم میں ہونے کی وجہ سے دونوں طرف کے درمیان فاصل نہیں ہوسکتا گویا کہ اول اور آخر تک برابر خون جاری رہا۔

پھر اگر خون کے اول اور آخر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو سب حیض شمار ہوگا۔

اگر دس دن سے زیادہ ہو جائیں تو دیکھیں گے اگر عورت معتادہ ہے تو عادت کے علاوہ باقی تمام دنوں میں استحاضہ ہے اور اگر مبتدأہ ہے تو پہلے دس دن حیض باقی استحاضہ ہے۔

حیض!

وہ (معروف) خون جو عورت کے رحم سے آ کر فرجِ داخل[1] سے خارج یا فرجِ داخل کے برابر ہو جائے اور ولادت کی وجہ سے نہ آئے تو حیض کہلاتا ہے۔

حالتِ حیض کے احکام!

اگر عورت نے محسوس کیا کہ خون رحم سے آیا لیکن [2] فرجِ داخل سے باہر نہیں آیا تو اس پر حیض کا حکم جاری نہیں کیا جائے گا۔

پس اگر اسی عورت نے روزہ رکھا ہوا اور غروب آفتاب سے پہلے محسوس کیا کہ رحم سے خون آیا لیکن فرجِ داخل سے باہر نہیں آیا پھر غروب آفتاب کے بعد (مغرب کی اذان کے ساتھ) فرجِ داخل

---

[1] الفرج الداخل وهو المدور بمنزلة الدبر والفرج الخارج وهو الطويل بمنزلة الاليتين.

[2] أى: ظهوره منه إلى خارج الفرج الداخل ، فلو نزل إلى الفرج الداخل فليس بحيض فى ظاهر الرواية وبه يفتى، ردالمحتار ، كتاب الطهارة ،باب الحيض: ۵۲۲/۱ ،ط: **مکتبہ رشیدیہ** سرکی روڈ کوئٹہ.

سے فرج خارج کو آیا تو اس کا یہی [1] روزہ صحیح ہوا دوبارہ قضا کی ضرورت نہیں اور اگر خون غروب آفتاب سے پہلے فرج داخل سے باہر آیا تو اس کا یہ روزہ صحیح نہیں ہوگا اس پر قضا لازم ہوگی۔

☆اگر کسی نے فرجِ داخل میں ایسی چیز رکھی جس کی وجہ سے خون فرجِ داخل کے اندر رہا تو اس پر حائضہ کا حکم نہیں لگے گا اور نہ ہی وضوء ٹوٹے گا اور اگر ایک بار خون ظاہر ہوا پھر کسی چیز سے اس کو بند کیا تو اب اس پر حیض کے احکام جاری ہوں گے

☆اگر کسی نے کرسف [2] (روئی) وغیرہ فرجِ داخل میں اس طرح رکھی کہ کرسف کا اوپر والا سرا فرج داخل کے ساتھ برابر ہوا اور اس کو خون آنا محسوس ہوا لیکن کرسف وغیرہ کے ظاہری حصہ پر خون کا کوئی اثر نہیں تو اس سے وضوء ٹوٹے گا اور نہ ہی اس [3] پر حائضہ کا حکم لگایا جائے گا۔

البتہ اگر رطوبت کرسف کی ظاہری طرف نمایاں ہوئی یا رطوبت ظاہری طرف نمایاں ہونے سے پہلے ہی کرسف کو نکالا تو اس صورت میں اس پر حائضہ کا حکم صادر ہوگا اور وضوء بھی ٹوٹ جائے گا۔

☆اگر کرسف (پنبہ وغیرہ) مکمل طور پر فرجِ داخل کے اندر رکھا کوئی حصہ باہر نہیں رہا اور سارا پنبہ گیلا بھی ہوگیا پھر بھی اس پر حائضہ کا حکم جاری نہیں ہوگا اور نہ ہی وضوء ٹوٹے گا۔

---

[1] فلواحست به فی رمضان قبیل الغروب ثم خرج بعده تقضی صوم الیوم عنده لا عندهما(قال العبد الضعیف قد مرّ ان الفتوی علی قولهما ۱۲ والله أعلم(مجموعہ رسائل ابن عابدین ، الرسالة الرابعة: ۷۳/۱، ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ.)وهكذا فی ردالمحتار ثم احست بنزول الدم الیه قبل الغروب ثم رفعته بعده تقضی الصوم عنده خلافا لهما(ردالمحتار: ۵۲۲/۱)

[2] والكُرسُف: بضم الكاف والسین المهملة بینهما راء ساكنة ، القطن ، وفی اصطلاح الفقهاء :مایوضع علی فم الفرج.(ردالمحتار: باب الحیض : ۵۳۰/۱، ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ [3]

البتہ اگر پنبہ وغیرہ سے رطوبت فرج داخل کے برابر[1] یا باہر آجائے یا کرسف ہٹائے تو اس صورت میں حائضہ کے احکام جاری ہوں گے

☆اسی طرح اگر کسی مرد نے آلۂ تناسل کے سرے میں کوئی پنبہ وغیرہ رکھا تو جب تک تری پنبہ کیظاہری طرف سے واضح نظر نہ آئے وضوء باقی رہے گا اور اگر پنبہ کو ہٹایا... یا رطوبت نظر آگئی تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

☆اگر کسی عورت نے حالتِ حیض یا نفاس میں رات کے وقت کرسف باندھا اور صبح کو کرسف آلودگی سے صاف نظر آیا (کسی قسم کی زردی یا سرخی نہ تھی) تو اس پر اس وقت سے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا جب سے کرسف باندھا تھا اور اسی [2] وجہ سے اس پر نمازِ عشاء کی قضاء بھی لازم ہوگی۔

☆اگر کرسف کو حالتِ طہر میں باندھا اور صبح اٹھتے وقت کرسف پر خون دیکھا تو حائضہ کا حکم لگایا جائے گا لہٰذا اگر عشاء کی نماز فوت ہوگئی تھی تو حالتِ طہر میں قضاء واجب ہوگی اور دوران حیض خالص سفید رنگ کے (سرخ، زرد، خاکی، سبز اور سیاہ) جس طرح کا بھی خون کا رنگ دیکھا جائے خونِ حیض ہوگا۔

تنبیہ!

یادرکھنا چاہئے کہ جب بھی خون کے بند ہونے کا ذکر کیا جائے تو مقصود اس سے کرسف کا

---

[1] يعنى اذا لم حرف الفرج الداخل ، فان حاذته البلة من الكرسف كان حيضا ونفاسا اتفاقا، وكذا الحدث بالبول(بحر)بحواله ردالمحتار على الدرالمختار: باب الحيض: ٥٢٢/١، ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ. [2] لونامت طاهرة وقامت حائضة حكم بحيضها مذ قامت وبعكسه مذ نامت احتياطاً . ردالمحتار :٥٣٣/١، فتقضى العشاء فيهما إن لم تكن صلتها. ردالمحتار ٥٣٣/١، باب الحيض.

بالکل سفید اور بغیر خون کے کسی اثر کے دیکھنا ہوگا۔

☆ کرسف ۱؎ کا رکھنا باکرہ (کنواری عورت) کے لئے مستحب اور ثیبہ (شادی شدہ عورت) کے لئے حالتِ حیض میں سنت اور حالتِ طہر خصوصاً حالتِ نماز میں مستحب ہے اور کرسف رکھے بغیر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

نوٹ!

کرسف ۲؎ کو فرجِ داخل کے اندر نہیں رکھنا چاہئے بلکہ فرج ظاہر میں رکھنا چاہئے۔

حیض کی مدت!

حیض ۳؎ کی کم از کم مدت تین دن ورات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ورات ہے۔

☆ اگر تین دن ورات (۷۲ گھنٹوں) سے قدرے کم ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہوگا۔

☆ اگر ایک دن خون دیکھا پھر دوسرے دن خون بند رہا اور پھر تیسرے دن (۷۲ گھنٹوں ۴؎ کے بعد) دوبارہ خون دیکھا تو تمام مدت خون ہی خون سمجھا جائے گا تین دن اور تین رات تک خون کا مسلسل جاری رہنا ضروری نہیں کیونکہ ''طہرِ ناقص'' خون کے حکم میں ہے گویا شروع سے آخر تک خون ہی خون آیا لہٰذا اب یہ تین دن ورات حیض میں شمار ہوں گے۔

۱؎ وفی "شرح الوقایة" وضع الکرسف مستحب للبکر فی الحیض والثیب فی کل حال.

۲؎ وموضعه موضع البکارة ،ویکره فی الفرج الداخل وفی غیره انه سنة للثیب فی الحیض مستحب فی الطهر ، ولو صلتها بدونه جاز، ردالمحتار:۱/۵۳۰ ، باب الحیض ،ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ.

۳؎ اقل الحیض ثلاثة أیام وثلاث لیال فی ظاهر الروایة هکزا فی التبیین ، واکثره عشرة أیام ولیالیها کذا فی الخلاصة ، الفتاوی العالمگیریة المعروفة بالفتاوی الهندیة :۱/۳۶ الفصل الاول فی الحیض: ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ ۴؎ وهی اثنتان وسبعون ساعة ،ردالمحتار:۱/۵۲۳، باب الحیض .

☆اگر بہتّر (۷۲) گھنٹے مکمل ہونے سے پہلے ہی بند ہو کر پھر اس کے بعد پورے پندرہ دن ورات یا اس سے بھی زیادہ بند رہا تو یہ خون، خونِ حیض نہیں بلکہ استحاضہ شمار ہوگا۔

☆اگر ایک یا دو دن یا تھوڑی دیر کے لئے خون آیا اور پھر بند ہو گیا اس کے بعد پندرہ دن سے کم اگر پاک رہی تو اس پاکی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول تا آخر خون جاری رہا۔[۱۴]

☆پس جتنے دن حیض آنے کی عادت تھی اتنے دن حیض، باقی استحاضہ شمار ہوگا۔

مذکورہ بالا حکم کی مثال!

ایک عورت ہے جس کو ہر مہینے کی پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کی عادت ہے لیکن ایک ماہ یک کو خون ظاہر ہوا پھر چودہ دن تک پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ابتداء سے انتہاء تک برابر خون کے جاری رہنے کا حکم لگے گا۔

☆پس اس میں تین دن حیض کے باقی دن استحاضہ کے شمار ہوں گے اور اگر چوتھی، پانچویں اور چھٹی تاریخ کو حیض آنے کا معمول تھا تو یہی تاریخیں حیض کی ہوں گی اور شروع کے تین دن (عادت سے پہلے کے) اور چھٹی تاریخ (عادت کے بعد) استحاضہ میں شمار ہوں گے۔

مزید تفصیل!

اگر عورت کوئی عادت مقرر نہ ہو بلکہ (حد بلوغ کو پہنچنے کے بعد) پہلی بار خون آیا ہے تو

---

[۱۴] قال العبد الضعيف هذا بناء على قول ابى يوسف فان الطهر المتخلل عنده اذا كان اقل من خمسة عشر يوما كالدم المتوالى لا يفصل بين الدمين مطلقا وهو قول ابى حنيفة الاخر كذا فى النهاية واختار كثيرمن المتأخرين وافتوا به كما صرح به فى البحر ورد المحتار وغيرهما ١٢. والله أعلم (ردالمحتار: ٥٣١/١)

شروع کے دس دن حیض باقی استحاضہ کے شمار ہوں گے ایسی حالت میں اگر پہلی بار[1] خون دیکھا ہے تو نماز وغیرہ چھوڑ دے پھر ایک یا دو دن خون بند ہو جائے تو حیض اور استحاضہ دونوں کو احتمال ہونے کی وجہ سے صرف وضوء کے ساتھ نمازیں پڑھے گی اور خون کی وجہ سے ایک یا دو دن کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے گی۔

☆ اگر پندرہ[2] دن گزرنے سے پہلے خون دیکھا تو اب پہلے خون کا حیض ہونا معلوم ہو جائے گا اس لئے اس وقت تک کی نمازیں رائیگاں شمار ہوں گی (ادائیگی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا) اب عادت کے مطابق جتنے دن حیض آیا ہے اتنے دن کی نمازیں معاف ہوں گی بقیہ نمازیں غسل کر کے قضاء کرے گی اگر شہ خون جاری کیوں نہ ہو۔

☆ اگر عورت مبتدأہ ہو تو دس دن کی فوت شدہ نمازیں معاف ہیں اس کے بعد تمام دنوں کی نمازوں کی قضا لازم ہوگی۔

☆ اگر معتادہ نے عادت کے ایام ختم ہوتے ہی غسل کیا تو اس پر کوئی قضا لازم نہیں کیونکہ غسل کے بعد اس کی تمام نمازیں صحیح ہو گئیں۔

☆ اسی طرح اگر یہ عورت مبتدأہ ہو اور خون کے دس دن بعد فوراً غسل کرے تو اس پر بھی کسی نماز کی قضا لازم نہیں۔

---

[1] وکما رأت الدم تترک الصلاۃ مبتدأۃ کانت أو معتادۃ ،ھذا ظاھر الروایۃ وعلیہ اکثر المشایخ.
(رسائل ابن عابدین ،مجموعہ،الرسالۃ الرابعہ: ۱/ ۱۱۰ :ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

[2] اما لو عاد قبل تمام خمسۃ عشر من حین الانقطاع بان عاد فی الیوم العاشر او قبلہ کان کلہ حیضا وان بعدہ کانت العشرۃ فقط حیضا او ایام العادۃ فقط لو معتادۃ لان الطھر الناقص کالدم المتوالی، : مجموعہ رسائل ابن عابدین ، الرسالۃ الرابعۃ : ۱/ ۷۷ :ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

☆اگر معتادہ نے اپنی عادت پوری ہونے اور مبتدأہ نے دس دن پورے ہونے سے پہلے غسل کیا تو اس غسل کا اس حالت میں کوئی اعتبار نہیں یہ ایسے ہوا کہ اس نے گویا غسل کیا ہی نہیں۔

☆اگر معتادہ نے اپنی عادت ختم ہونے کے ایک یا دو دن بعد یا مبتدأہ نے دس دن گزرنے کے ایک یا دو دن بعد غسل کیا تو معتادہ صرف اتنی ہی نمازوں کی قضا کرے گی جتنی نمازیں عادت ختم ہونے کے بعد اور غسل کرنے کے درمیان آتی ہیں اسی طرح مبتدأہ پر دس دن کے بعد سے غسل کرنے تک کی نمازوں کی قضا لازم ہوگی۔

☆اگر ایک یا دو دن یا تھوڑی دیر کے لئے خون دیکھا اور پھر بند ہوگیا تو معتادہ کو عادت پوری ہوجانے اور مبتدأہ کو دس دن ورات گزر جانے کے بعد چاہیئے کہ احتیاطاً فوراً غسل کرلے تا کہ پندرہ دن سے پہلے اگر خون دیکھ لے تو جو نمازیں معتادہ یا مبتدأہ نے پڑھی ہیں صحیح ہوجائیں۔

☆اگر ایک یا دو دن یا تھوڑی دیر کے لئے خون دیکھا اور پھر بند ہوگیا اسی حالت میں رمضان المبارک شروع ہوگیا اور اس نے تمام روزے رکھے ہیں تو معتادہ جتنے دن عادت کے ہیں اتنے دن کے روزے دوبارہ رکھے اور مبتدأہ کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر پہلا خون رات کے وقت شروع ہوا تھا تو دس دن اور اگر دن کے وقت شروع ہوا تھا تو گیارہ دن روزہ رکھے گی۔

☆اگر ایک یا دو دن خون آئے پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا اور پھر اس کے بعد پورے پندرہ دن پاک رہی (بیچ میں پندرہ، پندرہ دن کا وقفہ ہے اور پہلا اور دوسرا خون بھی ''خونِ فاسد'' ہے) تو سارا پاکی کا زمانہ شمار ہوگا۔

☆......☆......☆

نفاس!

نفاس [1] کے لغوی معنی عورت کے بچہ جننے کے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں نفاس سے مراد وہ خون ہے جو بچے کی مکمل پیدائش یا اس کا زیادہ حصہ باہر آجانے کے بعد آیا ہو، خواہ فطری طریقہ پر بچہ کی ولادت ہو جائے یا کسی وجہ سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنا پڑے۔

نفاس کی مدت!

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت نہیں [2] اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن کی ہے۔

حالتِ نفاس کے احکام!

اگر اولاد پیدا ہو جانے کے بعد فوراً خون بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز اور روزہ کا اہتمام کرے گی۔

☆ اگر کسی کو اولاد پیدا ہو جانے کے بعد بالکل خون نہیں آیا تو پھر بھی اولا جننے کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا [3] کیونکہ بچے پر خون کی رطوبت ضرور ہوتی ہے اگرچہ بہت ہی معمولی کیوں نہ ہو۔

---

[1] و النفاس لغة ولادة المرأة وشرعادم يخرج عقب ولد أو كثره ولو متقطعاً عضواً لا اقله، (رد مختار، مع رد المحتار : ۱/ ۵٤٥، باب الحيض ، ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ.

[2] أقل النفاس ما يوجد ولو ساعة وعليه الفتوى واكثره اربعون كذا فى السرجيه (الفتاوى العالمگيريه المعروفة بالفتاوى الهندية : ۱/ ۳۷، باب الحيض . ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ.

[3] أو لان نفس خروج النفس نفاس وأكثر المشايخ على قول الإمام وصححه أيضا فى الفتاوى ، (حاشية الطحاوى على مراقى الفلاح شرح نورالايضاح ، باب الحيض والنافس والاستحاضة : ۷۷٦، کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی....وفى خلاصة الفتاوى فهى نفساء رأت الدم أو لا حتى يجب الغسل عليها،(خلاصة الفتاوى مع مجموعة الفتاوى ، كتاب الحيض ، الفصل باقی اگلے صفحہ پر

☆ آدھا یا آدھے سے زیادہ حصہ بچے کا نکل آنے کے بعد جو خون آئے وہ نفاس اور آدھے سے کم حصہ نکل آنے کے بعد جو خون نکلے وہ استحاضہ کہلائے گا۔

☆ اگر ہوش وحواس برابر ہوں اور بچے کے ضائع ہونے کا ڈر بھی نہ ہو تو نماز ادا کرے گی اگرچہ بصورت مجبوری اشاروں سے ہی کیوں نہ ہو قضا نہ ہونے دے ورنہ گنہگار ہوگی۔

☆ آپریشن کے ذریعہ پیٹ چاک کرکے بچے کو نکالنے کے بعد جو خون آئے نفاس ہوگا اور غسل بھی واجب ہوگا بشرطیکہ فرج سے خون آئے بصورت دیگر غسل کرنا مستحب ہوگا اور خونِ نفاس نہ ہوگا۔ [1]

☆ اگر خون چالیس دنوں سے تجاوز کر جائے تو دیکھا جائے گا کہ یہ پہلا بچہ (زندگی میں) پیدا ہوا ہے یا دوسرا تیسرا، اگر پہلا بچہ ہے تو دس دن نفاس کا خون اور باقی استحاضہ، شمار ہوگا اس صورت میں چالیس دن مکمل ہو جانے کے بعد فوراً غسل کرکے نماز پڑھنا شروع کرے گی اور خون کے بند ہو جانے کا انتظار نہیں کرے گی اگر پانی کا استعمال نقصان سے خالی نہ ہو تو تیمّم کرکے نماز شروع

بقیہ صفحہ:۱۱،حاشیہ نمبر۳ الخامس فی النفاس :۱/۳۳۳ط:مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ...وفی الفتاوی التّاتارخانیّة ...فلو ولدت ولم ترهی دماً فهی نفساء فی روایة الحسن عن أبی یوسف رحمه الله وهو قول أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ ، ثم رجع أبو یوسف ...إلی قوله..ثم الأمّة أجمعت علی وجوب الغسل بالنفاس.(الفتاوی التاتارخانیّة ، نوع آخر فی النفاس :۱/۲۸۸ ،قدیمی کتب خانہ کراچی)

[1] فلوولدته من سرّتها إن سال الدم من الرحم فنفساء ، وإلا فذات الجرح وان ثبت له احکام الولد.(درالمختار :۱/۵٤٥مع ردالمحتار وتقریرات الرافعی)وفی تقریرات الرافعی قال الرحمتی هذا ظاهر علی قول ابی یوسف الذی جعل النفاس اسماً لدم، واما عند الامام الذی یجعله نفس الولادة فینبغی أن تکون نفساء عنده مطلقاً(درالمختار :۱/٥٤٥مع ردالمحتار وتقریرات الرافعی)

کرے گی اور اگر دوسرا یا تیسرا بچہ ہے اور عورت معتادہ ہے تو عادت والے دنوں کا خون نفاس، علاوہ ازیں استحاضہ ہوگا۔

☆ چالیس دنوں ۱؎ کے اندر، اندر جو طہارت دیکھے وہ خون کے حکم میں ہے اور ایام استحاضہ کی نمازوں کی قضا لازمی طور پر کرے گی۔

حکم بالا کی مثال!

ایک عورت ہے اس کا بچہ پیدا ہونے کے بعد فوراً خون بند ہوگیا اور "۳۹" دن پاک رہنے کے بعد چالیسویں دن پھر خون آیا تو انتالیس دن کی پاکی کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا بلکہ چالیس دن مکمل طور پر نفاس ہی شمار ہوگا۔

تنبیہ!

یہ یاد رکھنا چاہیے ۲؎ کہ دو حیض یا حیض ونفاس کے درمیان کم از کم پندرہ دن پاکی ہوگی زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

☆ اگر اولاد پیدا ہونے کے بعد بیس دن تک خون آیا اور پھر بند ہوگیا پھر اکتالیسویں دن دوبارہ خون ظاہر ہوا تو شروع کے بیس دن نفاس کے اور اس کے بعد اکتالیسویں دن تک طہر کے شمار ہوں گے۔

۱؎ الطهر المتخلل بين الاربعين فى النفاس لا يفصل عند ابى حنيفة سواء كان خمسة عشر أو أقل أو أكثر ،ويجعل احاطة الدمين بطرفيه كالدم المتوالى، وعليه الفتوى.وعندهما الخمسة عشر تفصل .(ردالمحتار باب الحيض: ۵۳۲/۱، ط: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۲؎ وفى الدرالمختار وأقل الطهر بين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولياليها اجماعاً وردالمحتار هذا اذا لم يكن فى مدة النفاس لأن الطهر فيها لا يفسل عند الامام سواء قلّ أو كثر. (ردالمحتار باب الحيض: ۵۲٤/۱ :ط: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆اگر اکتالیسویں دن ظاہر ہونے والا خون نصابِ حیض کو پہنچا تو حیض ہوگا اور یہ طہر ''طہرِ صحیح'' ہوگا اس لئے کہ دو صحیح خونوں کے درمیان واقع ہوا ہے۔

☆اگر خون نصاب حیض کو نہیں پہنچا اور پھر بالکل صحیح طور پر بند ہوگیا تو اب یہ دوسرا خون ''خونِ فاسد'' ہوگا اور یہ طہر ''طہرِ فاسد'' ہوگا کیونکہ پہلا خون (نفاس) اگرچہ صحیح ہے لیکن آخر میں اس کے ساتھ خونِ فاسد ملا ہے اس لئے بیس دن تو نفاس کے ہوں گے بقیہ ایام طہر کے شمار ہوں گے۔

☆اسی طرح اگر پہلے پانچ دن خون دیکھا پھر پندرہ دن تک خون بند رہا پھر پانچ دن خون دیکھا اور پندرہ دن تک خون بند رہا تو شروع کے پچیس دن نفاس کے اور آخر کے پندرہ دن طہر کے شمار ہوں گے کیونکہ شروع کے پندرہ دن اگرچہ پاکی کے دن ہیں لیکن اس پاکی کا اعتبار اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ چالیس دن کے اندر اندر واقع ہوئی ہے پھر بھی وہ دن نفاس کے شمار کئے گئے اور آخری پندرہ دن کی طہارت طہر ٹھہرایا گیا کیونکہ اس پر چالیس دن پورے ہوگئے ہیں اور خون اکتالیسویں دن ظاہر ہوا ہے۔

توأمین!

توأمین[1] التوأم کا تثنیہ ہے اور التوأم [2] کا معنی ہے جڑواں جمع تـوائم اور تؤام آتی ہے اور مؤنث التوأمہ آتی ہے ''اتـأمت المرأةُ'' جڑواں جننا، صفت ''مُتئم'' اور اگر یہی عادت ہو تو ایسی عورت کو ''متئام'' کہتے ہیں جمع ''متأئیم، تَاء م اخاہ'' جڑواں پیدا ہونا، صفت ''تَئم وتُؤم وتَئم''۔ کہا جاتا ہے: ''ھـذا تَوامُ ھذا وھذہ تَوأَمةُ ھذہ'' اور جب دونوں جمع ہوں تو ان کو ''تَوامان وتوأم'' کہتے ہیں جیسے زوجان وزوج (یہ حالت رفعی کی مثال ہے اور حالت نصبی وجری میں تَوأمین کہتے ہیں)

---

[1] بفتح التاء وسكون الواو وفتح الهمزة تنثنية توأم: اسم ولد إذا كان معه آخر فی بطن واحد "قهستانی" (ردالمختار باب الحیض: ۵۴۹/۱: ط: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

[2] مصباح اللغات: ۸۱: ط: مکتبہ الحرمین دکان نمبر ۲۳ الحمد مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور.

''التَّؤمُ'' [1] جڑواں بچہ''التَّئِیمُ''جڑواں بچہ''التَّوءَ مُ''جڑواں بچہ''ھماتُوءَمٌ وھی تَوءَ مَانِ (ج)تَوَائِمُ وتُؤَامٌ''ذوی العقول کے لئے جمع سالم بھی آتا ہے۔

دونفاسوں کے درمیان کی مدت!

دونفاسوں [2] کے درمیان (لازمی طور پر) چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت ہوگی۔

☆اگر کسی عورت کے حمل میں دو بچے ہوں جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوں، لیکن پیدائش میں چھ ماہ [3] سے کم کی مدت ہو تو پہلے بچہ کی پیدائش ہی سے آنے والا خون نفاس شمار کیا جائے گا۔

البتہ دوسرے بچہ کی پیدائش پر وضع حمل کی تکمیل ہوگی، یعنی اگر حاملہ طلاق یا وفات کی عدت کی حالت میں تھی تو دوسرے بچہ کی پیدائش پر عدت مکمل ہوگی۔

مثال!

اگر کسی عورت کا ایک بچہ پیدا ہونے کے ایک ماہ بعد دوسرا بچہ پیدا ہو گیا اور خون بھی جاری تھا تو پہلے بچہ کی پیدائش کے چالیس دن بعد غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کرے گی، اگر چالیس دن کے بعد

---

[1] المعجم الوسیط (عربی اردو):۹۶:ط: مکتبہ رحمانیہ اقرأ سینٹر،غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور۔

[2] وأقل الطهر فی حق لانفاسین ستة اشهر.(مجموعة رسائل ابن عابدین، الرسالة الرابعه: ۷۸/۱ : ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ.

[3] والنفاس لام التوأمين من الاول هما ولدان بينهما دون نصف حول وكذا الثلاثة ... (الدرالمحتارمع حاشية الطحاوی باب الحيض: ۱۵۳/۱ :ط:مكتبه رشيديه سركی روڈ كوئٹه) قال العبد الضعيف هذا قول ابی حنيفة وابی يوسف امّا عند محمد وزفر فالنفاس من الاخير والاول استحاضة لكن الصحيح هو الاول كما صرح به فی رد المحتار وغيره.(ردالمحتار باب الحیض: ۵۴۹/۱ :ط: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بھی خون جاری رہا تو وہ خون استحاضہ ہوگا۔

☆اگر کسی عورت کا ایک بچہ پیدا ہونے کے پانچ ماہ بعد یعنی چھ ماہ سے کم وقت میں دوسرا پیدا ہوا تو پہلے بچہ کی پیدائش ہی سے آنے والا خون نفاس شمار کیا جائے گا۔

پس پہلے بچہ کی پیدائش کے چالیس دن بعد غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کرے گی اور خون بند ہونے کا انتظار نہیں کرے گی۔

اور اسی طرح دوسرے بچہ کی پیدائش کے بعد غسل فرض نہیں ہوگا اگر چہ خون جاری ہو کر بند ہو جائے اس لئے کہ نفاس گذر چکا ہے اور یہ خون استحاضہ ہے۔

البتہ اختلافِ فقہاء کی وجہ سے غسل کرنا مستحب ہوگا ا (دوسرے بچہ کی پیدائش کے بعد خون کے بند ہو جانے پر)۔

☆اگر کسی عورت کا دوسرا بچہ پہلے بچہ کی پیدائش کے پانچ مہینے بعد صحیح سالم پیدا ہوا پھر دوسرے بچہ کے پانچ مہینے بعد تیسرا بچہ صحیح سالم پیدا ہو جائے تو پھر بھی پہلے بچہ کی پیدائش ہی سے آنے والا خون نفاس شمار نہ کیا جائے گا۔

☆اسی طرح ۲ جتنے بھی صحیح سالم بچے ایک دوسرے کے چھ ماہ سے کم وقت میں پیدا ہوں

ا ولمستحاضة انقطع دمها، (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة ،مطلب: يوم عرفة افضل من يوم الجمعة: ١/٣٤٢:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه) قال العبد الضعيف وفى الغسل خروج عن خلاف العلماء كما مرّ ان محمدا وزفر جعلا النفاس من الاخير فينبغى ان تغتسل عند انقطاع الدم من الاخيرايضاً لتكون عبادتها صحيحة بالاتفاق .١٢.والله أعلم

٢ وان ولدت ولدين او اكثر فى بطن واحدبأن كان بين كل ولدين أقل من ستة اشهرولو بين الاول والثالث اكثر منها الاصح.(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الرسالة الرابعة: ١/٨٣:ط:مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه.

تو نفاس پہلے بچہ کی پیدائش سے ہی شمار کیا جائے گا۔

پس اگر خون جاری رہا تو معتادہ کی عادت پوری ہو جانے اور مبتدأہ کے چالیس دن گذر جانے کے بعد نفاس ختم ہوگا اور بعد والا خون استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

☆ اگر کسی عورت نے بچہ پیدا ہونے کے بیس دن بعد خون دیکھا پھر بیس دن پاکی میں گذر گئے پھر اکتالیسویں دن دوسرا بچہ پیدا ہوا اور خون جاری ہوا تو نفاس شروع کے بیس دن پر ختم ہوگا اور بعد والا خون استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

☆ اگر [1] کسی عورت کا خاوند انتقال کر گیا یا مطلقہ ہوگئی تو عدت آخری بچے کی پیدائش کے بعد مکمل ہوگی یعنی ایک بچہ پیدا ہوا اور کچھ مدت بعد دوسرا بچہ ہوا اور پیٹ میں کوئی بچہ نہیں رہا تو اب دوسرے بچہ کی پیدائش کے بعد عدت مکمل ہوگی اور اگر پیٹ خالی نہیں تو سب سے آخری جو بچہ ہوگا اس کے بعد عدت مکمل ہو جائے گی۔

☆ اور اگر بچہ کی پیدائش کے بعد مطلقہ ہوگئی اور اس کو نفاس کے بعد حیض نہیں آتا (جیسا کہ بعض عورتوں کو اولاد پیدا ہو جانے کے بعد زیادہ دیر تک حیض نہیں آتا) تو ایسی عورت کے لئے حیض آنے تک صبر کرنا ہوگا اور تین حیض پورے کرنے ہوں گے خواہ اسمیں زیادہ عرصہ ہی کیوں نہ گذرے۔

☆ البتہ [2] اگر کسی عورت نے علاج کیا اور نصاب کے مطابق خون آیا پھر تین حیض گذر

---

[1] وانقضاء العدة من الاخير وفاقاً لتعلقه بالفراغ(هذا فی درالمختار) وفی رد المحتار أی : لتعلق انقضاء العدة بفراغ الرحم وهو لا يفرغ إلاّ بخروج كل مافيه (ردالمحتار علی الدرالمختار،باب الحيض :۱/۵٤۹ :ط:مكتبه رشيديه سر کی روڈ کوئٹه)

[2] ولو انقطع دمها فعالجته بدواء حتى رأت صفرة فی ايام الحيض اجاب بعض المشايخ بأنه تنقضی به العدة(ردالمختار علی الدرالمختات باب العدة:۱۸٤/۵ :ط:مكتبه رشيديه كوئٹه)

گئے تو بھی عدت مکمل ہو جائے گی۔

السقط!

ناتمام[1] بچہ جو وقت سے پہلے گر جائے''اسقط الحامل الجنین'' [2] یعنی حاملہ نے ناتمام بچہ جنا''السقط'' [3] کے سین پر زبر، زیر اور پیش تینوں اعراب پڑھے جاسکتے ہیں یعنی وہ ناتمام بچہ جس کا ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال ظاہر ہو جائے اور ایک سو بیس دنوں (چار مہینوں) سے پہلے مکمل طور پر ظاہر نہ ہو۔

سقطے کے احکام!

اگر کسی عورت کا حمل گر گیا اور بچے کا ایک آدھ عضو ظاہر ہو گیا تو اس کے بعد جو خون آئے وہ نفاس شمار کیا جائے گا اور عورت اگر مطلقہ یا بیوہ ہے تو عدت بھی پوری ہو جائے گی۔

☆اگر حمل گرنے سے پہلے خون دیکھا ہے تو وہ استحاضہ شمار ہوگا اور نماز وغیرہ کی ادائیگی لازمی ہوگی بصورت دیگر قضا کرے گی۔

---

[1] مصباح اللغات:۳۸۳:ط:مکتبہ الحرمین دکان نمبر ۲۳،الحمد مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاھور. [2] المعجم الوسیط عربی اردو: ۱۱۵ : ط : مکتبہ رحمانیہ اقرأ سینٹر غزنی اسٹریٹ اردوبازار لاھور.

[3] وسقط مثلث السین:أی مسقوط ظهر بعض خلقه کیدأو رجل أو أصبع أو ظفرأو شعر،ولا یستبین خلقه الاربعه مائة وعشرین یوماً(ردالمختار ،باب الحیض :۵٤۹/۱:ط:مکتبه رشیدیه کوئٹه)

☆اگر بچے [۱] کا کوئی عضو نہیں بنا بلکہ صرف گوشت ہی گوشت ہے یا جمے ہوئے خون کے ٹکڑے ہیں تو نہ بچے کا حکم لگے گا اور نہ ہی آنے والا خون نفاس شمار کیا جائے گا۔

☆پس اگر یہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ پندرہ دن کو نہ پہنچے تو وہ استحاضہ ہوگا۔

☆اگر حمل گرنے سے پہلے جو خون دیکھا گیا وہ حیض بن سکے یعنی نصاب مکمل ہو اور پاکی کا زمانہ بھی پندرہ دن تک پہنچا ہو تو خون حیض شمار کیا جائے گا۔

☆اگر مذکورہ ایام میں موصوفہ عورت نے روزے رکھے ہوں تو دوبارہ قضا لازم ہوگی۔

☆اگر یہ خون حیض نہ بن سکے تو استحاضہ ہوگا۔

مستحاضہ!

حیض اور نفاس کے علاوہ جو خون عورت کی شرمگاہ سے آئے، اسے استحاضہ کہتے ہیں اور عورت مستحاضہ کہلاتی ہے یعنی وہ خون جو رگوں سے بہہ کر عورت کی فرجِ داخل سے خارج ہو جائے استحاضہ کہلاتا ہے۔

حیض اور استحاضہ میں فرق!

استحاضہ والے خون سے بدبو نہیں آتی اور حیض والے خون سے بدبو آتی ہے۔

---

[۱] ولواسقطت بعدمارأت الدم فی موضع حیضها عشرة یعنی رأت الدم عشرة علی عادتها ثم اسقطت ولم تدران السقط مستبین الخلق اولا تسلی من اول ما رأت قبل الاسقاط عشرة بالوضوء باشك لان تلك العشرة اما حیض ان كان السقط غیر مستبین وأما استحضة ان كا مستبینا فلا تترك الصلاة فیها.(مجموعہ رسائل ابن عابدین الرسالۃ الرابعہ، الفصل الخامس:۱۰۹/۱ :ط: مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ)

اقسامِ استحاضہ!

استحاضہ والے خون کی آٹھ قسمیں ہیں۔

پہلی قسم!

وہ خون جسے عورت نو سال سے کم عمر میں دیکھے۔

دوسری قسم!

وہ خون جسے عورت پچپن سال کی عمر کے بعد دیکھے بشرطیکہ اس کا رنگ سیاہ نہ ہو اور اس خون کا رنگ [1] جوانی کے خون سے بھی مختلف ہو اس لئے کہ عموماً عورت جب پچپن سال کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو اس کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی اگر اس عمر میں سیاہ یا زیادہ سرخ خون دیکھے جو نصابِ حیض کو پہنچ جائے تو حیض شمار کیا جائے گا اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہو گا۔

البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی ایامِ حیض میں اسی طرح زرد یا سبز وغیرہ رنگ کا خون آتا تھا تو پچپن برس کے بعد بھی یہی رنگ حیض سمجھا جائے گا۔

قسم ثانی کے متعلق چند احکام!

اگر کسی نا امید عورت (جس کی پچپن سال عمر مکمل ہونے کے بعد حیض آنا بند ہو گیا ہو) کو طلاق دی گئی تو طلاق کے تین مہینے بعد عدت ختم ہو جائے گی یعنی آیسہ اور غیر بالغہ کے حکم کی طرح ہو گا۔

---

[1] وفی الدرالمختار: الا اذا کان دماً خالصاً فحیض....وفی ردالمحتار : وهو يفيد أنها اذا كانت عاتها قبل الاياس أصفر فرأته كذالك أو علقاً فرأته كذالك كان حيضاً.(ردالمحتار على الدرالمختار ،باب الحيض :۱/۵۵۲-۵۵۳ :ط: مكتبه رشيديه كوئٹه)

☆اگر عدت ختم ہونے کے بعد حیض کا خون دیکھا تو پھر[۱] بھی اس کی عدت پوری ہوگی۔

☆البتہ [۲] اگر یہ عورت اس کے بعد پھر مطلقہ ہوگئی تو اب عدت تین حیض گذر جانے کے بعد پوری ہوگی۔

تیسری قسم!

وہ خون جسے حاملہ عورت حمل کے زمانے میں دیکھے۔

چوتھی قسم!

وہ خون جسے مبتدأہ (وہ عورت جس کو پہلی بار خون آیا ہو) حیض کی انتہائی مدت (دس دن) یا نفاس کی انتہائی مدت (چالیس دن) بعد دیکھے۔

پانچویں قسم!

وہ خون جو نصابِ حیض (بہتر گھنٹوں) سے کم ہو۔

چھٹی قسم!

وہ خون جو معتادہ کی عادت سے زیادہ ہو کر دس دن سے تجاوز کر جائے اور نصابِ حیض بھی عدت کے زمانے میں واقع ہو جائے۔

---

[۱] لكن اختار البهنسى مااختاره الشهيد:أنها إن رأته قبل تمام الأشهر استأنفت البعدها .قلت : وهو مااختاره صدرالشريعة ومنلاخسرووالباقانى ،..إلى قوله...كما صححه فى الخالصة وغيرها وفى الجوهرة والمجتبى أنه الصحيح المختار....وعليه الفتوى.(الدرالمختار مع ردالمحتار : ۱۹۷/۵ :ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

[۲] وتعتدفى المستقبل بالحيض.(ردالمحتار على الدرالمختار ،باب العدة :۱۹۷/۵ : ط: مكتبه رشديه كوئٹه)

مثال!

کسی کو مہینے کے ابتدائی پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی پھر ایک دفعہ مہینے کے ابتداء سے ہی خون جاری ہو کر دسویں تاریخ سے بھی تجاوز کر گیا تو ابتدائی پانچ دن حیض اور بقیہ دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔

☆اگر شروع مہینے سے خون جاری ہوا پھر دس دن پر بند ہوا یا دس دن کے اندر اندر بند ہوا تو یہ سارخون حیض شمار ہوگا جتنے دن خون آیا ہے اتنے دن اب اس کی عادت سمجھی جائے گی اور پہلی عادت گویا کہ اب کی بار جتنے دن حیض آیا ہے ان میں تبدیل ہوگئی۔

تنبیہ!

وقوعِ نصاب کی قید اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ چھٹی مذکورہ قسم آگے ذکر ہونے والی ساتویں قسم سے ممتاز ہو جائے۔

ساتویں قسم!

وہ خون جو عادت سے بڑھ کر دس دن سے تجاوز تو کرے لیکن نصابِ حیض عادت کے زمانے میں واقع نہ ہو۔

مثال!

ماہ کے ابتدائی پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی لیکن ایک ماہ اپنی عادت سے پہلے خون دیکھا اور پھر بند ہو گیا اس کے بعد تین یا پانچ دن تک پاک رہی پھر ماہ کی تیسری یا پانچویں تاریخ کے بعد خون جاری ہو سات دن یا اس سے زیادہ تک جاری رہا تو اب یہ خون دس دن سے تجاوز کر گیا کیونکہ پہلے خون کے بعد جو پاکی حاصل ہوئی تھی وہ ''طہرِ ناقص'' ہے جو کہ خون کے حکم میں ہے اور سات دن یا زیادہ دن

آخر میں خون دیکھا تو یہ سب جمع کرنے سے دس دن سے زیادہ بنتے ہیں۔

☆پس اس عورت کی عادت عدد اور زمانہ دونوں اعتبار سے لوٹ آئے گی یعنی شروع ماہ سے پانچ دن حیض کے شمار ہوں اور عادت سے پہلے ایک دن خون اور پانچویں تاریخ کے بعد جتنے دن خون آیا دوسری ماہواری تک سارا کا سارا خون ''استحاضہ'' شمار کیا جائے گا۔

آٹھویں قسم!

وہ خون جو ''نفاس'' میں معتادہ کی عادتِ نفاس سے بڑھ کر چالیس دن سے تجاوز کر جائے۔

☆پس جو خون عادت کے علاوہ آئے گا وہ ''استحاضہ'' کہلائے گا۔

اقسامِ مستحاضہ!

مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)معتادہ (۲)مبتدأہ (۳)متحیرہ

معتادہ کا بیان!

وہ عورت جس نے حد بلوغ سے ایک ''صحیح طہر'' اور ''صحیح حیض'' یا صرف [1] ایک ''صحیح حیض'' یا ایک ''صحیح طہر'' دیکھا ہو معتادہ کہلاتی ہے۔

معتادہ سے متعلق حالتِ حیض کے احکام!

اگر کسی لڑکی نے حد بلوغ کو پہنچ کر پانچ دن تک خون دیکھا اور پھر بند ہو کر پندرہ دن تک

---

[1] والمعتادہ من سبق منھا دن وطھر صحیحان أو أحدھما(ردالمحتار علی الدرالمختار، باب الحیض:۱/۵۲۶ :ط:مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

مسلسل پاک رہی اس کے بعد ایسا خون جاری ہوا جس میں ''طہرِ کامل'' نظر نہیں آیا تو پانچ دن ''حیض'' اور پندرہ دن ''طہر'' شمار کیا جائے گا۔

☆اگر پانچ دن خون آیا پھر بند ہو کر چودہ دن پاک رہی پھر پندرہویں دن مسلسل خون جاری ہوا تو اب حیض کی عادت [1] پانچ دن کی سمجھی جائے گی اور باقی پچیس دن طہر شمار کیا جائے گا ،جب تک خونِ صحیح بند نہیں ہوگا حساب اسی طرح رہے گا۔

☆اگر معتادہ نے حیض یا نفاس میں ایک دفعہ بھی عادت مخالف دیکھی تو بھی عادت تبدیل سمجھی جائے گی کیونکہ حیض اور نفاس میں ایک بار کی تبدیلی سے بھی عادت [2] ثابت ہو جاتی ہے۔

مثال!

حیض کی عادت مہینے کے ابتدائی پانچ دن کی تھی لیکن خلاف معمول کسی مہینے میں چھ دن خون دیکھا اور پھر صحیح طور پر بند ہو گیا تو اب چھ دن کی عادت شمار ہوگی اسی طرح اگر آئندہ بھ خون جاری رہا اور کوئی ''طہرِ کامل'' دیکھنے میں نہیں آیا تو ہر مہینے کے ابتدائی چھ دن حیض اور باقی دن استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

☆اسی طرح ایک دفعہ سے زمانے کے اعتبار سے بھی عادت تبدیل ہو جاتی ہے۔

---

[1] والطهر الناقص عن اقله كالدم المتوالى لانه طهر فاسد كما فى الهداية لا يفصل بين الدمين بل يجعل الكل حيضا ان لم يزد على العشرة والا فالزائد عليها او على العادة استحاضة مطلقا .(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الرسالة الرابعة:۱/۷۸ مکتبه عثمانيه كانسى روڈ کوئٹه)

[2] والعادة تثبت بمرة واحدة في الحيض والنفاس هذا قول أبي يوسف وابى حنيفة آخرقال فى المحيط وبه يفتى وفى موضع آخر وعليه الفتوى...(رسائل ابن عابدين،الرسالة الرابعة:۱/۷۹:ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

مثال!

حیض کی عدت مہینے کے ابتدائی پانچ دن کی تھی لیکن اتفاق سے ایک دفعہ مہینے کے آغاز میں خون نہیں آیا بلکہ آخر میں پانچ دن خون آیا یا مہینہ شروع ہونے سے پہلے پانچ دن خون دیکھا پھر صحیح طور پر خون بند ہوگیا تو اب مہینے کے آخر میں جس دن سے خون شروع ہوا تھا اسی دن سے پانچ دن حیض کی عادت شمار کی جائے گی اور پہلی عادت کا زمانہ تبدیل ہوجائے گا۔

☆حیض کی عادت [1] اس وقت تک تبدیل نہیں ہوتی جب تک ایک ''خونِ صحیح'' یا ''طہرِ صحیح'' اپنی عادت کے خلاف نہ دیکھے۔

مثال!

حیض کی پانچ اور طہر کی پچیس دن عادت تھی لیکن ایک مہینے میں ایسے ہوا کہ خونِ حیض صرف تین دن دیکھا اور پچیس دن اس کے بعد پاک رہی گویا اس کی عادت پانچ دن سے تین دن کی طرف تبدیل ہوگئی اسی طرح پانچ دن خون دیکھا اور پھر تیئس دن پاک رہی تو پھر بھی عادت تبدیل سمجھی جائے گی۔

☆اسی طرح حیض کی عادت اس وقت تبدیل ہوتی ہے جب ''دمِ فاسد'' (استحاضہ جو دس دن سے تجاوز کر گیا ہو) دیکھے بشرطیکہ نصابِ حیض یا نصابِ حیض سے زیادہ حیض کی عادت کے بعض دنوں میں واقع ہوجائیں اور حیض کی عادت کے بعض دن ''طہرِ صحیح'' میں آجائیں۔

---

[1] وتنتقل عدداان رأت ما يخالفه صحيحا طهرا او دماًاو دمافاسدا جاوز العشرة سسقع نصاب فی بعض العادة وبعضها من الطهر الصحيح .(مجموعه رسائل ابن عابدين،الرسالة الرابعة :۱/۸۰:ط:مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

مثال!

کسی کی عادتِ حیض شروع مہینے سے پانچ دن کی تھی لیکن ایک دفعہ عادت کے خلاف مہینے کے شروع ہونے سے سات دن پہلے خون دیکھا اور مہینے کے آغاز میں چار دن خون دیکھا پھر خون صحیح طور پر بند ہوگیا تو یہ خون استحاضہ شمار ہوگا کیونکہ خون گیارہ دن آیا ہے اور بعض ایامِ عادت میں ''نصابِ حیض'' اور بعض ایامِ عادت میں ''طہرِ صحیح'' واقع ہوا ہے اس لئے کہ جب مہینے کی پانچویں تاریخ میں وہ پاک رہی تو عادت زمانے (ابتداءِ ماہ) کے لحاظ سے اسی طرح اپنی جگہ برقرار رہے گی تو شروع مہینے سے عادتِ حیض ہوگی البتہ عدد کے اعتبار سے پانچ کی بجائے چار دن حیض کی عادت شمار ہوگی حالیہ دورانیہ میں صرف چار دن خون دیکھنے کی وجہ سے اور عادت سے قبل سات دن جو خون آیا ہے وہ استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

☆ زمانے کے لحاظ سے عادت [1] اس وقت تبدیل ہوجاتی ہے جب نصابِ حیض عادت کے دنوں میں واقع نہ ہو اور خون دس دن سے تجاوز کر جائے۔

مثال!

کسی عورت کی عادت مہینے کے ابتدائی پانچ دن حیض آنے کی تھی مگر شروع کے پانچ دن پاکی میں گذر گئے پھر خون جاری ہوکر گیارہ یا زیادہ دن تک پہنچ گیا تو اب عادتِ حیض عدد کے اعتبار سے وہی پانچ دن شمار ہوں گے لیکن زمانے کے اعتبار سے عادت تبدیل سمجھی جائے گی۔ پھر اگر مسلسل خون جاری رہا تو خون جس تاریخ کو دیکھا گیا تھا اسی تاریخ سے پانچ دن حیض اور باقی دن استحاضہ کے شمار کئے جائیں گے۔

---

[1] فان جاوز الدم العشرة فان لم يقع فی زمانها نصاب انتقلت زمانا والعدد بحاله يعتبر من اول مارأت .(مجموعه رسائل ابن عابدين ،الرسالة الرابعة :۱/۸۷:ط: مکتبه عثمانيه کوئٹه)

☆اگرخون اپنے وقت پرنصاب کو نہ پہنچے پھر بھی زمانے کے اعتبار سے عادت تبدیل ہوگی۔

مثال!

شروع مہینے سے تین دن پاک رہی پھر گیارہ دن خون جاری رہا اب اس عورت کے صرف دودن اپنی عادت کے آخر میں آگئے تو اب اس کی عادت مہینے کی چوتھی تاریخ سے پانچ دن کی شمار ہوگی عدداً عادت اس لئے برقرار رہے گی کہ خون دس دن سے تجاوز کرگیا ہے۔

☆اور اگر ١ نصابِ حیض ایام عادت میں واقع ہوجائے تو جتنے دن ایام عادت میں دیکھے گی اتنے دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔

مثال!

مثلاً اس پہلی والی صورت میں اگر مہینے کی تیسری تاریخ سے خون شروع ہوکر گیارہ دن یا اس سے زیادہ تک پہنچ گیا تو تین دن حیض کے شمار ہوں گے کیونکہ صرف تین دن اپنی عادت کے زمانے میں حیض آیا ہے اور باقی دن استحاضہ کے شمار ہوں گے تو اب اس کی عادت عدداً پانچ دن سے تین دن میں تبدیل ہوگئی اور زماناً اپنی جگہ برقرار رہی۔

☆اگر گیارہ دن یا اس سے زیادہ دن خون دیکھا لیکن جتنے دن حیض کی عادت تھی اتنے دن عادت کے مطابق خون آیا تو اب عادت عدداً اور زماناً دنوں اعتبار سے اپنی جگہ برقرار ٢ رہے گی۔

---

١ وان وقع فالواقع فی زمانها فقط حيض والباقی استحاضة .(مجموعه رسائل ابن عابدين الرسالة الرابعة: ١/ ٨٧:ط: مكتبه عثمانيه كانسی روڈ كوئٹه)

٢ فان كان الواقع مساويا لعادتها عدداً فالعادة باقية .(مجموعه رسائل ابن عابدين الرسالة الرابعة: ١/ ٨٧:ط: مكتبه عثمانيه كانسی روڈ كوئٹه)

مثال!

اسی پہلی صورت میں ہی اگر مہینے کے شروع ہونے سے پانچ دن پہلے خون دیکھا اور مہینے کے آخر میں بند ہوگیا پھر پانچ تاریخ تک پاک رہی پھر مہینے کے چھٹے یا ساتویں دن خون دیکھا تو مہینے کے شروع ہونے سے پہلے جو خون دیکھا تھا وہ استحاضہ کہلائے گا اور جو مہینے کے ابتدائی پانچ دن پاکی کے گذرے ہیں یا خون دیکھا ہے دونوں صورتوں میں یہی پانچ دن اپنی عادت کے مطابق حیض کے شمار ہوں گے اور عادت کے علاوہ یعنی پانچویں تاریخ کے بعد والا خون دوسرے حیض تک استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

اگرچہ خون اپنے وقت میں بھی نہ دیکھا ہو، لیکن جب پہلے اور آخری دن کے درمیان ''طہر ناقص'' آیا تو گویا پہلے سے لے کر آخر تک مسلسل خون جاری رہا۔ تو اس عورت کی عادت اس صورت میں عدد اور زمانہ دونوں اعتبار سے اپنی جگہ پر برقرار رہے گی۔

☆اگر خون [1] دس دن سے زیادہ جاری نہ رہا تو پھر تمام دن حیض کے شمار ہوں گے بشرطیکہ خون بند ہونے کے بعد ''طہر کامل'' واقع ہوا ہو اور اگر ''طہرِ ناقص'' واقع ہوا ہے تو پھر بھی عادت اپنے حال پر برقرار رہے گی۔

مثال!

مہینے کے ابتدائی پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی لیکن ایک دفعہ مہینے کے آغاز میں ہی چھ دن خون دیکھا تو اگر اس کے بعد پندرہ دن پاکی کے گذر گئے تو یہ چھ دن حیض شمار ہوگا اور عدداً عادت تبدیل

---

[1] وان لم يجاوز الدم العشرة فالكل حيض ان طهرت بعده طهرا صحيحا خمسة عشر يوما وإلا ردت إلى عادتها لأنه صار كالدم المتوالي. (مجموعه رسائل ابن عابدين الرسالة الرابعة: ۱/۸۸: ط: مكتبه عثمانيه كانسی روڈ كوئٹه)

سمجھی جائے گی اور اگر چودہ دن یا اس سے کم مدت دوبارہ خون ظاہر ہوا تو حیض کی عادت وہی پرانی پانچ دن کی ہی شمار ہوگی اور بعد والا خون دوسرے حیض تک استحاضہ شمار ہوگا۔

تنبیہ!

یاد [1] رکھنا چاہئے کہ معتادہ کے حیض کی ابتداء وانتہاء دونوں طہر پر بھی ہوسکتی ہیں بشرطیکہ دونوں طرف خون دیکھا گیا ہو اور درمیان میں طہرِ ناقص بھی واقع ہو چکا ہو۔

جیسا کہ پہلی مثالوں سے واضح ہو چکا کہ بعض صورتوں میں حیض کی ابتداء وانتہاء پاکی پر ہوئی۔

مثالوں کی وضاحت!

جیسا کہ عادتِ حیض کے پانچ دن پاک گذر گئے پھر مہینے کی چھٹی یا ساتویں تاریخ کو خون نظر آیا تو اس صورت میں حیض کی ابتداء وانتہاء دونوں حالتِ پاکی پر ہوئی۔

اسی طرح اگر معتادہ اپنی عادت سے قبل ایک دن خون دیکھے پھر چودہ دن پاک رہے پھر ایک دن خون دیکھے تو زمانہ عادت میں سے اتنے دن حیض کے شمار ہوں گے جتنے دن اس کی عادت تھی باقی عادت سے پہلے اور بعد میں جو خون دیکھا تھا وہ استحاضہ شمار ہوگا۔

البتہ مبتدأہ کی ابتداءِ حیض خون سے ہی ہوگی مگر انتہاء کے لئے خون ضروری نہیں بلکہ پاکی پر بھی ہوسکتی ہے۔

مثال!

مبتدأہ نے ایک دن خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون دیکھا تو پہلے دن جو خون دیکھا تھا اس سے دس دن حیض شمار کیا جائے گا باقی استحاضہ ہوگا۔

---

[1] یجوز ختم الحیض بالطهر والبداية به بشرط ان یکون قبل البداية وبعد الختم دم.(خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی، کتاب الحیض الفصل الثلث فی الطهر: ۲۳۳/۱ مکتبه رشیدیه روڈ کوئٹه)

☆اگر معتادہ کی عادتِ حیض پانچ دن یا عادتِ طہر پچپن دن کی ہو پھر اپنے وقت میں پانچ دن خون دیکھے اور اس کے بعد پندرہ دن پاک رہے اور پھر گیارہ دن خون دیکھے تو عادت وہی پانچ دن کی ہی ہوگی کیونکہ خون دس دن سے تجاوز کر گیا ہے لیکن اس کی عادت زمانے کے لحاظ سے تبدیل سمجھی جائے گی اس لئے کہ اس کی عادتِ حیض پچپن دن بعد کی تھی اور آخر میں گیارہ دن جو خون آیا ہے اس میں سے کچھ بھی عادت کے زمانے میں نہیں آیا لہٰذا عادتِ طہر پچپن دن سے پندرہ دن میں تبدیل سمجھی جائے گی۔

پس آئندہ اگر خون مسلسل جارہ ہوا تو پانچ دن حیض اور پندرہ دن طہر کا حساب رکھا جائے گا۔

☆اسی طرح اگر پانچ دن خون دیکھا پھر چھیالیس دن پاک رہی اس کے بعد ایک دن تک خون جاری رہا پھر صحیح طور پر بند ہوگیا تو عادتِ حیض عدداً برقرار اور زماناً تبدیل ہوئی اگرچہ اس صورت میں کچھ دن خون عادت کے وقت آیا ہے لیکن نصاب سے کم آیا ہے اس لئے عادتِ حیض کا زمانہ چھیالیس دن کے بعد سمجھا جائے گا اور پہلی عادت زماناً تبدیل سمجھی جائے گی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر اڑتالیس دن پاک رہی پھر بارہ دن خون جاری رہا پھر صحیح طور پر بند ہوگیا تو بارہ دن کے خون میں سے پہلے سات دن زمانہ طہر اور آخری پانچ دن عادتِ حیض کے زمانے میں آئے ہیں اس وجہ سے عادت عدداً اور زماناً برقرار سمجھی جائے گی تو اب اس کی عادتِ حیض پانچ دن اور عادتِ طہر پچپن دن شمار کی جائے گی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی اس کے بعد خون جاری ہوا تو اس کی عادت عدداً اور زماناً اپنے حال پر ہی رہی کیونکہ دو خونوں کے درمیان ''طہرِ ناقص'' واقع ہوا جو خون کے حکم میں ہے تو گویا کہ پہلے خون سے آخر تک مسلسل خون جاری رہا ان میں سے پانچ دن زمانہ حیض سے اپنی عادت کے مطابق حیض سمجھا جائے گا اور عادت سے ایک دن پہلے جو خون دیکھا تھا وہ اور عادت کے بعد والا خون سب کا سب دوسرے حیض

تک استحاضہ شمارہ ہوگا۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر ستاون دن پاک رہی پھر تین دن خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی پھر خون ظاہر ہوا تو اب عادت عدداً تبدیل ہوئی یعنی اب حیض کی عادت پانچ دن کے بجائے تین دن شمار ہوگی کیونکہ درمیان میں ''طہرِ ناقص'' واقع ہوا ہے تو وہ بھی خون سمجھا جائے گا لیکن جب تین دن صحیح خون اپنے زمانۂ عادت میں دیکھا ہے اس لئے عادت زماناً برقرار اور عدداً تبدیل سمجھی جائے گی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر پچپن دن پاک رہی سات یا آٹھ (یعنی تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم) خون دیکھا اس کے بعد ''طہرِ صحیح'' بھی گذر گیا تو اب عدداً عادت تبدیل ہوئی جتنے دن خون دیکھا ہے اتنے دن حیض کی عادت سمجھی جائے گی اور زماناً اپنی حالت پر ہی رہی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر پچاس دن پاک رہی پھر دس دن خون آیا) پھر ''طہرِ کامل'' دیکھنے کے بعد خون جاری ہوا تو عادت پانچ سے دس دن کو منتقل ہوگئی اگرچہ پانچ زمانۂ عادت میں واقع ہوئے ہیں مگر پھر عادت عدداً تبدیل ہوئی کیونکہ خون دس دن سے تجاوز نہیں کر گیا اور اسی طرح عادتِ طہر بھی پچپن دن کے بجائے پچاس دن ہوگئی۔

اشکال!

جب دوسرا خون پچاس دن کے بعد آیا اور دس دن تک جاری رہا اور پھر اس کے بعد مکمل پندرہ دن پاک رہی تو چاہیئے کہ اس کی عادتِ حیض اور طہر عدداً تبدیل نہ ہوجائے بلکہ اپنی حالت پر رہے کیونکہ وہ پانچ دن کا خون جو اپنے زمانۂ عادت میں آیا ہے حیض سمجھا جائے اور جو پانچ دن خون عادت سے پہلے دیکھا ہے اس کو استحاضہ تصور کیا جائے۔لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب!

اس لئے کہ زمانۂ عادت میں نصاب کا واقع ہونا اس وقت معتبر ہے جب خون دس دن سے

تجاوز کر جائے۔

☆جب خون دس دن یا اس سے کم ہو، نصاب مکمل ہو اور ''طہرِ صحیح'' کے بعد واقع ہو تو ایک ''طہرِ صحیح'' اور ''دمِ صحیح'' دونوں اپنی عادت کے خلاف دیکھنے کی وجہ سے عادتِ حیض وطہر دونوں عدداً تبدیل ہو جائے گی عادتِ حیض دس دن اور عادتِ طہر پچاس دن سمجھی جائے گی۔

☆چونکہ اس کا نصابِ حیض پھر بھی اپنے زمانۂ عادت میں آچکا ہے اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمانۂ حیض بھی تبدیل ہوا کیونکہ سابقہ عادتِ حیض کے زمانے میں نصابِ حیض بھی مکمل واقع ہوا ہے۔

☆البتہ آئندہ کے لئے ابتداءِ حیض پچاس دن کے بعد سمجھی جائے گی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی پھر آٹھ دن خون دیکھا پھر خون صحیح طور پر بند ہو گیا تو اب عادتِ حیض وطہر دونوں عدداً تبدیل ہو جائیں گی یعنی حیض کی عادت آٹھ دن اور طہر کی عادت چوّن (۵۴) دن سمجھی جائے گی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر پچاس دن پاک رہی پھر سات دن خون دیکھا پھر صحیح طور پر خون بند ہو گیا تو اب عادتِ حیض عدداً اور زماناً تبدیل ہوئی کیونکہ زمانۂ عادت میں نصاب واقع نہیں ہوا ہے اسی طرح عادت طہر بھی۔

پس اس کی عادتِ طہر پچپن دن کے بجائے پچاس دن ہو گی۔

☆اگر پانچ دن خون دیکھا پھر چونسٹھ دن پاک رہی پھر سات دن خون آ کر صحیح طور پر بند ہو گیا تو اب عادتِ حیض عدداً اور زماناً دونوں اعتبار سے تبدیل ہوئی یعنی پانچ دن کے بجائے سات دن عادت ہو گی اسی طرح عادتِ طہر بھی پچپن دن کے بجائے چونسٹھ دن ہو گی۔

معتادہ سے متعلق حالتِ نفاس کے احکام!

کسی عورت کا بچہ پیدا ہوا ہے اور اس کو اپنی عادتِ نفاس معلوم ہے پھر دوسرا بچہ پیدا ہوتے

وقت نفاس سابقہ عادت کے مخالف دیکھا تو اب اگر نفاس چالیس دن سے زیادہ آیا ہے تو سابقہ عادت ہی برقرار رہے گی۔

مثال!

اگر سابقہ عادت بیس دن کی تھی تو اب بھی بیس دن نفاس باقی استحاضہ ہوگا پس بیسن دن عادتِ نفاس کے علاوہ غسل کرنے کے بعد باقی تمام نمازوں کی قضا کرے گی۔

☆اگر خون چالیس دن سے زیادہ نہ ہو بلکہ چالیس دن مکمل ہونے کے بعد بند ہو گیا تو اب اس کی عادتِ نفاس [1] بیس دن کے بجائے چالیس دن ہوگی پھر اگر اولاد پیدا ہو جانے کے بعد خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو چالیس دن نفاس اور باقی استحاضہ ہوگا۔

☆اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کچھ وقت کے لئے خون آیا اور پھر بند ہو کر چالیسویں دن پر دوبارہ ظاہر ہوا تو اب یہ چالیس دن سب کے سب نفاس سمجھے جائیں گے۔

☆اگر تیس دن تک خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر (ولادت کے پینتالیسویں) پندرہویں دن دوبارہ خون ظاہر ہوا تو پھر بھی عادت کے مطابق چالیس دن نفاس اور باقی استحاضہ ہوگا کیونکہ تیس دن کے بعد 'طہرِ ناقص' واقع ہوا ہے جو خون کے حکم میں ہے تو گویا شروع سے آخر تک خون جاری رہا تو پرانی عادت ہی برقرار رہے گی۔

☆اگر تیس دن خون آنے کے بعد پندرہ دن پاک رہی پھر اس کے بعد سولہویں (یعنی ولادت کے چھیالیسویں) دن خون دوبارہ ظاہر ہوا تو اب اس کی عادت چالیس دن سے تیس دن میں

---

[1] وذكر فى "الرسالة" أن الاصل فيه أن المخالفة للعادة إن كانت فى النفاس ، فان جاوز الدم الاربعين فالعادةباقية فرّدإليها والباقى استحاضة وإن لم يجاوز انتقلت العادةإلى مارأتها والكل نفاس.(ردالمحتار على الدرالمختار باب الحيض: ١/٥٤٨ :ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

تبدیل ہوگئی اس لئے نفاس تیس دن سمجھا جائے گا۔

☆عادتِ نفاس بیس دن کی تھی پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد دس دن خون آکر بند ہوگیا اور بیس دن تک پاک رہی پھر خون جاری ہوکر گیارہ دن یا اس سے زیادہ تک پہنچ گیا تو گویا کہ مکمل اکتالیس یا اس سے بھی زیادہ دنوں تک مسلسل خون جاری رہا تو سابقہ بیس دن کی عادت ہی رہے گی اس لئے بیس دن نفاس اور باقی اکیس دن استحاضہ ہوگا۔

پس عادتِ نفاس کے بیس دن کے علاوہ تمام دنوں کی نمازوں کی غسل کرنے کے بعد قضا کرے گی۔

☆اگر ایک دن خون دیکھا پھر تیس دن پاک رہی اور اکتیسویں دن دوبارہ خون دیکھا اس کے بعد پھر چودہ دن پاک رہی اور پھر خون ظاہر ہوا تو گویا کہ ابتدا سے انتہا تک مسلسل خون جاری رہا تو اب سابقہ عادت کی طرف ہی لوٹائی جائے گی۔

☆اگر خون چالیس دن سے زیادہ نہیں آیا تو جتنے دن خون آیا ہے وہ نفاس ہوگا۔

☆اگر ی خون اپنی سابقہ عادت پر بند ہوگیا تو ہی سابقہ عادت برقرار رہے گی اور اگر عادت سے پہلے یا بعد میں ہوا تو جتنے دن خون آیا ہے اتنے دن اس دفعہ کے بعد عادت نفاس سمجھی جائے گی۔

مثال!

سابقہ عادتِ نفاس بیس دن کی تھی پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد اٹھارہ دن خون دیکھا پھر بائیس دن پاک رہی پھر تیسویں (ولادت کے اکتالیسویں) دن خون ظاہر ہوا تو اٹھارہ دن شروع کے نفاس سمجھا جائے گا اور بائیس دن طہر کیونکہ چالیس دن مکمل ہونے کے بعد طہرِ صحیح دیکھا ہے تو اب اگر بعد والا خون نصابِ حیض کو پہنچتا ہے تو حیض ہوگا۔ جیسا کہ حیض سے متعلق احکام کے بیان میں تفصیل گزر چکی ہے۔

☆اسی طرح اگر اسی عورت نے پہلے دن خون دیکھا پھر چونتیس دن پاک رہی پھر

پینتیسویں دن دوبارہ خون ظاہر ہوا اور پھر پندرہ دن تک خون بند رہا اس کے بعد پھر خون ظاہر ہوا تو اب اس کی عادت بیس دن سے چھتیس دن میں تبدیل ہوگئی کیونکہ پہلا اور دوسرا خون چالیس دن کے اندر اندر آیا ہے تو گویا کہ برابر چھتیس دن خون جاری رہا اس کے بعد جب مکمل پندرہ دن پاک رہی جس پر وہ چالیس دن سے نکل گئی اور وہ "طہرِ کامل" بھی ہے تو اب کے بعد عادت چھتیس دن سمجھی جائے گی۔

معتادہ سے متعلق سقطے کے احکام!

حمل گرنے کے بعد اس کا حال معلوم ہو تو اس کے متعلق بیان تو گذر چکا یعنی اگر بچے کا کوئی ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد آنے والا خون نفاس ہوگا اور اگر خون کے ٹکڑے یا گوشت ہی گوشت ہو تو نفاس نہ ہوگا۔

☆ اگر حمل گر گیا اور کوئی حال معلوم نہ ہو سکتا کہ بچے کا کوئی ایک آدھ عضو بن گیا ہے یا نہیں تو اگر موصوفہ عورت کی عادتِ حیض دس دن اور عادتِ طہر بیس دن کی ہے اور خون بھی مسلسل جاری ہے تو ایسی عورت دس دن [1] تک نماز وغیرہ چھوڑ دے گی کیونکہ بچے کا کوئی ایک آدھ عضو بن گیا ہے تو نفاس بصورت دیگر حیض ہوگا۔

☆ سابقہ موصوفہ عورت پھر دس دن کے بعد غسل کرکے بیس دن تک ہر وقتی نماز نئے وضوء

---

[1] لا يدرى أمستبين هوأم لا؟ بأن أسقطت فى المخرج وستمرّبها الدم؛فاذا كان مثلا حيضا عشرة وطهرها عشرين ونفاسها اربعين، فان أسقطت من اول ايام حيضها تترك الصلاة عشرة بيقين لأنها اما حائض أو نفساء، ثم تغتسل وتصلى عشرين بالشك لاحتمال كونها نفساء أو طاهرة ، ثم تترك الصلاة عشرة بيقين لأنها إنما نفساء او حائض ثم تغتسل و تصلى عشرين بيقين لاستيفاء الاربعين ، ثم بعد ذالك دابها حيضها عشرة وطهرها عشرون .(ردالمحتار على ادرالمختار ، باب الحيض، مطلبه :فى: احوال السقطواحكامه:١/٥٥١ :ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

سے شک کی بنا پر پڑھے گی کیونکہ اگر یہ عورت نفاس والی نہ ہوتو پھر خون استحاضہ ہوگا جس میں نماز وغیرہ کی ادائے گی کرنی ہوگی اور اگر نفاس والی ہوتو ناپاکی کی وجہ سے نماز وغیرہ درست نہیں اس لئے مسلسل چالیس دن تک شک کی بنا پر نماز پڑھے گی۔

☆ پھر اس کے بعد دس دن تک نماز وغیرہ چھوڑ دے گی کیونکہ یہ خون یقیناً نفاس یا حیض ہے۔ پھر اس کے بعد غسل کرے گی کیونکہ حیض ہو یا نفاس دونوں صورتوں میں غسل کرنے سے پاک ہوجائے گی اس لئے کہ حیض کی سورت میں دس دن اور نفاس کی صورت میں چالیس دن مکمل ہوگئے ہیں س کے بعد بیس دن یقیناً طہر کے ہیں۔ جس میں باقاعدگی سے نماز وغیرہ کی ادائے گی کا اہتمام کرے گی پھر اس کے بعد دس دن یقیناً حیض کے ہیں۔

پس اس طرح بیس دن طہر اور دس دن حیض کے حساب سے غسل کرے گی۔

☆ اگر اسی [1]عورت پر ''طہرِ کامل'' گزرنے کے بعد حالتِ حمل میں دس دن خون آیا اور پھر حمل گر گیا تو پہلے دس دن خون کی حالت میں نماز نہیں چھوڑے گی بلکہ شک کی بنیاد پر پڑھے گی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ بچے کا کوئی ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو اس صورت میں یہ خون ''استحاضہ'' ہوگا جس میں نماز پڑھنی ہوگی اور یہ احتمال بھی ہے کہ کوی ایک آدھ عضو نہ بن گیا ہو تو اس صورت میں یہ خون ''حیض'' ہوگا۔ اس لئے شک کی وجہ سے نماز پڑھے گی۔

---

[1] وإن اسقطت بعدأیام حیضها فإنها تصلی من ذلك الوقت قدرعادتها فی الطهر بالشك. (ردالمحتار: باب الحیض، مطلب فی احوال السقط واحكامه: ۵۵۱/۱: ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)...وفی امجموعة رسائل ابن عابدین...ولو اسقطت بعد مارات الدم فی موضع حیضها عشرة یعنی رأت الدم عشرة علی عادتها ثم اسقطت ولم تدر ان السقط مستبین الخلق ام لا تصلیمن اول مارأت قبل الاسقاط عشرة بالوضوء باشك.(۱۰۹/۱: ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

☆ پھر اس کے بعد غسل کرے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ''حیض'' ختم ہو چکا ہو اس کے بعد پھر بیس دن بعد ہر وقتی نماز شک کی بنا پر ادا کرے گی کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حالت طہر کی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حالت ''نفاس'' کی ہو اس لئے کہ حمل کا کوئی پتا نہیں چلا کہ کوعضو اس کا بن گیا تھا یا نہیں۔

☆ اگر [1] کسی کو یہ پتا نہ ہو کہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں اور ''طہرِ کامل'' کے بعد حمل گر گیا تو اس کو حمل کا پتا نہ ہونے کی وجہ سے صورتِ مذکورہ کے مطابق نماز چھوڑ دی ہوگی اس لئے دس دن کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے گی اور باقی تفصیل یہ کہ مندرجہ بالا طریقے کے مطابق حساب رکھے گی۔

تنبیہ!

جہاں [2] جہاں شک کی بنیاد پر نماز پڑھنے کا ذکر کیا گیا.. یا...کیا جائے گا ان تمام صورتوں میں نہ قرآن مجید کو چھونا جائز ہے، نہ پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی نفل روزے اور نفل نمازیں پڑھنی جائز ہیں اس کا حکم ''متحیرہ'' کی طرح ہے جس کی تفصیل عنقریب (ان شاء اللہ تعالیٰ) آئے گی۔

---

[1] قلت وهذا إن علمت بعلم قها ظاهر والا تترك الصلاة لرؤيتها الدم فى ايامها ثم اذا اسقطت ولم يتبين حالـه يلـزمهـا القـضـاء للشك المذكور،(مجموعة رسائل ابن عابدين،ارسالة الرابعة،١٠٩/١:ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

[2] ومتى شكت فى وقت أنه وقت حيض أوطهر تحرت،فإن لم يكن لها رأى تصلى فيه بالوضوء لوقت كل صلاة وتصوم وتفضيه دونها، ومتى شكت فى وقت أنه حيض أو طهر أو خروج عن الحيض تصلى فيه بالغسل لكل صلاة لجواز انه وقت الخروج من الحيض ولأياتيها زوجها بحال لاحتمال الحيض،(البحر الرائق،باب الحيض،٣٦٢/١:ط:مكتبهرشيديه كوئٹه)

مبتدأہ سے متعلق حالتِ حیض کے احکام!

''مبتدأہ'' سے متعلق حالتِ حیض کے احکام سمجھنے سے پہلے ''مبتدأہ'' کی تعریف سمجھنا ضروری ہے۔

مبتدأہ کی تعریف!

وہ عورت جس کو پہلی بار حیض کا خون آئے یا پہلی بار بچہ پیدا ہو جائے ''مبتدأہ'' کہلاتی ہے۔

☆اگر کسی لڑکی نے بلوغ کے وقت پہلی بار خون دیکھا اور صحیح طور پر بند نہیں ہوا ہے تو جس دن سے خون شروع ہوا ہے اس دن سے دس دن ورات ''حیض'' اور باقی بیس دن ''استحاضہ'' شمار ہوگا۔[1]

☆اگر تھوڑا سا (نصاب سے کم) خون دیکھنے کے بعد ''طہرِ ناقص'' (پندرہ دن سے کم) دیکھا پھر خون ظاہر ہو کر مسلسل جاری ہوا تو ابتداء خون سے دس دن ورات ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' شمار کیا جائے گا اور جب تک خون جاری رہے دس دن ورات ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' کا حساب ہی رہے گا۔

تنبیہ!

یاد رکھنا چاہیے[2] کہ ''مبتدأہ'' کے ''حیض'' کی ابتدا ہر صورت میں ''خون'' سے ہوگی البتہ انتہا میں ''خون'' کا دیکھنا ضروری نہیں۔

---

۱ ۔ المبتدأة التی بلغت مستحاضة حیضها من کل شهر عشرة ایام وما زاد علیها استحاضة فیکون طهرها عشرین یوما،(شرح الوقایة مع عندةالرعایة ۱/۱۳٤ :ط:المکتبة الحقانیه محله جنگی پشاور پاکستان)

۲ ۔ فیجوز بدایة الحیض وختمه بالطهر علی هذا القول فقط وقد ذکر ان الفتوی علی هذا تیسبیراًعلی المفتی والمستفی،(شرح الوقایة مع عمدة الرعایة،باب الحیض،۱/۱۲۳:ط: المکتبة الحقانیه محله جنگی پشاور پاکستان)

☆اگر کسی مراھقہ (نو سالہ لڑکی) نے گیارہ دن خون دیکھا پھر چودہ دن... یا... اس سے بھی کم مدت پاک رہی پھر مسلسل خون جاری ہوا تو ابتداءِ خون سے دس دن ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' کے حساب سے خون کے دوران وقت گزارے گی۔

☆اسی طرح اگر کسی نے خون دیکھنے کے بعد ''طہرِ کامل'' دیکھا لیکن اس کے ساتھ کچھ ''خون فاسد'' (استحاضہ) مل گیا ہے اور یہ تمام خون اور طہرِ کامل کا مجموعہ تیس دن سے زیادہ نہیں بنتا تو پھر بھی دس دن ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' کا حساب رہے گا۔

مثال!

کسی مراھقہ [1] لڑکی نے گیارہ دن خون دیکھا اور پھر پندرہ دن پاک رہی اس کے بعد پھر خون جاری ہوا تو ابتدائی دس دن ''حیض'' اور آخری بیس دن ''طہر'' شمار ہوگا یعنی پندرہ دن پاکی کے بعد چار دن جاری خون میں بھی بیس دن پورے ہونے تک نماز نہیں چھوڑے گی پھر بیس دن پورے ہنے کے بعد دس دن ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' کے شمار ہوں گے۔

☆پس جب تک یہ خون جاری رہے حساب یہی رہے گا اگرچہ اس صورت میں دو خونوں کے درمیان ''طہرِ کامل'' واقع ہوا ہے لیکن جب ''چہر'' کے اعتبار میں ایک دن ''خون فاسد'' مل گیا تو اس ایک دن کے خون نے (گیارھویں تاریخ والا دن) اس ''طہرِ کامل) کو فاسد کر دیا اور ''طہرِ فاسد'' سے

---

[1] فیجوز ختم حیضها ای المبتدأة بالطهر کما فی هذا المثال لا بدؤها لان الطهر االذی یجعل کالدم المتوالی لا بدان یقع بین دمین فیلزم فی المبتدأة جعل الاول منهما حیضها بالضرورة بخلاف المهتادة،(مجموعة رسائل ابن عابدین،الرسالة الرابعة ۸۶/۱:ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

''مبتداۃ ۱؎'' کی عادت ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ ثبوتِ عادت کے لئے ''طہرِ صحیح'' یا ''خونِ صحیح'' کا دیکھنا شرط ہے جیسا کہ اس کی تفصیل گزر گئی ہے۔

☆ اور اگر ایسا ''طہرِ کامل'' دیکھا جس کے ساتھ ''خونِ فاسد'' مل گیا ہو لیکن تمام ''خون'' اور ''طہر'' کا مجموعہ تیس دن سے بڑھ جاتا ہے تو ایسی صورت ۲؎ میں ابتدائی خون سے دس دن ورات ''حیض'' اور باقی دن جب تک خون جاری رہے ''طہر'' کے شمار ہوں گے۔

☆ پھر حالتِ استمرار (جب سے مسلسل خون جاری ہوا ہے اور ابھی تک صحیح طور پر بند نہیں ہوا) سے دس دن ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' شمار کیا جائے گا۔

مثال!

کسی ''مراھقہ ۳؎'' نے گیارہ دن ''خون'' دیکھا اور پھر بیس دن پاک رہی پھر کئی مہینوں تک

۱؎ وان رأت وما وطهرا فاسدين فلا اعتبار بهما فى نصب العادة للمبتدأة ....(مجموعة رسائل ابن عابدين،الرسالة الرابعه الفصل الرابع،۱/۹٤:ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

۲؎ وان زاد اى الدم والطهر على ثلاثين بان رأت مثلا احد عشر دما وعشرين طهر اثم استمر فعشرة من اول مارأت حيض ثم الباقى طهر وهو الحادى عشر وما بعده الى اول الاستمرار ثم شستانف من اول الاستمرار عشرة حيض وعشرون طهر ثم ذالك با بها مادام الاستمرار،(مجموعة رسائل ابن عابدين،الرسالة الرابعه،الفصل الرابع،۱/۹۵:ط: مكتبةعثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

۳؎ (اَلْمُرَاهَقَةُ):آغاز شباب سے کامل بلوغ تک کا عرصہ(رَاهَقَ) الغلامُ :قريب البلوغ ہونا،(المعجم الوسيط عربی اردو صفحہ ٤٤٧:ط: مكتبہ رحمانیہ اقراء سنٹرز غزنی اسٹریٹ۔اردو بازار لاہور)

رَاهَقَ الغُلَامُ: جوانی کے قریب پہونچنا،(مصباح اللغات صفحہ ۳۱۹:ط: مكتبة الحرمين دكان نمبر ۲۳ الحمد مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور)

مسلسل جاری رہا اور صحیح طور پر بند نہیں ہوا تو ایسی صورت میں شروع میں نظر آنے والے خون سے دس دن ''حیض'' اور اکیس دن ''طہر'' سمجھا جائے گا۔

☆اس کے بعد جب تک یہ خون جاری رہے یعنی حالتِ استمرار کے ابتداء سے دس دن ''حیض'' اور بیس دن ''طہر'' کے حساب سے وقت گزارے گی۔

☆اگر ''مبتدأہ'' نے ''صحیح خون'' (جو تین دن ورات سے کم اور دس دن ورات سے زیادہ نہ ہو) دیکھنے کے بعد ''طہرِ ناقص'' ...یا... ''طہر فاسد'' دیکھا پھر مسلسل خون جاری ہوا تو اب [1] حیض کی عادت اتنے دن کی ہوگی جتنے دن ''صحیح خون'' دیکھا ہے اور باقی تیس دن مکمل ہونے تک تمام کے تمام کو ''طہر'' سمجھا جائے گا۔

مثال!

ایک ''مراھقہ'' نے پانچ دن خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی پھر مسلسل خون جاری ہوا تو اب اس کی عادتِ حیض پانچ دن کی سمجھی جائے گی اور باقی پچیس دن طہر کے شمار کئے جائیں گے اور حالت استمرار میں بھی یہی حساب رہے گا۔

☆اسی طرح اگر تین دن خون دیکھا پھر پندرہ دن پاک رہی اور پھر دو دن (نصاب سے کم) خون دیکھا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر مسلسل خون جاری ہوا تو اس صورت میں ابتدائی خون ''صحیح خون'' سمجھا جائے گا کیونکہ نصاب کو پہنچ گیا ہے اور ''طہرین'' کے درمیان والا خون کسی طرح بھی حیض نہیں بن سکتا کیونکہ اگر صرف اسی خون کو دیکھا جائے تو یہ نصاب سے کم ہے اور اگر آخری طہر سے ایک یا دو دن اس خون کے ساتھ شمار کئے جائیں تاکہ نصاب مکمل ہو جائے تو یہ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ حیض کی انتہا اگرچہ

---

۱ ـہ وان کان الدم صحیحا والطھر فاسدا یعتبر الدم لا الطھر .(مجموعة رسائل ابن عابدین(رسالة الرابعه) الفصل الرابع: ۹٦/۱ :ط:مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

اگرچہ پاکی پر ہوسکتی ہے لیکن وہ تب کہ جب اس طہر کے بعد حقیقی یا حکمی خون آئے اور یہاں تو نہ حقیقی خون موجود ہے کہ جس کو ان دودنوں کے خون کے ساتھ ملانے سے نصابِ حیض مکمل ہوسکے اور نہ ہی حکمی خون موجود ہے کیونکہ حکمی خون تو تب بنتا جب ان کے درمیان ''طہر ناقص'' واقع ہوتا حالانکہ یہاں پر دوخون کے درمیان ''طہر کامل'' واقع ہوا ہے۔

خلاصۂ کلام!

حاصل یہ ہوا کہ درمیانی دودنوں کے خون نے ''طہرین'' کو فاسد کردیا اس لئے کہ پہلے طہر کے ساتھ آخر میں ''خون فاسد'' (استحاضہ) مل گیا ہے اور آخری طہر کے ساتھ ابتداء میں خون فاسد مل گیا تو دونوں فاسد ہوگئے اور اس کے ساتھ عادت ثابت نہیں ہوتی تو اب ایسی صورت میں ابتدائی خون دیکھنے سے تین دن حیض اور باقی سب کے سب حالتِ استمرار تک بتیس (۳۲) دن طہر کے شمار کئے جائیں گے۔

☆ پھر حالتِ استمرار کے ابتداء سے تین دن حیض اور ستائیس (۲۷) دن طہر کے سمجھے جائیں گے اور جب تک خون جاری ہے یہی حساب رہے گا۔

☆ اگر مذکورہ صورت میں آخری طہر پندرہ دن کے بجائے چودہ دن کا ہو اور پھر مسلسل خون جاری ہوا تو اب یہ عورت ''معتادہ'' بن گئی کیونکہ پہلا طہر کامل ہے اور اس سے پہلے ''صحیح خون'' واقع ہوا ہے۔

تفصیل!

جب اس کے بعد دودن خون دیکھ کر پھر چودہ دن پاک رہی اور پھر مسلسل خون جاری ہوا تو یہ چودہ دن کا طہر ''طہرِ ناقص'' ہے جو خون کے حکم میں ہے اور اس عورت کی تین دن کی عادتِ حیض معلوم ہوچکی ہے تو اب دوسرے خون دیکھنے سے (جو کہ پندرہ دن کے بعد ظاہر ہوا ہے) تین دن حیض کے شمار ہوں گے اور ان تین دنوں کے بعد کے پندرہ دن طہر کے ہیں اس کے بعد اپنی عادت کے مطابق

حالتِ استمرار میں تین دن حیض اور پندرہ دن طہر کے حساب سے وقت گزارے گی۔

☆اب یہ عورت ''معتادہ'' ہوگئی کیونکہ اس نے صحیح خون اور ''صحیح طہر'' دیکھا ہے۔

☆اور یہی ذکر کردہ حکم اس عورت کا بھی ہے جس نے ابتدائی طہر پندرہ دن سے زیادہ دیکھا ہو۔

مثال!

بیس یا پچیس دن طہر کے بعد خون ظاہر ہوا ہو اور نصاب سے کم ہو اور اس کے بعد ''طہر ناقص'' واقع ہو کر پھر مسلسل خون جاری ہو جائے تو جتنے دن حیض دیکھا ہے اتنے دن عادت حیض اور جتنے دن طہر دیکھا ہے اتنے ہی دن عات طہر کے حساب سے حالت استمرار میں وقت گزارے گی۔

تنبیہ!

یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی نے حیض بند کرنے کے لئے علاج کرایا جس کی وجہ سے کئی ماہ تک حیض آنا بند ہو گیا تو اگر عادت کے دن بھی گزر جائیں پھر بھی حائضہ کا حکم نہیں لگے گا جب تک کہ حیض آنا شروع نہ ہو جائے۔

مبتدأہ سے متعلق حالتِ نفاس کے احکام!

اگر کوئی لڑکی حمل سے بالغہ ہوگئی اور اولاد پیدا ہونے کے بعد مسلسل خون جاری ہوا تو شروع کے چالیس دن ''نفاس'' اس کے بعد بیس دن طہر دس دن حیض اور پھر بیس دن طہر کے سمجھے جائیں گے اور جب تک صحیح طور پر خون بند نہ ہو جائے یہی حساب رہے گا۔

☆اگر کسی عورت کا خون پہلی بار اولاد پیدا ہونے کے بعد بند ہو کر چالیسویں دن پھر ظاہر ہو تو یہ تمام کے تمام چالیس دن نفاس سمجھا جائے گا۔

☆اور اگر تیسویں دن پر خون بند ہو کر چودہ دن پاک رہی پھر پندرہویں دن (ولادت کے

پیتالیسویں) دوبارہ خون ظاہر ہوا تو اس صورت میں بھی چالیس دن نفاس کے سمجھے جائیں گے اور یہ آخری خون ''استحاضہ'' ہوگا۔

☆اگر تیسویں دن پر خون بند ہوکر پندرہ دن پاک رہی پھر سولہویں دن (ولادت کے چھیالیسویں دن) دوبارہ خون ظاہر ہوا تو شروع کے تیس دن نفاس اور باقی پندرہ دن طہر ہوگا اور یہ آخری خون اگر نصابِ حیض کو پہنچتا ہے تو حیض ورنہ استحاضہ ہوگا بشرطیکہ اس خون کے بعد مکمل طور پر پندرہ دن پاکی کے گزر جائیں۔

☆اگر ''مبتدأہ'' نفاس سے چالیسویں دن پاک ہوئی یا چالیسویں دن کے بعد بھی کچھ دن خون دیکھا اور پھر بند ہوگیا پھر پندرہ دن سے کم وقت پاک رہی اور پھر خون مسلسل جاری ہوا تو چالیس دن نفاس اس کے بیس دن طہر اور پھر دس دن حیض کے حساب سے حالتِ استمرار میں وقت گزارے گی۔

☆اگر ''مبتدأہ'' کا خون حالتِ نفاس میں چالیس دن سے بڑھ گیا اور خون بند ہونے کے بعد پندرہ دن پاک رہی پھر مسلسل خون جاری ہوا تو چالیس دن سے حالتِ استمرار تک طہر سمجھا جائے گا بشرطیکہ حالتِ استمرار تک بیس دن سے کم نہ ہوں اور حالتِ استمرار کے ابتداء سے دن دن حیض اور بیس دن طہر کے حساب سے وقت گزارے گی۔

☆اگر چالیسویں دن کے بعد سے حالتِ استمرار تک بیس دن نہیں بنتے تو پھر ولادت کے چالیسویں دن سے بیس دن طہر اور پھر اس کے بعد دس دن حیض کے ہوں گے اور جب تک خون جاری رہے یہی حساب رہے گا اگر چہ اس صورت میں اس نے طہر کامل دیکھا ہے لیکن س کے ساتھ ابتداء میں خون فاسد مل گیا ہے جس نے اس طہر کو فاسد کر دیا اور طہر فاسد سے ''مبتدأہ کی عادت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے گزر گیا ہے۔

☆اگر کسی ''مبتدأہ'' نے صرف ''طہر صحیح'' ادیکھا (جس سے پہلے بالکل حیض نہیں دیکھا ہو)

مثال!

کوئی ''مراہقہ'' لڑکی حمل سے بالغہ ہوئی پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن تک خون دیکھا پھر پندرہ دن مکمل پاک رہی پھر مسلسل خون جاری ہوا تو چالیس دن نفاس اور پندرہ دن طہر کے ہیں پھر حالتِ استمرار کے ابتداء سے دس دن حیض اور پندرہ دن طہر کے شمار ہوں گے اور جب تک خون بند نہ ہو یہی حساب رہے گا تو اس صورت میں س نے صرف ایک ''طہر صحیح'' دیکھا ہے جس سے اس کی عادتِ طہر ثابت ہوگئی۔

تنبیہ!

یاد رکھنا چاہئے کہ حالتِ استمرار (مسلسل خون جاری ہونے) سے یہ مراد نہیں کہ ضروری طور پر خون مسلسل جاری ہو بلکہ کچھ دن درمیان میں اگر پاک بھی رہے مگر وہ پاکی ''طہر کامل'' کو جب تک نہیں پہنچتی حالتِ استمرار سمجھی جائے گی۔

مبتدأہ کی عدت کا بیان!

اگر کسی مبتدأہ کا حدِ بلوغ کو پہنچنے کے بعد خون مسلسل جاری ہوا اور خاوند کی طرف طلاق مل گئی

۱؂وان رأت طهرا صحيحا ثم استمرالدم ولم تی قبل الطهر حيضا اصلا كمراهقة بلغت بالحبل فولدت ورأت اربعين دما ثم خمسة عسر طهرا ثم استمر الدم فحيضها عشرة من اول الاستمرار وطهرها خمسة عشر رداإلى عادتها فيه وذلك دأبتها مادام الاستمرار .(مجموعه رسائل ابن عابدين الرسالة الرابعه الفصل الرابع: ۹۷/۱ :ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

تو اب یہ عورت ۱؎ عدت مکمل کرنے کے لئے دس دن حیض اور بیس دن طہر حساب کرے گی جب اس حساب کے مطابق مکمل طور پر تین حیض گزر جائیں تو عدت مکمل سمجھی جائے گی۔

معتادہ کی عدت کا بیان!

اگر کسی ''معتادہ'' کا خون مسلسل جاری ہوا اور خاوند کی طرف سے طلاق مل گئی تو اس کی عادتِ حیض اور عاتِ طہر دونوں پرانی عادت کے مطابق سمجھی جائیں گی تو جب اس پر مکمل تین حیض اپنی عادت کے مطابق گزر جائیں تو عدت پوری ہو جائے گی۔

معتادہ کی عدت کی وضاحت!

معتادہ کے لئے مذکورہ حکم تب ہے جب اس کی عادتِ طہر چھ ماہ سے کم ہو اور اگر اس کی عادتِ طہر چھ ماہ یا چھ ماہ سے زیادہ ہو اور مسلسل خون بھی جاری ہو تو ایسی عورت کی عدت مکمل کرنے کے لئے عادتِ طہر ایک گھڑی ۲؎ کم چھ ماہ سمجھی جائے گی۔

۱؎ وظهر أن التقدير باشهرين أو بالستة إلا ساعة خس بالمتحيّرة والمعتادة التى طهرها ستة اشهر. اما المبتدأة والمعتادة التى طهرها دون ذلك فليستا كذلك ، وأن تقدير الطهر فى المتحيرة لاجل العدة فقط.(ردالمحتار على الدرالمختار، باب الحيض مبحث فى مسائل المتحيّرة :۵۲۶/۱ :ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

۲؎ وفى شرح الوقاية....والاصح انه مقدر بستة الشهر إلا ساعة.(شرح الوقايه، باب الحيض ۱۳۳/۱ :ط: المکتبۃ الحانیہ محلّہ جنگی پشاور) وقال فى الغاية قيل والفتوى على قول الحاكم واخترنا قول الميدانى لقوة قوله رواية ودراية ، قلت لكن فى البحر عن النهاية والعناية والفتح ان ما اختاره الحاكم الشهيد عليه الفتوى لانه ايسر على المفتيوالنساء.(مجموعه رسائل ابن عابدين الرسالة الرابعه الفصل الرابع:۹۴/۱ :ط: المکتبۃ الحانیہ محلّہ جنگی پشاور)

باقی اگلے صفحہ پر

اور عادتِ حیض جتنی ہے اتنی ہی حساب ہوگی یعنی اگر دس دن ہو تو دس دن اور اگر تین دہو تو تین دن کا حساب رہے گا اور جب اس پر اس حساب سے مکمل تین حیض گزر جائیں تو عدت ختم ہو جائے گی اسی قول کو ہمارے اکثر علماء نے پسند فرمایا ہے۔

بعض علماء کرام کی رائے!

ہمارے بعض علمائے کرام ایسی صورت میں (جب عادتِ طہر چھ ماہ یا چھ ماہ سے زیادہ ہو اور خون مسلسل جاری ہو) عدت پوری کرنے میں دو ماہ عادتِ طہر کے مقرر کرتے ہیں یعنی عادتِ حیض جتنی ہو اتنی اور عادتِ طہر دو ماہ سمجھی جائے گی اور اس حساب سے جب تین حیض گزر جائیں تو عدت پوری سمجھی جائے گی اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے اور سہولت بھی اسی میں ہے۔

قابلِ احتیاط قول!

احتیاط پہلے قول میں ہے اب ایسی صورت میں مبتلا عورت کی مرضی کہ سہولت کو اپناتی ہے یا احتیاط والے پہلو پر عمل کرتی ہے۔

متحیرہ کا بیان!

وہ عورت جو حیض یا نفاس میں اپنی عادت بھول جائے متحیرہ کہلاتی ہے۔

بقیہ:وفی ردالمحتار ...والحاکم الشھید قدرہ بشھرین ، والفتوی علیہ لأنہ ایسر ، قلت:وفی ”العنایة“ أن قول المیدانی :علیہ الأکثر ، وفی ” التاترخانیة“ ھو المختار.(ردالمحتار علی الدرالمختار باب الحیض :۱/۵۲۵ :ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

تنبیہ!

ہر ایعورت پر اپنی عادتِ حیض (کہ میرا حیض کتنے دن اور مہینے کے شروع یا آخر سے یا فلاں وقت میں اتنے دن طہر دیکھنے بعد سے یا دن سے حیض شروع ہوتا ہے) یادرکھنا واجب ہے۔

☆اگر کوئی بے ہوش یا دیوانی یا فاسقہ عورت ہو جو دین سے بالکل بے خبر ہے اور دینی امور کا اہتمام نہیں کرتی اور اپنی عادت بھول گئی ہے اور مسلسل خون جاری ہوا ہے تو ایسی عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم!

وہ عورت جس کو اپنی عادتِ حیض اور عادتِ طہر عدداً معلوم ہو نہ زماناً یعنی اس کو یہ پتہ نہ ہو کہ اس کی عاتِ حیض اور عادتِ طہر کتنے دن ہیں اور کس وقت سے حیض شروع ہوتا ہے۔

دوسری قسم!

وہ عورت جس کو اپنی عادتِ حیض عدداً معلوم ہو لیکن زماناً بھول گئی ہو پھر اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت!

صرف عادِحیض معلوم ہو لیکن یہ پتہ نہ ہو کہ حیض مہینے میں ایک بار آتا یا دوبار یا سال میں ایک بار آتا ہے یا کتنی بار آتا ہے۔

دوسری صورت!

اتنا تو معلوم ہو کہ مہینے میں صرف ایک بار حیض آتا ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ مہینے کے کس حصے

---

۱ ۔اعلم انہ یجب علی امرأۃ حفظ عادتھا فی الحیض والنفاس والطھر عددا ومکانا. (مجموعہ رسائل ابن عابدین باب الحیض الفصل الخامس فی المضلۃ: ۱/۹۹: ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

سے حیض شروع ہوتا ہے یعنی ابتداء سے یا انتہا سے یا درمیانی کسی اور حصے سے شروع ہوتا ہے۔

تیسری صورت!

مہینے کے کسی ایک حصے میں اپنی عادت بھول جائے۔

تیسری قسم!

وہ عورت جس کو اپنی عادتِ حیض کا زمانہ تو معلوم ہو لیکن عادتِ حیض کے دن بھول گئی ہو۔

عدداً اور زماناً عادت بھولی ہوئی متحیرہ سے متعلق احکام!

جو عورت اپنی عادت عدداً اور زماناً بھول جائے اور مسلسل خون جاری ہو تو ایسی عورت سوچ وبچار[1] کرے گی۔

☆ اگر اسے کسی عادت پر غالب گمان ہو کہ فلاں وقت میں اتنے دن خون آتا ہے اور اس کے بعد اتنے دن پاک رہتی ہے تو ایسی عورت اپنے [2] غالب گمان کے مطابق عمل کرے گی۔

☆ اور اگر کوئی غالب گمان ہو بلکہ حیران و پریشان ہو اور یہ پتہ نہ چلے کہ حیض کی عادت کتنے دن تھی اور س وقت شروع ہوتا تھا اور نہ ہی عادتِ طہر کے بارے میں کچھ معلوم ہو تو ایسی عورت احکامِ

---

۱ ۔وفی الدرالمختار....وحاصله أنجا تتحرّی . وفی ردالمحتار....إن وقع تریّها علی طهر تعطی حکم الطاهرات، وإن کان علی حیض تعطی حکمه .(ردالمختار ، باب الحیض ،مبحث فی مسائل المتحیّره:۱/۵۲۷ :ط:مکتبه رشیدیه سر کی روڈ کوئٹه)

۲ ۔لأن غلبة الظن من لاأدلةالشرعیة .(ردالمحتار علی الدرالمختار باب الحیض مبحث فی مسائل المتحیره :۱/۵۲۷ :ط: مکتبه رشیدیه سر کی روڈ کوئٹه)

ایسی عورت احکامِ دین ۱ میں احتیاط کرے گی۔

پہلا قول!

اگر ایسی عورت (جس کا ذکر اوپر آیا ہے) مطلقہ ہوگئی تو اس ۲ کی عدت چار گھڑی کم انیس ماہ دس دن گزرنے سے ختم ہوجائے گی۔

تفصیل!

اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ طلاق حیض شروع ہونے کے فوراً بعد دی گئی ہو اس موقعہ پر یہ حیض (ایک گھڑی کم دس دن) حساب میں نہیں آیا تو اس صورت میں تین طہر اور تین حیض مکمل ہوجانے پر عدت ختم ہوگی یعنی ان سب کا مجموعہ چار سیکنڈ کم انیس ماہ دس دن بنا جاتا ہے۔

---

۱ ۔إن لم يغلب ظنها على شئ فعليهاالأخذ بالأحوط فى الأحكام .(ردالمحتار على الدرالمختار باب الحيض مبحث فى مسائل المتحيره:۱/۵۲۷ :ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

۲ ۔يقدر حيضها بعشرة وطهرها بستة الشهرإلا ساعة هذا قول الميدانى وعليه الاكثر وفيه اقوال أخر ذكرنا بعضها سابق وعليه تنقضى عدتها بتسعة عشر شهرا وعشرة ايام غير اربع ساعات ....(مجوعه رسائل اب عابدين الرسالة الرابعه، الفصل الخامس فى المضله:۱/۹۹:ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)....وفى درالمختار .....وتعتد لطلاق بسبعة أشهرعلى المفتىٰ به (درالمختار على درالمحتار، باب الحيض مبحث فى مسائل المتحيره :۱/۵۲۹:ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)...وفى ردالمحتار على الدرالمختار ......لكن فى "السراج" عن الصيرفي:انها تنقضى عدتها بسبعة اشهر وعشرة ايام إلا ساعة.....(ردالمحتار باب الحيض مبحث فى مسائل المتحيره :۱/۵۳۰:ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

دوسرا قول!

دوسرے قول کے مطابق س کی عدت ایک سیکنڈ کم سات ماہ دس دن گزرنے پر مکمل سمجھی جائے گی۔

تفصیل!

کیونکہ یہ احتمال ہے کہ طلاق حیض شروع ہونے کے متصل بعد دی گئی ہو اس موقعہ پر یہ حیض (ایک گھڑی کم دس دن) حساب میں نہیں آیا تو اس صورت میں تین طہر اور تین حیض گزر جانے سے عدت مکمل ہو جائے گی تو سب کا مجموعہ ایک گھڑی کم سات ماہ دس دن بن جائے گا۔

فائدہ!

لیکن احتیاط پہلے قول میں ہے البتہ فتویٰ دوسرے قول پر ہے اور سہولت بھی اسی میں ہے جیسا کہ بیان پہلے گزر چکا ہے۔

☆ مذکورہ حالت میں موصوفہ عورت کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے نہ نفلی اور مسنون طواف درست ہے۔

☆ البتہ [۱] طوافِ زیارت کرے گی کیونکہ وہ ارکان حج میں سے ہے۔

موصوفہ عورت طوافِ زیارت کیسے کرے؟

پہلے ایک بار ''طواف زیارت'' کرکے دس دن بعد پھر دوبارہ طوافِ زیارت کرے گی تو ان

---

۱ ـ وفی الدر المختار....وتطوف لرکن ، ثم تعیده بعد عشرة ولصدر والا تعیده... وفی ردالمحتار علی الدرالمختار .....وسکت عن طواف التحیة لأنه سنة فترکه. (ردالمحتار علی الدرالمختار، باب الحیض :۱/۵۲۹ :ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

دوطوافوں میں سے ایک طواف تو یقیناً حالتِ طہر میں آئے گا۔

طوافِ صدر!

طواف صدر ایک بار کرنا کافی ہے کیونکہ اگر طواف کرتے وقت حالت طہر میں ہو تو طواف صحیح ہوگا اور اگر حالت حیض میں ہو تو حائضہ پر طوافِ صدر [1] واجب نہیں۔

تنبیہ!

موصوفہ عورت نہ قرآن کو ہاتھ لگائے گی اور نہ اس کے ساتھ خاوند جماع کرے گا (جب تک خون جاری ہو اور اسی طرح نہ نفل نماز پڑھے گی نہ نفلی روزے رکھے گی [2] اور نماز کے علاوہ کسی وقت میں تلاوت کرنا بھی جائز نہیں اور نمازیں بھی صرف فرض، واجب اور سنت مؤکدہ والی پڑھے گی اور چھوٹی سورتیں اور مختصر آیتیں (بقدر کفایت قراءت کی تلاوت) کرے گی نمازوں میں۔

☆ اگر آیتِ سجدہ سن لی اور اسی وقت سجدہ کرلیا تو کافی ہو جائے گا کیونکہ اگر یہ حالت پاکی کی ہو تو سجدہ درست ہوگا اور اگر حالتِ حیض ہو تو حائضے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔

☆ اگر آیتِ سجدہ سننے کے تھوڑی دیر بعد... یا... کافی دیر بعد حالتِ استمرار میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا پڑے تو مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق کرے گی۔

---

۱ ؎ لأنها إن كانت طاهرة فقد سقط ،وإلا فلا يجب على الحائض ۔"بحر"(ردالمحتار، باب الحیض ۱/۵۲۹:ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

۲ ؎ ولا تقرأ القرآن فی غیر الصلاۃ وتصلی الفرض والواجب والسنن المشهورة.(مجموعة رسائل ابن عابدین الراسلة الرابعه ، الفصل الخامس:۱/۹۹:ط:مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

حالتِ استمرار میں سجدۂ تلاوت!

ایک دفعہ سجدۂ تلاوتادا کرنے کے دس دن بعد دوبارہ سجدۂ تلاوت ادا کرے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آیتِ سجدہ سنتے وقت طہر کی حالت ہو جب فوراً سجدہ نہیں کیا تو ہوسکتا ہے بعد میں کرتے وقت ''حیض'' شروع ہوا ہو تو جب دس دن کے بعد دوبارہ سجدۂ تلاوت کرے گی تو لامحالہ دوسجدوں میں سے ایک تو یقیناً حلتِ طہر میں ادا ہو کر صحیح ہو جائے گا۔

فائدہ!

ایسی عورت کے لیے ادعیہ، دعائے قنوت، ذکر اذکار، اوراد وظائف، درود شریف اور استغفار وغیرہ جائز ہے۔

''اور ایسی عورت ہر نماز کے لئے غسل [1] کرے گی اور غسل کے بعد اپنی وقتی نماز سے پہلے صرف ایک وقت کے فرائض اور واجبات کی قضا کرے گی۔

مثال!

''ظہر'' کی نماز کا وقت ہو گیا تو پہلے ''فجر'' کی دوفرض رکعتوں کی قضا کرے گی غسل کرنے کے بعد پھر ''ظہر'' کی نماز پڑھے گی پھر جب ''عصر'' کی نماز کا وقت داخل ہو جائے تو غسل کرکے پہلے چار رکعتیں ''ظہر'' کے فرض کی قضا کرے گی اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے گی۔

---

١ ۔فی الدر المختار....وإن بینهما والدخول فیه تغسل لکل صلاة....و فی رد المحتار....وأما اذا لم تذکر شیئاً اصلاً فهی مردودة فی کل ذمان بین الطهر والحیض ،فحکمها حکم التردد بینهما والدخول فی الطهر (ردالمحتار علی الدر المختار،باب الحیض،١/٥٢٨ :ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

☆اسی طرح ہر [1] وقتی نماز سے پہلے غسل کے بعد گزرے ہوئے ایک وقت کے صرف فرض نماز کی قضا کرے گی اور اس کے بعد وقتی نماز پڑھے گی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ اسی نماز کے وقت گزرنے سے اتنی دیر پہلے ''حیض'' سے پاک ہوئی ہو جس میں غسل اور تکبیر تحریمہ ہو سکے اور اس نے جو نماز اُس وقت غسل کے ساتھ پڑھی ہو وہ حالتِ حیض میں ادا ہو چکی ہو تو ایسی صورت میں اس وقت کی نماز (اس کے ذمہ رہ جانے کی وجہ سے) کی قضا کرنی ہوگی تو اس احتمال وجہ سے ہر وقتی نماز سے پہلے گزرے ہوئے وقت کے نماز کی قضا کرنے کے بعد پھر وقتی نماز ادا کرے گی اور جب تک یہ بیماری جاری ہو اس وقت تک یہی عمل کرے گی۔

☆اگر ایسی حالت میں ان نمازوں کی قضا لانا چاہے جو چھوٹ گئیں ہوں تو وہی نمازیں ایک دفعہ پڑھ کر دس دن بعد دوبارہ [2] یہیں نمازیں پڑھے گی اور جب تک پندرہ دن مکمل نہیں ہوتے قضا لانی ہوگی پندرہ دن پورے ہو جانے کے بعد قضا نہیں لائے گی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پہلی نمازیں حالتِ حیض میں ادا ہوئیں ہوں تو دس دن کے بعد والی نمازیں حالتِ طہر میں ادا ہو جائیں گی اور ان دس دنوں کے بعد پندرہ دن پورے ہو جائیں تو پھر یہ احتمال ہے کہ ''حیض'' کا وقت آیا ہو اس لئے اس کے بعد قضا کرنا چھوڑ دے گی۔

---

[1] قال فی ”التاترخانیه“ :وعن الفقیه أبی سهل أنها اذا اغتسلت فی وقت صلاة وصلّت ثم اغتسلت فی وقت الأخری أعادت الأولی قبل الوقتیة،وهكذا تصنع فی وقت كل صلاة احتیاطاً،(ردالمحتار علی الدرالمختار،باب الحیض،۵۲۸/۱ ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

[2] وإن كانت علیها صلاة فائتة فقضتها فعلیها إعادتها بعد عشرة ایام قبل أن تزید علی خمسة عشر.........(ردالمحتار علی الدرالمختار،باب الحیض،۵۲۹/۱ ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

تمہید اور تنبیہ!

یاد رکھنا چاہیے کہ اگر عورت کو اپنی عادت کا کچھ پتا نہ ہو اور یہ بھی پتا نہ ہو کہ ''حیض'' کی ابتداء دن کو ہوئی تھی یا رات کو... یا... اس کو یہ معلوم ہو کہ ''حیض'' دن سے شروع ہوتا تھا تو اب اس عورت کے حالتِ حیض میں گیارہ روزے صحیح نہیں ہوں گے اور اس کے ''طہر'' میں صرف چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے... یا... جس دن ''حیض'' شروع ہوا ہے اس دن کا روزہ صحیح نہیں ہوتا جس دن ''حیض'' ختم ہو جائے... کیونکہ... ''حیض'' کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتی ہے تو جب ''حیض'' دن کے وقت شروع ہو جائے تو ''حیض'' گیارہویں دن ختم ہوگا۔

مثال!

اگر طلوع آفتاب سے ''حیض'' شروع ہو گیا تو گیارہویں دن طلوع آفتاب پر دس دن پورے ہو جائیں گے تو اس وجہ سے گیارہ دن کے روزے صحیح نہیں ہوں گے پھر اس کے بعد صرف چودہ دن روزے صحیح ہوں گے کیونکہ ''طہر'' کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے تو ''حیض'' (دن کے وقت) جب طلوع آفتاب سے شروع ہو تو پھر سولہویں دن کے طلوع آفتاب پر دوبارہ ''حیض'' کا احتمال ہے کیونکہ سولہویں دن پر ''طہر'' کے پندرہ دن پورے ہو جائیں گے تو ''طہر'' کا ابتدائی اور آخری دو دن صحیح نہیں ہوئے بلکہ درمیان میں صرف چودہ دن صحیح ہوئے۔

۱؎ وذالك لأنه ان بد أنهاراً ختم نهار حاوى عشر الاول ،فيفسد احد عشر يوماً من صومها فى رمضان ومثلها فى القضاء،(ردالمحتار على الدرالمختار،باب الحيض،۱/۵۲۹:ط: مكتبه رشيديه سر كى روڈ كوئٹه)

☆اور اگر حالتِ حیض معلوم ہو کہ مثلاً پانچ دن ہیں اس کے علاوہ اس کو کچھ معلوم [1] نہ ہو... یا... اتنا معلوم ہو کہ ''حیض'' کی ابتداء دن کے وقت سے ہوتی تھی تو اب اس کے چھ روزے صحیح نہیں سمجھے جائیں گے۔

خلاصہ!

حاصل یہ ہے کہ جب ''حیض'' شروع ہونے کا وقت بالکل معلوم نہ ہو... یا... اتنا معلوم ہو کہ ''حیض'' دن کے وقت سے شروع ہوتا ہے تو جتنے دن عادتِ حیض کے ہوں ان کے ساتھ ایک اور روزہ بھی صحیح نہیں سمجھا جائے گا۔

☆اور اسی طرح اگر عادتِ طہر معلوم ہو اور کچھ معلوم نہ ہو... یا... اتنا معلوم ہو کہ ''حیض'' کی ابتداء دن کے وقت سے ہوتی ہے تو ان میں سے ایک روزہ صحیح نہیں سمجھا جائے گا۔

مثال!

عادتِ طہر بیس دن کی ہو تو انیس دن حالتِ طہر میں صحیح سمجھے جائیں گے جیسا کہ پہلے بیان سے واضح ہو چکا ہے کہ جب دس دن ''حیض'' ہو تو گیارہ روزے صحیح نہیں سمجھے جائیں گے اور پندرہ دن کے ''طہر'' میں چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے۔

☆اگر اتنا معلوم ہو کہ ''حیض'' رات کے وقت شروع ہوتا ہے اور کچھ معلوم نہیں تو حالتِ حیض

---

[1] واذالم تعلم انه باليل اوالنهار يحمل على انه بالنهر ايضا لانه احوط الوجوه وهو اختيار الفقيه أبى جعفر وهو الاصح،(مجموعة رسائل ابن عابدين،الرسالة الرابعه،الفصل الخامس،۱/۱۰۱:ط: مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ پاکستان)

میں صرف دس روزے[1] صحیح نہیں ہوں گے اور ''طہر'' میں پورے پندرہ دن صحیح سمجھے جائیں گے۔

☆ اور اگر عادتِ حیض معلوم ہو کہ مثلاً پانچ دن ہے تو صرف پانچ روزے صحیح نہیں ہوں گے۔

☆ اسی طرح اگر عادتِ طہر معلوم ہو تو عادتِ طہر کے جتنے دن ہوں گے اتنے روزے صحیح سمجھے جائیں گے۔

تفصیل!

اس تمہید اور تنبیہ کے بعد تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسی حالت میں ماہِ رمضان کی آمد ہو تو موصوفہ عورت (جس کو اپنی عادت کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو) رمضان کے تمام روزے رکھے گی کیونکہ ہر ایک دن میں اس کی پاکی کا احتمال ہے تو اب اگر مہینہ پورے تیس دن کا ہو تو اس کے ذمہ سولہ روزے رہ جائیں گے کیونکہ یہ احتمال بھی ہے کہ رمضان کے پہلے دن ہی ''حیض'' شروع ہوا ہو تو اس وجہ سے گیارہ روزے صحیح نہیں ہوں گے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد ''حیض'' آنے کا احتمال ہے تو رمضان کے آخری پانچ روزے حیض کی حالت میں واقع ہونے کی وجہ سے وہ بھی صحیح نہیں ہوئے اور ''حیض'' کا چھٹا دن عید کے دن واقع ہوا تو رمضان میں صرف اس کے چودہ روزے صحیح ہوئے باقی سولہ روزوں کی قضا اس پر لازم ہے۔

☆ اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا روزے شروع کرنا چاہے تو اب اگر عید کے دوسرے دن سے متصل روزے شروع کئے تو پورے بتیس روزے مسلسل رکھنے ہوں گے کیونکہ جب عید کے دوسرے دن سے روزے شروع کرے گی تو شروع کے پانچ روزے (حیض کے ساتویں دن سے گیارہویں دن تک)

---

۱ ۔ لانہ ان بدأ لیلاً و بین اللیلتین عشرۃ؛فلم یفسد من صومھا سوی عشرۃ أیام الخ(ردالمحتار علی الدرالمختار،باب الحیض،۱/۵۲۹ ط:مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

صحیح نہیں ہوں گے کیونکہ حیض گیارہویں دن ختم ہوگا جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے اس کے بعد پھر حیض کا احتمال ہے تو پھر گیارہ دن کے روزے صحیح نہیں ہوئے تو جب دو دن اور روزے رکھے گی تو یہ (۵+۱۴+۱۱+۲=۳۲) بتیس روزے ہوئے جن میں یقیناً سولہ روزے صحیح ہوں گے۔

☆اور اگر عید کے دوسرے دن سے شروع نہیں کیے تو پھر پورے [1] اڑتیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ قضا شروع کرتے ہی پہلے دن حیض شروع ہوا ہو تو شروع کے گیارہ دن کے روزے صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے پھر گیارہ روزے احتمال حیض کی وجہ سے صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد دو روزے صحیح ہوں گے تو کل (11+14+11+2=38) اڑتیس روزے ہوئے جن میں سے صرف سولہ روزے صحیح ہوئے۔

نوٹ!

مندرجہ بالا طریقہ ان عورتوں کے لئے ہے جو زیادہ حساب نہیں رکھ سکتیں اگر کوئی حساب رکھ سکتی [2] ہو تو پھر مندرجہ ذیل طریقہ ہوگا۔

☆اگر عید کے دوسرے دن سے روزے شروع کئے تو بتیس روزے....اگر عید کے تیسرے

---

۱ ؎وان مفصولا فثمانية و ثلاثين لاحتمال ان ابتداء القضاء وافق اول يوم من حيضها فلا يجزيها الصوم فى احد عشر ثم يجزى فى اربعة عشر الخ (مجموعة رسائل ابن عابدين،الرسالة الرابعه،۱/۱۰۱:ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه پاکستان)

۲ ؎فكانهم ارادوا طرد بعض الفصل بالتسويةتيسرا على المفتى والمستفتى باسقاط مؤنة الحساب فمتى تعانت وقاست مؤنته فلها العمل بالحقيقة انتهىٰ(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الرسالة الرابعه:۱/۱۰۲:ط:مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

دن روزے شروع کئے تو اکتیس روزے...اگر عید کے چوتھے دن روزے شروع کئے تو تیس روزے۔ اگر پانچویں دن شروع کئے تو انتیس روزے۔اگر چھٹے دن روزے شروع کئے تو اٹھائیس روزے۔اگر عید کے ساتویں دن سے چودھویں دن تک کسی بھی دن میں شروع کئے تو پھر صرف ستائیس روزیر کھے گی اوراگر عید کے پندھویں دن یااس کے بعد شروع کرے تو پورے اڑتیں روزوں کی قضا کرے گی کیوں کہ یہ احتمال تو ہے کہ رمضان کے ابتدائی پانچ روزے حیض کی حالت میں واقع ہوئے ہوں تو وہ صیح نہیں ہوں گے تو اس احتمال میں عید کے پندرہویں دن حیض شروع ہونے کے احتمال کی وجہ سے شروع کے گیارہ دن کے روزے فاسد ہوجائیں گے پھراس کے بد چودہ دن کے روزے صیح ہوں گے پھراس کے بعد گیارہ دن کے روزے صیح نہیں ہوئے پھراس کے بعد دوروزے صیح ہوجائیں گے تو یہ کل ارتیں روزے بن گئے۔

فائدہ!

اس طریقہ کی مزید تفصیل جدول میں دیکھیں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

عادت حیض کچھ معلوم نہیں ہے !

قضا کی ابتدا	رمضان کے انتیس دن	صبر	تفصیل قضا	کل روزے	صحیح شدہ روزے
عید کے دوسرے دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۱ ح	۵ح^{ب} + ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ط^{ص}	۳۲	۱۶
عید کے تیسرے دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۲ ح	۴ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ط^{ص}	۳۱	۱۶
عید کے چوتھے دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۳ ح	۳ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ط^{ص}	۳۰	۱۶
عید کے پانچویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۴ ح	۲ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ط^{ص}	۲۹	۱۶
عید کے چھٹے دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۵ ح	۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ط^{ص}	۲۸	۱۶
عید کے ساتویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ ح	۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے آٹھویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۱ط = ۷^{ر}	۱۳ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۳ح^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے نویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۲^{ط} = ۸^{ر}	۱۲ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۴ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے دسویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۳^{ط} = ۹^{ر}	۱۱ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۵ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے گیارہویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۴^{ط} = ۱۰^{ر}	۱۰ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۶ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے بارہویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۵^{ط} = ۱۱^{ر}	۹ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۷ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے تیرہویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۶^{ط} = ۱۲^{ر}	۸ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۸ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے چودہویں دن	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۴ح^{ب}	۶ح + ۷^{ط} = ۱۳^{ر}	۷ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۹ط^{ص}	۲۷	۱۶
عید کے پندرہویں دن	۵ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب}	۱۴^{ط}	۱۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۱۱ح^{ب} + ۲ح^{ص}	۳۸	۱۶
اب اس کے بعد پورے اڑتیس روزے حالت استمرار میں رکھے گی۔					

اب اس کے بعد پورے اڑتیس روزے حالتِ استمرار میں رکھے گی۔

جدول میں وضع کردہ علامات اور انکی مرادوں کی وضاحت!

(ب،ح) جب ''باء اور'' حا'' اکٹھے لکھے ہوئے ہوں تو اس سے مراد وہ ایام حیض ہوں گے جن میں روزے رکھے ہوں اور وہ فاسد ہو گئے ہوں۔

(ص،ط) ''صاد'' اور ''طا'' جب ایک جگہ آئیں تو اس سے مراد وہ ایام طہر ہوں گے جن میں روزے رکھے ہوں یعنی صحیح ہوئے ہوں۔

(ط) صرف ''طا'' سے مراد وہ ایام طہر ہوں گے جن میں روزے نہیں رکھے ہوں۔

(ح) صرف ''حا'' سے مراد وہ ایام حیض ہوں گے جن میں روزے نہیں رکھے ہوں۔

(ق) ''قاف'' سے مراد روزے کی قضا کی ابتدا اور آغاز ہے۔

(ر) ''را'' سے مراد صبر کرنا ہے یعنی رمضان ختم ہو جانے کے بعد اتنے دن صبر کر کے پھر روزوں کی قضا شروع کرے۔

سہولت کے لئے ایک اور طریقہ بھی پیش خدمت ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو بھی صحیح ہوگا۔

ایک اور طریقہ!

اگر حالت استمرار میں جب بھی قضا کرنا چاہے تو پہلے پچیس روزے رکھے تو ان پچیس روزوں میں سے چودہ روزے (۱۱ب ح + ۱۴ص ط=۲۵) یقیناً صحیح ہو جائیں گے پھر اس کے بعد متصلاً یا منفصلاً دو روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے تو اس طریقے کے مطابق انتیس روزے رکھنے ہوں گے جن میں سے سولہ روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

☆اور اگر ماہ رمضان انتیس (۲۹) کا ہو باقی مسئلہ وہی ہو تو اب اس کے ذمہ پندرہ روزے رہ جائیں گے۔

☆پس اگر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرنا چاہے تو بتیس روزے رکھنے ہوں گے اور اگر بعد میں قضا کرنا چاہے تو سینتیس (٣٧) روزے رکھے گی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ رمضان کے پہلے دن ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے گیارہ روزے صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے پھر حیض کے چار دن رمضان کے آخر میں واقع ہوئے تو عید کا دن حیض کا پانچواں دن ہوگا تو جب عید کے دوسرے دن سے روزے شروع کئے تو ابتدائی چھ دن کے روزے (حیض کے چھٹے دن سے گیارہویں دن تک کے روزے) صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے پھر اس کے بعد گیارہ روزے حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے پھر اس کے بعد ایک روزہ صحیح ہوا تو یہ کل (٦ ب ح + ١٤ ص ط + ١١ ب ح + ١ ط ص = ٣٢) بتیس روزے ہوئے تو ان میں سے پندرہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اور اگر بعد میں رکھے تو پھر یہ احتمال ہے کہ جس دن قضا شروع کی ہے اسی دن حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ شروع کے گیارہ روزے صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے اس کے بعد گیارہ روزے پھر صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد ایک روزہ صحیح ہوا تو یہ کل (١١ ب ح + ١٤ ص ط + ١١ ب ح + ١ = ٣٧) سینتیس (٣٧) روزے ہو گئے۔

☆اور اگر حساب رکھ سکتی ہو تو اگر عید کے دوسرے دن قضا روزے شروع کرنا چاہے تو بتیس (٣٢) روزے رکھنے ہوں گے اگر عید کے تیسرے دن سے شروع کئے تو اکتیس (٣١) اور اگر عید کے چوتھے دن سے شروع گئے تو تیس (٣٠) اگر عید کے پانچویں دن سے شروع کئے تو انتیس (٢٩) اگر عید کے چھٹے دن سے شروع کئے تو اٹھائیس اگر عید کے ساتویں دن سے شروع گئے تو ستائیس اور اگر عید کے آٹھویں دن سے چودھویں دن تک کسی بھی دن میں شروع کئے تو صرف چھبیس (٢٦) روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اور اگر اس کے بعد رکھنا چاہے تو پھر سینتیس (٣٧) روزے مسلسل رکھے گی کیونکہ پھر یہ احتمال ہے کہ رمضان کے ابتدائی چار روزے حیض کی حالت میں واقع ہونے کی وجہ سے فاسد ہوئے ہوں پھر چودہ دن صحیح ہوئے پھر گیارہ دن کے روزے احتمالِ حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے پھر اس کے بعد گیارہ دن صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد ایک روزہ صحیح ہوا تو یہ کل (١١ج ب+١٤ص ط+١١ب ح +١ص ط=٣٧) سینتیس (٣٧) روزے ہو گئے اور مزید تفصیل جدول میں ملاحظہ فرمائیں۔

جدول

عادت حیض کچھ معلوم نہیں ہے!

قضا کی ابتدا	رمضان کے انتیس دن	صبر	ابتداءِ قضا	کل روزے	صحیح شدہ روزے
عید کے دوسرے دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۱ح	ب ص ب ص ۶ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱اط	۳۲	۱۵
عید کے تیسرے دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۲ح	ب ص ب ص ۵ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱اط	۳۱	۱۵
عید کے چوتھے دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۳ح	ب ص ب ص ۴ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱اط	۳۰	۱۵
عید کے پانچویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۴ح	ب ص ب ص ۳ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱اط	۲۹	۱۵
عید کے چھٹے دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۵ح	ب ص ب ص ۲ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱اط	۲۸	۱۵
عید کے ساتویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۶ح	ب ص ب ص ۱ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱اط	۲۷	۱۵
عید کے آٹھویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح	ب ص ص ۱۱ح + ۴اط + ۱ح	۲۶	۱۵
عید کے نویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح + ۱اط = ۸ر	ص ب ص ۱۳اط + ۱۱ح + ۲اط	۲۶	۱۵
عید کے دسویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح + ۲ط = ۹ر	ص ب ص ۱۲اط + ۱۱ح + ۳اط	۲۶	۱۵
عید کے گیارہویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح + ۳ط = ۱۰ر	ص ب ص ۱۱اط + ۱۱ح + ۴اط	۲۶	۱۵
عید کے بارہویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح + ۴ط = ۱۱ر	ص ب ص ۱۰اط + ۱۱ح + ۵اط	۲۶	۱۵
عید کے تیرہویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح + ۵ط = ۱۲ر	ص ب ص ۹ط + ۱۱ح + ۶ط	۲۶	۱۵
عید کے چوہویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۷ح + ۶ط = ۱۳ر	ص ب ص ۸ط + ۱۱ح + ۷ط	۲۶	۱۵
عید کے پندرہویں دن	ب ص ب ۱۱ح + ۴اط + ۴ح	۱۴ط	ب ص ب ص ۱۱ح + ۴اط + ۱۱ح + ۱ط	۳۷	۱۵

اب اس کے بعد پورے سینتیس روزے حالِت استمرار میں رکھے گی۔

اوراس کے بعد پورے سینتیس (۳۷) روزے حالتِ استمرار میں رکھے گی۔

☆اگر تیسرے طریقے کے مطابق روزے رکھنا چاہے تو جب بھی حالت استمرار میں قضا شروع کرے تو شروع میں پچیش روزے رکھے گی جن میں سے چودہ روزے یقیناً صحیح ہوجائیں گے پھر متصلاً یا منفصلاً ایک روزہ رکھے گی پھر اس کے بعد دس دن صبر کرے گی پھر ایک روزہ رکھے گی تو ان دوروزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہوجائے گا پس اس طریقے کے مطابق ستائیس (۲۷) روزے رکھنے ہوں گے جن میں سے پندرہ روزے یقیناً صحیح ہوجائیں گے۔

☆اگر اتنا معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے مزید کچھ معلوم نہ ہو تو رمضان کے سارے روزے رکھنے ہوں گے اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو اس کے پندرہ روزے صحیح ہوجائیں گے اور پندرہ روزے اس کے ذمہ باقی رہ جائیں گے کیونکہ یہ احتمال تو ہے کہ ابتدائی آٹھ روزے حالت حیض میں واقع ہوئے ہوں اور پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوئے ہوں پھر اس کے بعد آخری سات روزے احتمال حیض کی وجہ سے صحیح نہیں ہوئے ہوں تو اس حساب سے پندرہ روزے صحیح اور پندرہ فاسد ہوئے۔

☆اگر یہی پندرہ روزے جو ذمہ رہ گئے ہیں اسی حالتِ استمرار میں قضا کرنا چاہے تو پچیس روزے رکھنے ہوں گے عید کے دوسرے دن سے شروع کرے یا بعد میں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ قضا کی ابتداء سے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے دس روزے فاسد ہوئے پھر جب پندرہ روزے رکھے گی تو وہ صحیح ہوجائیں گے یعنی قضا روزوں کے ان پندرہ دنوں میں ایک بار حیض آنے کا احتمال ہے ابتدا قضا میں اائے یا درمیان میں بہر حال دس روزے فاسد سمجھے جائیں گے

☆اگر مہینہ انتیس دن کا ہو اور حیض رات کے وقت شروع ہوا ہو تو اب اگر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرنا چاہے تو بیس روزے رکھنے ہوں گے اور اگر عید کے تیسرے دن سے یا اس کے

بعد شروع کرنا چاہے تو پھر چوبیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ رمضان کے ابتدائی چار روزے حالت حیض میں واقع ہوئے ہوں تو اس احتمال کی وجہ سے یہ چاروں روزے درست نہیں ہوئے پھر اس کے بد پندرہ روزے صحیح ہوئے پھر دس روزے احتمالِ حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گے اور عید کا پہلا دن طہر کا دن ہوا تو جب عید کے دوسرے دن سے روزے رکھنا شروع کرے تو اس کے چودہ روزے صحیح ہو جائیں گے اور اس کے ذمہ بھی صرف چودہ روزے تھے اس پر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرنے کی صورت میں صرف چودہ روزے آتے ہیں۔

☆ دوسرا احتمال یہ ہے کہ رمضان کے پہلے دن ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس صورت میں شروع کے دس روزے درست نہ ہوئے پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوئے پھر آخری چار دن احتمال حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے تو اس حساب سے عید کا پہلا دن حیض کا پانچواں دن بنے گا پس اگر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرے تو شروع کے پانچ روزے (حیض کے چھٹے دن سے دسویں دن تک کے روزے) صحیح نہیں ہوں گے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے تو اس احتمال کی صورت میں اس پر کل (۵ ب ح +۱۴ ط ص =۱۹) انیس روزے آئے۔

☆ تیسرا احتمال یہ ہے کہ رمضان کے ابتدائی پانچ دن طہر میں واقع ہوئے ہوں پھر اس کے بعد دس دن حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے ہوں پھر چودہ روزے صحیح ہوئے ہوں تو اس کے ذمہ صرف دس روزے رہ گئے لیکن عید کا پہلا دن طہر کا آخری دن ہوگا پس اگر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کی ہو تو شروع کے دس روزے فاسد سمجھے جائیں گے کیونکہ عید کے دوسرے دن سے حیض شروع ہونے کا احتمال ہے پھر اس کے بعد دس روزے صحیح ہوئے تو اس احتمال میں اس پر بیس روزے آئے چونکہ اس تیسرے احتمال میں زیادہ روزے رکھنے پڑتے ہیں جس میں احتیاط ہے تو عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرنے کے لئے یہی احتمال اختیار کیا گیا اور اگر عید کے تیسرے دن یا اس کے بعد قضا کرنا چاہے

تو پہلے احتمال کی وجہ سے چوبیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ اس احتمال میں عید کا پہلا دن طہر کا پہلا دن بنتا ہے۔

☆جب عید کے تیسرے دن سے قضا شروع کرنا چاہے تو عید کے پہلے اور دوسرے دو دن طہر کے گزر گئے اور تیرہ دن طہر کے باقی رہ گئے اس لئے شروع کے تیرہ روزے صحیح ہوئے پھر دس دن احتمال حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے پھر ایک روزہ صحیح ہوا تو یہ کل (۱۳ص ط+۱۰ب ج+۱ط ص=۲۴) چوبیس روزے بن گئے۔

☆اسی طرح اگر عید کے تیسرے دن کے بعد قضا شروع کرنا چاہے تو پھر بھی چوبیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر اس پر ابتداءِ رمضان (جس میں وہ تندرست ہو) میں کفارہ لازم ہوا ہو (تندرست ہونے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ "متحیرہ" پر روزہ توڑنے کی وجہ سے کفارہ [1] لازم نہیں ہوتا کیونکہ اس کو ہر ایک دن میں شک ہوتا ہے کہ وہ حالتِ حیض میں ہے یا حالتِ طہر میں اس شبہ کی بنا پر ایسی عورت پر کفارہ لازم نہیں ہوتا) یا غلطی سے قتل کر چکی ہو اور اسی حالتِ استمرار میں کفارہ ادا کر رہی ہو اور اس کو عادتِ حیض کا بھی کچھ علم نہ ہو اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا دن کے وقت تو اب اس عورت کو یکے بعد دیگرے ایک سو پندرہ روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ کفارہ کی ادائیگی شروع کرتے ہی پہلے دن حیض شروع ہوا ہو تو ابتدائی گیارہ روزے فاسد ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے تو پچیس روزوں میں سے چودہ روزے صحیح ہو گئے۔

پس اس حساب سے سو روزں میں سے چھپن (۵٦) روزے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد گیارہ

---

[1] اذاالافطار فی هذا الابتدأ لایوجب کفارة لتمکن الشبهة .(مجموعه رسائل ابن عابدین باب الحیض ، الفصل الخامس فی المضلة: ١/١٠٤ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

روزے احتمال حیض کی وجہ سے درست نہ ہوئے پھر اس کے بعد چار روزے صحیح ہوں گے یعنی سو(۱۰۰) کے بعد پندرہ روزوں میں سے صرف چار روزے صحیح ہوں گے تو یہ کل (۱۰۰+۱۵=۱۱۵) ایک سو پندرہ روزے بن گئے جن میں سے (۱۴+۴=۵۶+۴=۶۰) ساٹھ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆ اگر اتنا معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو ایسی عورت کو سو(۱۰۰) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہوسکتا ہیکہ کفارہ کی ادائیگی کا پہلا دن حیض کا بھی پہلا دن ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے دس روزے درست نہ ہوئے اور پھر پندرہ روزے درست ہوں گے تو جب پچیس روزوں میں سے پندرہ روزے صحیح ہوگئے تو سو روزں میں سے ساٹھ روزے صحیح ہو جائیں گئے۔

☆ اگر عورت پر کفارۂ قسم لازم ہوا ہو اور اسے عادتِ حیض کچھ معلوم نہ ہو تو اس کو پہلے تین روزے رکھنے ہوں گے پھر نو دن صبر کرکے دوبارہ چار روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پہلے تین روزوں میں سے تیسرے روزے کے دن حیض شروع ہوا ہو تو یہ تین دن کفارۂ قسم کے صحیح نہیں ہوئے پھر جب گیارہویں دن حیض سے پاک ہو جائے گی تو جو چار روزے نو دن صبر کرکے رکھے ہیں ان میں سے شروع کا ایک روزہ حیض کے آخر میں واقع ہوا تو ان میں سے تین دن یقیناً مسلسل صحیح ہوں گے۔

☆ یا ایسے بھی کرسکتی ہے کہ پہلے چار روزے رکھ کر پھر نو دن صبر کرے پھر تین روزے رکھے۔

☆ اگر اتنا یاد ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو پہلے تین روزے رکھ لے پھر دس دن صبر کرکے پھر اس کے بعد تین روزے رکھ لے تو ان میں سے تین روزے یکے بعد دیگے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

تنبیہ!

یاد[۱] رکھنا چاہئے کہ کفارۂ قسم میں کامل تتابع (متواتر روزے رکھنا) شرط ہے البتہ دو ماہ کے

۱۔ لا یقطع التتابع فی صوم کفارۃ القتل والفطر بخلاف کفارۃ الیمین ونحوھا.(البحر الرائق، باب الحیض: ۱/۳۳۷:ط: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان)

کفارے میں اگر حیض کی وجہ سے تتابع نہ رہے تو کچھ نقصان نہیں کیونکہ اس صورت میں حیض سے نجات پانا مشکل ہے اور جہاں تک کفارۂ قسم کا تعلق ہے اگر اس میں حیض کی وجہ سے تتابع نہ رہے تو پھر نئے سرے سے دوبارہ تین روزے مسلسل رکھنے ہوں گے۔

☆اگر کسی سے رمضان کے ایک سے دس تک روزے چھوٹ گئے ہوں اور حالتِ استمرار میں ان روزوں کی قضا کرنا چاہے اور اس کو اپنی عادت کا کچھ علم نہ ہو اور یہ بھی پتہ نہ ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا دن کو یا اس کو اتنا معلوم ہو کہ حیض دن کو شروع ہوتا ہے تو اب اس کے ذمہ جتنے روزے باقی ہوں ان کو گیارہ عدد سے نکالے پھر جتنے روزے قضا ہوئے ہوں وہ تمام روزے رکھے پھر اتنے دن صبر کرے جتنے دن (عدد گیارہ کے قضا روزے نکال کر) باقی رہ گئے ہوں پھر اتنے روزے رکھے جتنے اس کے ذمہ ہوں۔

خلاصہ!

حاصل یہ ہے کہ قضا شدہ روزے دو مرتبہ رکھنے ہوں گے لیکن درمیان میں اتنا صبر کرنا ہوگا جتنے گیارہ سے نکال کر باقی رہ گئے ہوں۔

مثال!

مثلاً کسی کے ذمہ ایک روزہ ہے تو ایک کو گیارہ سے نکالیں تو دس رہ گئے تو یوں ہوا کہ پہلے ایک روزہ رکھے پھر دس دن صبر کرے پھر دوسرا روزہ رکھے تو ان دو روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو جائے گا۔

☆اسی طرح اگر کسی کے ذمہ دس روزے ہوں تو دس کو گیارہ سے تفریق کے حساب سے نکالیں تو (۱۱-۱۰=۱) ایک رہ جائے گا لہٰذا اب پہلے دس روزے رکھنے کے بعد ایک دن صبر کرے گی پھر دس روزے رکھے گی پس ان بیس روزوں میں سے دس روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

☆اگر اتنا معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو جتنے روزے قضا ہوئے ہوں ان کو دس سے نکال کر جتنے دن رہ جائیں درمیان میں اتنا صبر کرے اور طرفین میں قضا شدہ روزے رکھے یعنی پہلے ایک بار قضا روزے رکھے پھر درمیان میں باقی شدہ عدد تک صبر کرے پھر دوبارہ وہی قضا روزے رکھے۔

مثال!

مثلاً اگر ایک روزہ قضا ہوا تو ایک کو دس سے منفی کریں گے تو (۱۰-۱=۹) نو رہ جائیں گے تو اب پہلے ایک روزہ رکھے پھر نو دن صبر کر کے پھر دوسرا روزہ رکھے تو ان دو روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو جائے گا۔

☆اسی طرح اگر نو (۹) روزے اس کے ذمہ ہوں تو نو (۹) کو دس سے نکالیں گے تو ایک رہ جائے گا تو پہلے نو روزے رکھے گی پھر ایک دن صبر کر کے گی پھر دوبارہ نو روزے رکھے گی تو ان اٹھارہ روزوں میں سے نو روزے یقیناً صحیح ہو جایں گے۔

☆اگر کسی عورت کے ذمہ گیارہ سے چودہ تک روزے رہ گئے ہوں اور اس کو عادتِ حیض کچھ معلوم نہ ہو اور اسی حالتِ استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے تو قضا شدہ روزوں کے ساتھ گیارہ روزے مزید رکھنے ہوں گے تو ان میں سے قضا شدہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

مثال!

مثلاً اس کے ذمہ گیارہ روزے ہوں تو بائیس (۲۲) روزے رکھے اور باقی بارہ روزے ہوں تو تیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قضا شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے گیارہ روزے صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد قضا شدہ (گیارہ سے چودہ تک) روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

☆اگر کسی کے ذمہ پندرہ سے اٹھائیس تک روزے ہوں اور اسی حالتِ استمرار میں قضا کرنا چاہے تو جتنے روزے قضا ہوئے ہیں ان کے ساتھ بائیس روزے مزید رکھنے ہوں گے۔

مثال!

مثلاً اگر پندرہ روزے قضا ہوئے ہوں تو (۲۲ح ب+۱۵ص ط=۳۷) سینتیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اور اگر بیس روزے قضا ہوئے ہوں تو (۲۲ح ب+۲۰ص ط=۴۲) بیالیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قضا شروع کرتے ہی شروع دن میں حیض آیا ہو تو ابتدائی گیارہ روزے صحیح نہیں ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے پھر گیارہ روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے پھر اس کے بعد اتنے روزے صحیح ہوں گے جتنے روزے چودہ دن پر زیادہ ہوں۔

مثال!

مثلاً اگر پندرہ روزے ہوں تو ایک روزہ بائیس روزے ہوں تو چھ روزے اٹھائیس روزے ہوں تو چودہ روزے صحیح ہوں گے پس پندرہ سے اٹھائیس تک قضا روزے اسی حساب سے رکھنے ہوں گے یعنی اگر اٹھائس روزے قضا ہوئے ہوں تو (۲۲ب ح+۲۸ص ط=۵۰) پچاس روزے رکھنے ہوں گے اگر انتیس روزے ہوں تو باسٹھ(۶۲) اور اگر تیس روزے ہوں تو تریسٹھ(۶۳) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ اٹھائیس دن کے بعد تیسری بار حیض آنے کا احتمال ہے چونکہ اٹھائیس روزے تو پچاس روزے رکھنے سے صحیح ہوں گے اور ایک روزہ (انتیسواں) بارہ (۱۲) روزوں میں صحیح ہوگا تو کل (۵۰+۱۲=۶۲) باسٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر انتیس (۲۹) روزے اس کے ذمہ ہوں تو سہولت کے لئے ایسا بھی کرسکتی ہے کہ پہلے پچاس روزے رکھے پھر ایک روزہ رکھنے چاہے متسلا رکھے یا بعد میں پھر قاعدے کے مطابق جیسا پہلے

گزر چکا دس دن صبر کرکے پھر ایک روزہ رکھے تو ان دو روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہوجائے گا تو یہ انتیس روزے باون (۵۲) روزے رکھنے کی صورت میں صحیح ہوجائیں گے۔

☆اسی طرح اگر اس کے ذمہ تیس روزے ہوں تو پچاس روزوں کے بعد دو (۲) روزے رکھے پھر نو (۹) دن صبر کرکے پھر دو (۲) روزے رکھے تو ان چوّن (۵۴) روزوں میں سے تیس روزے یقیناً صحیح ہوجائیں گے۔

☆اگر اتنا معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے اور دس سے پندرہ دن تک روزے قضا ہوچکے ہوں تو قضا شدہ روزوں کے ساتھ دس روزے مزید رکھنے ہوں گے تا کہ قضا شدہ روزے یقینی طور پر صحیح ہوجائیں۔

مثال!

مثلاً اگر دس روزے قضا ہوئے ہوں تو بیس اور اگر پندرہ روزے قضا ہوئے ہوں تو پچیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قضا کا ابتدائی دن ہی حیض پر مشتمل ہو تو اس صورت میں شروع کے دس روزے درست نہ ہوں گے پھر اس کے بعد جتنے قضا شدہ روزے (پندرہ تک) ہوں سب صحیح ہوجائیں گے۔

☆اگر سولہ سے تیس تک روزے قضا ہوئے ہوں اور اسی حالتِ استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے تو اس کو قضا شدہ روزوں کے ساتھ بیس روزے مزید رکھنے ہوں گے تا کہ قضا شدہ روزے یقینی طور پر صحیح ہوجائیں کیونکہ پندرہ دن دے زیادہ روزوں میں دو مرتبہ حیض آنے کا احتمال ہے پس سولہ روزوں کی قضا کی صورت میں (۱۰ ح + ۱۵ص ط+۱۰ب ح + ۱ط ص=۳۶) چھتیس روزے رکھنے ہوں گے اور تیس روزوں کی قضا کی صورت میں (۱۰ ح + ۱۵ص ط+۱۰ب ح + ۱۵ص ط=۵۰) پچاس روزے رکھنے ہوں گے جن میں سے تیس روزے یقیناً صحیح ہوجائیں گے۔

آسان طریقہ!

ایک طریقہ اور بھی ہے جس کو اختیار کرنے سے بعض صورتوں میں کسی قدر سہولت ہوتی ہے اور وہ یہ ہے۔

☆اگر کسی کے زمہ پندرہ سے انیس تک روزے ہوں اور ابتداءِ حیض کا کوئی پتہ نہ ہو کہ رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا دن کے وقت یا اتنا معلوم ہو کہ دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو پہلے پچیس روزے رکھے جن مین سے چودہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے باقی (صحیح شدہ چودہ روزوں کے علاوہ) روزوں کو عدد گیارہ سے نکالیں گے اس صورت میں کہ عادتِ حیض عدداً بھی معلوم نہ ہو اگر عادتِ حیض عدداً معلوم ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ حیض کس وقت شروع ہوتا ہے تو اپنی عادت کے دنوں پر ایک اور دن کا اضافہ کر کے پھر ان مین سے دودہ دن سے انیس دن تک کے زائد عدد کو قاعدے کے مطابق نکالیں گے پس چودہ دن سے زائد قضا شدہ روزوں کو ایک دفعہ رکھے گی پھر اتنے دن صبر کرے گی جتنے حاصل تفریق ہوں پھر اس کے بعد دوبارہ چودہ سے زائد روزے رکھے گی تو قضا شدہ روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

مثال!

مثلاً اگر پندرہ روزوں کی قضا کرنا چاہے تو پہلے پچیس روزے رکھے ان میں سے چودہ روزے صحیح ہوں گے اور اس کے ذمہ ایک روزہ باقی رہ جائے گا ایک وک گیارہ سے نکالنے سے دس رہ جائیں گے تو اب ایک روزہ رکھ کر پھر دس دن صبر کرے گی پھر ایک روزہ رکھے گی تو ان دو (۲) روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو جائے گا چودہ روزے پہلے کے صحیح ہوئے اور ایک یہ ہوا تو یہ پندرہ روزے ستائیس (۲۷) روزوں میں صحیح ہوئے۔

☆اگر عادت حیض عدداً معلوم ہو کہ مثلاً چھ دن ہیں اور ابتداءِ حیض کا وقت یاد نہ ہو کہ رات کا

وقت ہے یا دن کا تو اس صورت میں پہلے (۷+۱۴=۲۱) اکیس روزے رکھے گی جن میں سے چودہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے پھر ایک روزہ جب حالتِ استمرار میں رکھنا ہو تو ایک کو سات سے منفی کریں گے تو چھ باقی رہ جائیں گے تو اب ایک روزہ رکھ کر چھ دن صبر کرے گی پھر دوبارہ ایک روزہ رکھے گی تو ان دو (۲) روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو جائے گا پس تئیس (۲۳) روزوں میں سے پندرہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆ اگر ابتداءِ حیض کا وقت معلوم ہو کہ رات کے وقت حیض شروع ہوتا ہے اور اس کے ذمہ سولہ سے انیس تک روزے ہوں تو پھر پندرہ سے زائد عدد کو دس سے منفی کر لے اگر عادتِ حیض عدداً معلوم نہ ہو اور اگر عادتِ حیض عدداً معلوم ہو تو پھر پندرہ سے زائد عدد کو اپنی عادت کے ایامِ عدد سے نکالے پھر پندرہ سے زائد روزے رکھے پھر جتنا حاصل تفریق ہوا تنا صبر کرکے پھر اس کے بعد دوبارہ وہ زائد روزے رکھے۔

مثال!

مثلاً اگر سولہ روزے قضا ہوئے ہوں اور عادت حیض عدداً بھول گئی ہو تو پہلے پچیس روزے رکھے گی جن میں سے پندرہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے پھر ایک روزہ رکھے گی پھر نو دن صبر کرکے پھر دوبارہ ایک روزہ رکھے گی تو ان دو (۲) روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو گا تو سولہ روزے ستائیس (۲۷) روزوں میں درست ہوں گے۔

☆ اسی طرح اگر عادت حیض عدداً معلوم ہو کہ مثلاً چھ دن ہیں باقی مسئلہ اسی طرح ہو تو پہلے (۶+۱۵=۲۱) اکیس روزے رکھنے ہوں گے جن میں سے پندرہ روزے صحیح ہوں گے پھر ایک روزہ رکھے گی پھر پانچ دن صبر کرکے پھر ایک روزہ رکھے گی تو ان دو (۲) روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو گا پس حاصل یہ کہ تئیس (۲۳) روزوں میں سے سولہ روزے یقینی طور پر صحیح ہوں گے۔

اگر انیس روزے قضا ہوئے ہوں تو بھی اسی طرح حساب کرے گی۔

☆اسی طرح اگر ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو تو اٹھائیس (۲۸) سے زائد روزوں میں بھی یہی طریقہ اختیار کرسکتی ہے۔

مثال!

مثلاً اگر اس کے ذمہ تیس روزے ہوں اور عادت کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو تو پہلے پچاس روزے رکھے گی پھر دو (۲) روزے رکھ کر نو (۹) دن صبر کرے گی پھر دوبارہ دو روزے رکھے گی تو ان چون (۵۴) روزوں میں سے تیس روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اسی طرح اگر عادتِ حیض معلوم ہو کہ مثلاً پانچ دن ہیں اور کچھ معلوم نہیں تو پہلے چالیس روزے رکھے جن میں سے اٹھائیس روزے صحیح ہوں گے پھر دو روزے رکھ کر چار دن صبر کرے پھر دو (۲) روزے رکھے تو ان چوالیس روزوں میں سے تیس روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اگر ایسی عورت کو (جسے عادت کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو) طلاق رجعی مل گئی ہو تو اس پر [۱] انتالیس (۳۹) دن گزرنے کے بعد خاوند کے لئے رجوع کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ عادتِ حیض تین دن ہو اور ساتھ یہ احتمال بھی ہے کہ اس کو طلاق طہر کے آخری حصے میں مل گئی ہو تو اس کے تین حیض (۳ح+۱۵ط+۳ح+۱۵ط=۳۹) انتالیس دن میں گزر جائیں گے۔

اس متحیرہ کا بیان جو اپنی عادت حیض زمانا بھول گئی ہو!

اگر کسی عورت کو اپنی عادتِ حیض عدداً معلوم ہو اور زمانا معلوم نہ ہو بلکہ بھول گئی ہو۔

---

[۱] یحکم بانقطاع الرجعة بمضی تسعة وثلاثین .(مجموعه رسائل ابن عابدین باب الحیض ، الفصل الخامس فی المضلة:۱/۱۰۶ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

مثال!

مثلاً اس کو اتنا معلوم ہو کہ عادتِ حیض تین یا چار دن کی ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ حیض مہینے کی ابتداء میں آتا ہے یا آخر میں اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ عادتِ طہر کتنے دن کی ہے اور نہ ہی کیس عادت کے بارے میں غالب گمان ہو تو ایسی عورت اوعورت کے طریقے کے مطابق نماز پڑھے گی جو اپنی عادتِ حیض عدداً اور زماناً بھول گئی ہو اور مذکورہ عورت کی عدت میں بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا البتہ وہاں پر حیض کے دس دن حساب ہوتے تھے اور یہ عورت اپنی عادت کے مطابق حیض کے ایام حساب کرے گی وہاں پر دو (۲) قول ذکر کئے گئے تھے ایک میں احتیاط اور دوسرے میں سہولت تھی تفصیل وہی ملاحظہ کر لیجئے۔

☆اسی طرح رجعت کا بیان بھی قریب گزر چکا ہے اسی پر قیاس کریں یعنی دو (۲) طہر اور تین حیض اپنی عادت کے مطابق گزارنے کے بعد خاوند کے لئے رجوع کرنا جائز نہ ہوگا۔

مثال!

مثلاً اگر عادت حیض چار دن کی ہو اور کچھ معلوم نہ ہو تو اب چار کو تین سے ضرب دیں گے (۴×۳=۱۲) تو بارہ بن جائیں گے اور دو (۲) طہر کے تیس دن بن جاتے ہیں تو یہ کل (۱۲ح+۳۰ط= ۴۲) دن ہو گئے پس ایسی صورت میں جب بیالیس دن گزر جائیں تو خاوند کے لئے بیوی سے رجوع کرنا جائز نہیں۔

☆اگر موصوفہ عورت پر رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے گی پھر اگر عادتِ حیض تین دن کی ہو اور مہینہ تیس دنوں پر مشتمل ہو اور حیض کا وقت بھی معلوم ہو کہ رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو رمضان المبارک کے روزوں میں سے اس کے ذمہ چھ روزے رہ جائیں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ابتداءِ رمضان سے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع

کے تین روزے صحیح نہیں ہوئے پھران کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوئے پر ھ تین روزے احتمال حیض کی رجہ سے صحیح نہیں ہوئے تو اس کے ذمہ چھ روزے رہ گئے اب اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے تو نو(۹) روزے یکے بعد دیگرے رکھنے ہوں گے چاہے عید سے متصل دوسرے دن شروع کرے یا بعد میں شروع کرے کیونکہ اگر رمضان کا پہلا دن ہی حیض کا پہلا دن ہوت اس حساب سے عید کے دوسرے دن پر طہر کا (۳ب ح+۱۵ص ط+۳ب ح+۹ط ض=۳۰) گیارھواں دن شروع ہوتا ہے اب اگر عید کے دوسرے دن سے شروع کرے تو ابتدائی پانچ یعنی گیارہویں دن سے پندرہویں دن تک کے روزے صحیح ہوجائیں گے پھر احتمالِ حیض کی وجہ سے تین روزے فاسد ہوں گے پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل (۵ص ط+۳ب ح+۱ص=ص)نو(۹)روزے بن جائیں گے۔

☆اسی طرح اگر بعد میں رکھنا چاہے تو پھر یہ احتمال ہے کہ پہلے تین روزے حیض کے وقت میں واقع ہوجانے کی وجہ سے فاسد ہوں گے پھران کے بعد چھ روزے صحیح ہوں گے۔

☆اگر مہینہ انتیس دن کا ہو تو پھر بھی اس کے ذمہ چھ روزے رہ جائیں گے لیکن جب مہینہ انتیس دن کا ہو اور وہ عید کے دوسرے دن قضا شروع کرنا چاہے تو صرف چھ روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پھر عید کے دن طہر کا (۳ب ح+۱۵ص ط+۳ب ح+۸ط ص=۲۹) دسواں دن آئے گا تو عید کے دوسرے دن شروع کرنے پر چھ روزے صحیح ہوجائیں گے۔

☆اگر بعد میں رکھنا چاہے تو پھر نو(۹) روزے رکھنے ہوں جیسا کہ تفسیل پہلے گزر چکی ہے۔

☆اگر اس کو یہ پتہ نہ ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے یا رات کے وقت یا اس کو یہ معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو اس کو بارہ روزے رکھنے ہوں گے خواہ ماہ مبارک تیس دن کا ہو یا انتیس کا خواہ عید کے متصل دوسرے دن رکھے یا بعد میں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ابتداءِ رمضان میں ہی اس کا حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے چار روزے صحیح ہوئے جیسا کہ قاعدہ گزر چکا

ہے۔اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے پھر احتمال حیض کی وجہ سے چار روزے صحیح نہ ہوئے تو رمضان المبارک کے روزوں میں سے اس کے ذمہ آٹھ روزے صحیح نہ ہوئے تو رمضان المبارک کے روزوں میں سے اس کے ذمہ آٹھ روزے رہ گئے اب اگر اسی حالتِ استمرار میں عید کے دوسرے دن سے روزے رکھنا چاہے تو اس احتمال کی وجہ سے عید کے دوسرے دن پر طہر کا (۴ ب ح +۱۴ ص ط +۴ ب ح +۸ ص ط =۳۰) دسواں دن آئے گا پس جب عید کے دوسرے دن سے شروع کرے گی تو ابدائی پانچ دن یونی طہر کے دوسویں دن سے چودھویں دن تک کے روزے صحیح ہوجائیں گے پھر احتمال حیض کی وجہ سے چار روزے فاسد ہوجائیں گے پھر تین روزے صحیح ہوجائیں گے۔تو ان صحیح اور فاسد تمام روزوں کا مجموعہ (۵ ص ط+۴ ب ح +۳ ص ط =۱۲) بارہ روزے ہوئے جن میں سے آٹھ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اگر ماہ رمضان انتیس دن کا ہو تو عید کے دوسرے دن سے چھ دن یعنی طہر کے نویں دن سے چودہویں دن تک کے روزے صحیح ہوں گے پھر چار روزے احتمالِ حیض کی وجہ سے فاسد ہوں گے پھر دو روزے صحیح ہوں گے تو یہ کل (۶ ص ط+۴ ب ح +۲ ص ط =۱۲) بارہ روزے ہوئے جن میں سے آٹھ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اسی طرح اگر بعد میں شروع کرنا چاہے تو یہ احتمال ہے کہ قضا شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے چار روزے درست نہ ہوئے پھر اس کے بعد آٹھ روزے صحیح ہوں گے۔

☆اگر عادتِ حیض چار دن کی ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی اس کے ذمہ ماہِ رمضان کے آٹھ روزے رہ جائیں گے اب اگر مہینہ تین دن کا ہو اور اسی حالتِ استمرار میں قضا روزے رکھنا شروع کرنا چاہے تو بارہ روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے فوراً بعد دوسرے دن سے شروع کرے یا بعد میں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ رمضان کے پہلے روزے میں ہی

حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے عید کے دوسرے دن پر طہر کا (۴ب ح+۱۵ص ط+۴ ح +۷ص ط=۳۰) نواں دن آتا ہے پس اگر عید کے متصل دوسرے دن سے شروع کرے تو ابتدائی سات دن یعنی طہر کے نویں دن سے پندرہویں دن تک کے روزے صحیح ہوں گے پھر احتمال حیض کی وجہ سے چار روزے فاسد ہوں گے پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل (۷ط ص+۴ب ح+۱ص ط=۱۲) برہ روزے بن گئے جن میں سے آٹھ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اگر بعد میں شروع کرنا چاہے تو پھر یہ احتمال ہوگا کہ ہوسکتا ہے کہ قضا شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے ابتدائی چار روزے صحیح نہ ہوئے پھر اس کے بعد آٹھ روزے صحیح سمجھے جائیں گے۔

☆اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو اور عید کے متصل دوسرے دن سے قضا روزے شروع کرنا چاہے تو صرف آٹھ روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پھر عید کے دوسرے دن طہر کا (۴ب ح+۱۵ص ط+۴ب ح+۶ص ط=۲۹) آٹھواں دن آئے گا پس اگر عید کے دوسرے دن سے روزے رکھنا شروع کرتے گی تو شروع کے آٹھ دن یعنی طہر کے آٹھویں دن سے پندرہویں دن تک کے روزے صحیح ہوں گے۔

☆اور اگر بعد میں رکھنا چاہے تو پھر پورے بارہ روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عادت حیض چار دن کی ہو اور حیض کی ابتدا کا وقت معلوم نہ ہو کہ دن کے وقت شروع ہوتا ہے یا رات کے وقت یا یہ معلوم ہو کہ دن کے وقت شروع ہوتا ہے اب ایسی صورت میں اگر قضا روزے رکھنا چاہے تو پندرہ روزے رکھنے ہوں گے خواہ ماہ مبارک تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا خواہ عید کے متصل رکھے یا بعد میں رکھے۔

☆اگر عادتِ حیض پانچ دن کی ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے اب اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو اس کے ذمے دس روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا

روزے شروع کرنا چاہے تو پندرہ روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متصل رکھے یا بعد میں دونوں صورتوں میں پندرہ روزے ہی رکھنے ہوں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ رمضان شروع ہوتے ہی حیض شروع ہوا وہ تو اس احتمال کی وجہ سے ابتدائی پانچ روزے صحیح نہ ہوئے پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوں گے پھر احتمال حیض کی وجہ سے پانچ روزے درست نہ ہوں گے پھر آخری پانچ روزے صحیح ہوں گے اور عید کے دورسرے دن پر طہر کا (۵ ب ح +۱۵ص ط+ ۵ ب ح +۵ص ط) ساتواں دن آئے گا پس جب عید کے دوسرے دن سے روزے رکھنے شروع کرے گی تو شروع کے نو دن یعنی طہر کے ساتویں دن سے پندرہویں دن تک کے روزے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد احتمال حیض کی وجہ سے پانچ روزے فاسد ہوں گے پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل (۹ص ط+ ۵ ب ح +۱ط ص=۱۵) پندرہ روزے ہوئے جن میں سے دس روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اور اگر بعد میں رکھنے ہوں تو پھر یہ احتمال ہے کہ قضا شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے ابتدائی پانچ روزے صحیح نہ ہوئے اور بعد کے دس روزے صحیح ہوں گے۔

☆اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو اور عید کے متصل بعد قضا روزے شروع کرنا چاہے تو صرف دس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ عید کے دوسرے دن پر طہر کا (۵ ب ح + ۱۵ص ط+۵ ب ح +۴ص ط=۲۹) چھٹا دن آئے گا پس جب عید کے دورے دن سے روزے شروع کرے گی تو شروع کے دس دن یعنی طہر کے چھٹے دن سے پندرہویں دن تک کے روزے سب کے سب صحیح ہوں گے۔

☆اگر عادتِ حیض پانچ دن کی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ حیض کا وقت کون سا ہے کہ رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا دن کے وقت یا یہ معلوم ہو کہ دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس کے ذمے رمضان المبارک کے روزوں میں سے بارہ روزے رہ جائیں گے خواہ ماہ مبارک تیس دن کا ہو خواہ انتیس دن کا خواہ عید کے متصل بعد رکھے خواہ بعد میں دیر سے رکھے بہر صورت اگر اسی حالتِ

استمرار میں روزے رکھنا چاہے تو اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عادتِ حیض چھ دن کی ہو اور حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہو تو اس کے علاوہ کچھ معلوم نہ ہو تو اس کے ذمے بارہ روزے رہ جائیں گے پس اگر رمضان المبارک تیس دن کا ہو اور اسی حالت استمرار میں روزے رکھنا چاہے تو اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متصل بعد شروع کرے یا بعد میں دیر سے شروع کرے۔

☆اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو اور عید کے متصل بعد دوسرے دن ہی شروع کرنا چاہے تو صرف بارہ روزے رکھنے ہوں گے اور اگر بعد میں دیر سے رکھنا چاہے تو پورے اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ حیض کی ابتدا رمضان کی ابتدا میں ہی ہوئی ہے تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے چھ روزے فاسد ہو جائیں گے پھر پندرہ روزے صحیح ہو ں گے پھر احتمال حیض کی وجہ سے چھ روزے فاسد ہوں گے اور اس کے بعد رمضان کے آخر تک تمام روزے صحیح ہوں گے تو اس حساب سے عید کے دوسرے دن پر طہر کا (٦ ب ح +۱۵ص ط+ ٦ ب ح +۳ص ط =۳۰) پانچواں دن آئے گا پس اگر روزے عید کے متصل بعد دوسرے دن شروع کرے گی تو شروع گیارہ دن یعنی طہر کے پانچویں دن سے پندرہویں دن تک کے روزے صحیح ہوں گے اور اس کے بعد احتمال حیض کی وجہ سے چھ روزے درست نہ ہوں گے پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل (۱۱ص ط+ ٦ ب ح + ۱ص =۱۸) اٹھارہ روزے بن جائیں گے۔

☆اسی طرح اگر بعد میں رکھنا چاہے تو ہوسکتا ہے کہ قضا شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو یعنی قضا کا پہلا دن حیض کا بھی پہلا دن ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے چھ روزے درست نہ ہوں گے اور اس کے بعد کے روزے صحیح ہو جائیں گے پس اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو تو اس حساب سے عید کے دوسرے دن پر طہر کا (٦ ح ب +۱۵ص ط+ ٦ ب ح +۲ص ط =۲۹) چوتھا دن آئے گا سوا گر

عید کے متصل بعد دوسرے دن سے شروع کرے گی تو شروع کے بارہ یعنی طہر کے چوتھے دن سے پندرہویں دن تک کے روزے صحیح ہو جائیں گے تو مکمل روزے درست ہوئے۔

☆اگر عادتِ حیض چھ دن کی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا دن کے وقت یا یہ معلوم ہو کہ دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کے ذمے چودہ روزے رہ جائیں گے (۷ب ح +۱۴اص ط +۷ب ح +۲ص ط =۳۰ ، ۷ب ح +۱۴اص ط +۷ب ح + اص ط =۲۹) پس اگر اسی حالت استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے تو اکیس روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متسل بعد شروع کرے خواہ بعد میں خواہ ماہ مبارک تیس دن کا ہو خواہ انتیس دن کا بہر حال اکیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عادتِ حیض سات دن کی ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو اب اس صورت میں اس کے ذمے رمضان کے روزوں میں سے چودہ روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا روزے شروع کرنا چاہے تو اکیس روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متصل بعد رکھے یا بعد میں دیر سے خواہ ماہ مبارک تیس دن پر مشتمل ہو خواہ انتیس دن پر بہر حال اکیس روزے ہی رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عاتِ حیض سات دن کی ہو اور ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو اور ماہ مبارک تیس دن پر مشتمل ہو تو اس کے زمے سولہ روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے اور عید کے متصل بعد دوسرے دن سے تیرہویں دن تک رکھنا شروع کرے گی تو چوبیس (۲۴) روزے رکھنے ہوں گے اور اگر بعد میں رکھنا چاہے تو پورے بتیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو تو پھر اس کے ذمے پندرہ روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالتِ استمرار میں عید کے متصل بعد دوسرے دن سے چودہویں دن تک روزے رکھنا شروع کرے

گی تو تئیس (۲۳) روزے رکھنے ہوں گے اور اگر بعد میں تاخیر سے رکھنا چاہے تو پورے اکتیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عادت حیض آٹھ دن کی ہو اور حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہو اور ماہ مبارک تیس دن کا ہو تو اس کے ذمے پندرہ روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا روزے شروع کرنا چاہے تو تئیس (۲۳) روزے رکھنے ہوں ہوں گے اور اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو اور اسی حالتِ استمرار میں عید کے متصل بعد قضا شروع کرنا چاہے تو سولہ روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اور اگر بعد میں تاخیر سے رکھنا چاہے تو پورے بائیس (۲۲) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ اس میں تین احتمال ہیں۔

احتمال نمبر (۱)!

پہلا احتمال یہ ہے کہ رمضان کی پہلی رات سے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس حساب سے اس کے ذمے چودہ روزے رہ جائیں گے اور عید کے دوسرے دن حیض کا آخری دن شروع ہوتا ہے پس اگر عید کے دوسرے دن سے قضا روزے شروع کرنا چاہے تو پندرہ روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ عید کے دوسرے دن کا روزہ حیض کی وجہ سے درست نہ ہوگا پر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہو جائیں گے۔

احتمال نمبر (۲)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ رمضان کے ابتدائی چھ روزے حالتِ حیض میں واقع ہوئے ہوں تو اس حساب سے اس کے ذمے چودہ روزے رہ جائیں گے اور عید کے دوسرے دن طہر کا دوسرا دن ہوگا پس اگر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرنا چاہے تو اس کے چودہ روزے سب کے سب صحیح ہو جائیں گے۔

احتمال نمبر(۳)!

تیسرا احتمال یہ ہے کہ رمضان کے شروع کے سات روزے حالت طہر میں واقع ہو کر صحیح ہو چکے ہوں پھر اس کے بعد آٹھ روزے فاسد ہوئے ہوں پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے ہوں تو اس احتمال کی وجہ سے اس کے ذمے آٹھ روزے رہ جائیں گے اور عید کے پہلے دن طہر کا آخری دن آئے گا پس جب عید کے دوسرے دن سے قضا روزے شروع کرنا چاہے تو شروع کے آٹھ روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد ہو جائیں گے پھر اس کے بعد آٹھ روزے صحیح ہوں گے تو اس صورت میں اس کو سولہ روزے رکھنے ہوں گے چونکہ اس احتمال کی وجہ سے اس کے ذمے زیادہ روزے آتے ہیں اس لئے عید کے دوسرے دن قضا شروع کرنے کے لئے یہی احتمال اختیار کیا گیا ہے اور اگر تیسرے دن شروع کرنا چاہے تو پھر دوسرے احتمال کی وجہ سے بائیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ دوسرے احتمال میں عید کے تیسرے دن طہر کا تیسرا دن آتا ہے پس جب تیسرے دن سے شروع کرے گی تو شروع کے تیرہ روزے حالت طہر میں واقع ہونے کی وجہ سے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد آٹھ روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد ہوں گے پھر ایک روزہ صحیح ہو جائے گا تو یہ کل (۱۳ص ط+۸ب ح+ ۱ط ص =۲۲) بائیس روزے ہوگئے جن میں سے چودہ روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

☆اگر حیض کی عادت آٹھ دن کی ہو اور وقت کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو یا دن کے وقت حیض شروع ہوتا ہو اور ماہ مبارک تیس دن کا ہو تو اس کے ذمے سولہ روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالت استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے اور عید کے دوسرے دن سے شروع کرنے لگی ہے تو چھبیس (۲۶) روزے رکھنے ہوں گے اور اگر عید کے تیسرے دن سے لے کر چودہویں دن تک کسی دن میں قضا روزے رکھنا چاہے تو صرف پچیس روزے رکھنے ہوں گے اور اگر اس کے بعد قضا روزے رکھنا چاہے تو صرف پچیس روزے رکھنے ہوں گے اور اگر اس کے بعد قضا روزے رکھنا چاہے تو پھر چونتیس (۳۴)

روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ رمضان کے پہلے دن ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے نو روزے درست نہ ہوئے پھر چودہ روزے صحیح ہوں گے اس کے بعد پھر آخری سات روزے درست نہ ہوں گے پس عید کے دوسرے دن حیض بند ہو جائے گا اس لئے عید کے دوسرے دن اگر روزہ ہو تو وہ صحیح نہیں ہوگا اور اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد نو روزے صحیح نہیں ہوں گے پھر اس کے بعد دو دن صحیح ہوں گے تو یہ کل (اح ب+۱۴ص ط+۹ ب ح+۲ ط ص=۲۶) چھبیس روزے بن جائیں گے۔

☆ اگر عید کے تیسرے دن سے چودھویں دن تک کسی دن قضا شروع کرنا چاہے تو صرف ایک دفعہ حیض کے آنے کا احتمال ہے پس سولہ اور نو (۱۶+۹=۲۵) پچیس بن گئے اس لئے صرف پچیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆ اگر عید کے بعد پندرہویں دن سے شروع کرنا چاہے تو پھر یہ احتمال ہے کہ رمضان کے ابتدائی سات دن حالتِ حیض میں واقع ہوئے ہوں تو اس احتمال کی وجہ سے وہ درست نہ ہوئے پھر اس کے بعد نو روزے احتمال حیض کی وجہ سے درست نہ ہوئے پس اس صورت میں بھی اس کے ذمہ سولہ روزے رہ جائیں گے اور عید کے پہلے دن طہر کا پہلا دن واقع ہوگا سو جب چودہ دن صبر کر کے اس کے بعد روزے رکھنا شروع کرے گی تو پھر حیض آنے کا احتمال ہے اس لئے شروع کے نو روزے درست نہیں سمجھے جائیں گے پھر چودہ روزے صحیح ہوئے پھر نو روزے صحیح نہ ہوئے تو یہ کل (۹ ب ح+۱۴ص ط +۹ ح ب+۲ ط ص=۳۴) چونتیس روزے ہو گئے جن میں سولہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆ اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو تو اس کے ذمے پندرہ روزے رہ جائیں گے پس اگر عید کے دوسرے دن سے قضا شروع کرنا چاہے تو چھبیس (۲۶) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پہلے احتمال کی وجہ سے عید کے تیسرے دن حیض بند ہوگا تو شروع کے دو (۲) دن صحیح نہ ہوئے پھر چودہ روزے صحیح

ہوجائیں گے پھر نو روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد ہوئے پھر ایک روزہ صحیح ہوا تو یہ کل چھبیس (۲۶) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پہلے احتمال کی وجہ سیفاسد ہوئے پھر ایک روزہ صحیح ہوا تو یہ کل چھبیس (۲۶) روزے بن جاتے ہیں۔

☆اگر عید کے تیسرے دن سے شروع کرنا چاہے تو پچیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پھر قضا کا ابتدائی روزہ فاسد ہوجائے گا تو اس حساب سے اس کو (اح ب+۱۴اط ص+۹ح ب+ اط ص = ۲۵) پچیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے بعد چوتھے دن سے چودھویں دن تک کسی دن میں شروع کرنا چاہے تو پھر چوبیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے بعد پندرھویں دن یا اس کے بھی بعد شروع کرنا چاہے تو پھر پینتیس (۳۵) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پھر یہ احتمال ہے کہ رمضان کے ابتدائی چھ روزے حالت حیض میں واقع ہونے کی وجہ سے فاسد ہوئے ہوں تو اس حساب سے عید کے پہلے دن طہر کا پہلا دن آتا ہے پس چودہ دن صبر کرکے پھر قضا روزے رکھنا شروع کرے گی تو پھر قضا کا پہلا دن حیض کا بھی پہلا دن ہونے کا احتمال ہے تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے نو روزے صحیح نہ ہوئے پھر چودہ روزے صحیح ہوئے پھر نو روزے فاسد ہوئے پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل (۹ب ح+۱۴ اص ط+۹ ب ح+اص ط=۳۳) تینتیس روزے بن گئے۔مزید تفصیل جدول میں ملاحظہ فرمائیں۔

عادت حیض کچھ معلوم نہیں ہے !

قضا کی ابتدا	رمضان کے تیس دن	صبر	قضا کی ابتدا	کل روزے	صحیح شدہ روزے
عید کے دوسرے دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۱ح	۱ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۹ح (ب) + ۲ط (ص)	۲۶	۱۶
عید کے تیسرے دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح	۱۴ط (ص) + ۹ح (ب) + ۲ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے چوتھے دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۱ط = ۳ر	۱۳ط (ص) + ۹ح (ب) + ۳ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے پانچویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۲ط = ۴ر	۱۲ط (ص) + ۹ح (ب) + ۴ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے چھٹے دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۳ط = ۵ر	۱۱ط (ص) + ۹ح (ب) + ۵ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے ساتویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۴ط = ۶ر	۱۰ط (ص) + ۹ح (ب) + ۶ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے آٹھویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۵ط = ۷ر	۹ط (ص) + ۹ح (ب) + ۷ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے نویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۶ط = ۸ر	۸ط (ص) + ۹ح (ب) + ۸ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے دسویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۷ط = ۹ر	۷ط (ص) + ۹ح (ب) + ۹ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے گیارہویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۸ط = ۱۰ر	۶ط (ص) + ۹ح (ب) + ۱۰ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے بارہویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۹ط = ۱۱ر	۵ط (ص) + ۹ح (ب) + ۱۱ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے تیرہویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۱۰ط = ۱۲ر	۴ط (ص) + ۹ح (ب) + ۱۲ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے چودہویں دن	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۷ح (ب)	۲ح + ۱۱ط = ۱۳ر	۳ط (ص) + ۹ح (ب) + ۱۳ط (ص)	۲۵	۱۶
عید کے پندرہویں دن	۷ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۹ح (ب)	۱۴ط	۹ح (ب) + ۱۴ط (ص) + ۹ح (ب) + ۲ط (ص)	۳۴	۱۶

اب اس کے بعد پورے چونتیس روزے حالتِ استمرار میں رکھے گی۔

عادت حیض آٹھ دن اور ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہویا اتنا معلوم ہو کہ دن کے وقت حیض شروع ہوتا ہے

قضا کی ابتدا	رمضان کے انتیس دن	صبر	ابتداءِ قضا	کل روزے	صحیح شدہ روزے
عید کے دوسرے دن	۹ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۶ح^{ب}	۱ ح	۲ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۹ح^{ب} + ۱ط^{ص}	۲۶	۱۵
عید کے تیسرے دن	۹ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۶ح^{ب}	۲ ح	۱ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۹ح^{ب} + ۱^{ص}	۲۵	۱۵
عید کے چوتھے دن	۹ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۶ح^{ب}	۳ ح	۱۴ط^{ص} + ۹ح^{ب} + ۱^{ص}	۲۴	۱۵

عید کے چوتھے دن سے چودہویں دن تک چوبیس روزے رکھنے ہوں گے

عید کے چودہویں دن	۹ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۷ح^{ب}	۳^{ح} + ۹^{ط} = ۱۲^{ر}	۴ ط^{ص} + ۹ح^{ب} + ۱۲ط^{ص}	۲۴	۱۵
عید کے پندرہویں دن	۹ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۷ح^{ب}	۱۴^{ط}	۹ح^{ب} + ۱۴ط^{ص} + ۹ح^{ب} + ۱ط^{ص}	۲۴	۱۵

اب اس کے بعد حالتِ استمرار میں قضا روزے رکھنا چاہے تو پھر بھی پورے چونتیس روزے رکھے گی۔

☆اگر عادتِ حیض نو دن کی ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض کی ابتداء رات کے وقت ہوتی ہے اور ماہ مبارک تیس دن پر مشتمل ہو تو اس کے ذمے پندرہ روزے رہ جائیں گے پس اگر اسی حالت استمرار میں قضا روزے رکھنا چاہے تو چوبیس روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے بعد متصل دوسرے دن سے شروع کرنے خواہ تاخیر سے شروع کرے کیونکہ احتمال ہے کہ رمضان کے شروع کے چھ روزے حالتِ حیض میں واقع ہوئے ہوں تو اس احتمال کی وجہ سے وہ چھ روزے صحیح نہ ہوئے پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوں گے پھر اخری نو دن احتمال حیض کی وجہ سےفاسد ہوئے پس عید کے دوسرے دن طہر کا بھی دوسرا دن آیا سو جب عید کے دوسرے دن سے روزے شروع کرے گی تو شروع کے چودہ روزے صحیح ہوں گے پھر احتمال حیض کی وجہ سے نو روزے صحیح نہ ہوں گے پھر اس کے بعد ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل (۱۴ص ط+۹ ب ح+۱ط ص=۲۴) چوبیس روزے ہوگئے۔

☆اسی طرح اگر بعد میں رکھنا چاہے تب بھی چوبیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر ماہ رمضان انتیس دن کا ہو اور عید کے متصل بعد قضا روزے شروع کرنا چاہے تو پھر اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ اس میں تین احتمال ہیں۔

پہلا احتمال!

ایک احتمال تو یہ ہے کہ رمضان کی پہلی رات سے ہی حیض شروع ہوا تو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے نو روزے درست نہ ہوئے پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوئے پھر آخری پانچ روزے حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گئے تو عید کے دوسرے دن حیض کا ساتواں دن شروع ہوتا ہے پس اس کے ذمے چودہ روزے رہ جائیں گے تو جب عید کے دوسرے دن قضا روزے شروع کرے گی تو ابتدائی تین دن صحیح نہ ہوں گے پھر چودہ روزے صحیح ہوں گے تو اس صورت میں اس پر (۳ ب ح + ۱۴ط ص = ۱۷) سترہ روزے رکھنے ہوں گے۔

دوسرا احتمال!

دوسرا احتمال یہ ہے کہ رمضان کے ابتدائی پانچ دن حالت حیض میں واقع ہوئے ہوں تو اس احتمال کی وجہ سے پانچ روزے درست نہیں ہوئے پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوں گے پھر رمضان کے آخری نو روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گے تو اس صورت میں اس کے ذمے چودہ روزے آئیں گے اور عید کے دوسرے دن طہر کا بھی دوسرا دن اائے گا پس جب عید کے دوسرے دن سے روزے شروع کرے گی تو چودہ روزے سب کے سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر عید کے تیسرے دن سے روزے شروع کرنا چاہے تو پورے تیئس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ اس صورت میں قضا کے شروع والے تیرہ (۱۳) دن طہر میں آئیں گے پھر حیض کا احتمال ہے اس لئے نو روزے فاسد سمجھے جائیں گے پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو کل (۱۳ط ص+۹ ح+۱ط ص=۲۳) تیئس روزے بن جاتے ہیں۔

☆اگر عید کے دوسرے دن شروع کرنا چاہے تو چودہ روزے رکھنے ہوں گے اور اگر تیسرے دن شروع کرنا چاہے تو پھر تیئس روزے رکھنے ہوں گے مندرج بالا دوسرے احتمال کی صورت میں۔

تیسرا احتمال!

تیسرا احتمال یہ ہے کہ رمضان کے ابتدائی چھ روزے حالتِ طہر میں واقع ہو کر صحیح ہوئے ہوں اور پھر اس کے بعد حیض شروع ہوا ہو اور وہی نو روزے فاسد ہوئے ہوں پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوئے ہوں پس اس احتمال کی صورت میں اس کے ذمے نو روزے رہ جاتے ہیں اور عید کے پہلے دن طہر کا آخری دن آتا تو جب عید کے دوسرے دن قضا روزے شروع کرے گی تو شروع کے نو روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد نو روزے صحیح ہو جائیں گے۔

☆مندرجہ بالا تیسرے احتمال کی صورت میں اس پر زیادہ روزے آتے ہیں اس لئے جب

عید کے دوسرے دن قضا روزے شروع کرے گی تو اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے تیسرے دن یا اس کے بعد شروع کرنا چاہے تو دوسرے احتمال کی وجہ سے تیئیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عادتِ حیض نو دن کی ہو اور ابتدائی حیض کا وقت معلوم نہ ہو یا معلوم ہو کہ دن کے وقت شروع ہوتا ہے اور ماہ مبارک تیس دن پر مشتمل ہو تو اس کے ذمے سولہ روزے رہ جائیں گے اب اگر اسی حالت استمرار میں قضا روزے رکھنا چاہے تو انتیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے تیسرے دن شروع کرنا چاہے تو اٹھائیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے چوتھے دن رکھنا چاہے تو ستائیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے پانچویں دن سے چودھویں دن تک کسی دن میں قضا روزے شروع کرنا چاہے تو چھبیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے پندرہویں دن یا اس کے بعد سے شروع کرنا چاہے تو پھر چھتیس روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ رمضان کے پہلے دن ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے دس روزے صحیح نہ ہوئے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے پھر آخری چھ روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گے تو پورے رمضان میں سے اس کے چودہ روزے صحیح ہوئے اور اس کے ذمے سولہ روزے رہ گئے پس اگر ان سولہ روزوں کو عید کے دوسرے دن سے شروع کرے گی تو ابتدائی تین روزے یعنی حیض کے آٹھویں دن سے دسویں دن تک کے روزے صحیح نہیں ہوں گے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد احتمال حیض کی وجہ سے دس روزے فاسد سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد دو (۲) روزے صحیح ہو جائیں گے تو یہ کل انتیس (۲۹) روزے ہو گئے۔

☆اگر عید کے تیسرے دن شروع کرے تو شروع کے دو روزے صحیح نہیں ہوں گے باقی حساب اسی طرح ہے جس طرح سورت مذکورہ میں گزر گیا ہے۔

☆اگر عید کے چوتھے دن سے شروع کرے تو ابتدائی ایک روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

☆اگر عید کے پانچویں دن شروع کرے تو شروع کے چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد دس روزے درست نہ ہوں گے پھر اس کے بعد دو روزے صحیح ہوں گے۔

☆اسی طرح عید کے چودھویں دن تک ایک بار حیض آنے کا احتمال ہے تو اس احتمال کی وجہ سے ان دنوں میں روزہ رکھنا چاہے تو چھبیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے پندرھویں دن سے شروع کرنا چاہے تو پھر یہ احتمال ہے کہ رمضان کے شروع کے چھ روزے حالت حیض میں واقع ہو کر فاسد ہو گئے ہوں پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد آخری دس روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گے پس اس احتمال کی صورت میں بھی اس کے ذمے سولہ (۱٦) روزے رہ جاتے ہیں۔لیکن عید کے پہلے دن طہر کا بھی پہلا دن شروع ہوتا ہے پس جب چودہ دن صبر کر کے اس کے بعد قضا روزے رکھنا شروع کرے گو احتمال حیض کی وجہ سے ابتدائی دس روزے درست نہ ہوں گے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد دس روزے صحیح نہیں ہوں گے پھر دو دن صحیح گے تو یہ کل (۱۰ب ح+۱۴ص ط +۱۰ب ح+۲ص ط=۳٦) چھتیس روزے ہو گئے اسی طرح اس کے بعد شروع کرنا چاہے تو پھر بھی چھتیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو اور اس کے ذمے پندرہ روزے باقی ہوں تو اب اگر عید کے دوسرے دن قضا شروع کرنا چاہے تو انتیس، تیسرے دن شروع کرنا چاہے تو اٹھائیس، چوتھے دن شروع کرنا چاہے تو ستائیس، پانچویں دن شروع کرنا چاہے تو چھبیس اور اگر عید کے چھٹے دن سے

چودھویں دن یا اس کے بعد شروع کرنا چاہے تو پچیس روزے رکھنے ہوں گے ہاں اگر عید کے پندرہویں دن یا اس کے بعد شروع کرنا چاہے تو پورے پینتیس (۳۵) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ جب ماہ مبارک انتیس دن پر مشتمل ہو تو پہلے احتمال کی وجہ سے اس کے ذمے پندرہ روزے ہی رہ جاتے ہیں اور عید کے دوسرے دن حیض کا ساتواں دن شروع ہوتا ہے پس اگر دوسرے دن سے شروع کرے گی تو شروع کے چار دن یعنی حیض کے ساتویں دن سے دسویں دن تک کے روزے فاسد سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح سمجھے جائیں گے پھر دس روزے احتمال حیض کی وجہ سے درست نہ ہوں گے اور پھر ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ کل انتیس روزے ہو گئے پس اس حساب سے عید کے چھٹے دن طہر کا پہلا دن شروع ہوگا تو جب عید کے چھٹے دن سے شروع کرے گی تو شروع کے چودہ روزے حالتِ طہر میں واقع ہو کر درست ہوں گے پھر اس کے بعد دس روزے درست نہ ہوں گے پھر اس کے بعد ایک روزہ صحیح ہوگا تو یہ پچیس روزے بن گئے۔

☆اسی طرح اگر عید کے چودھویں دن تک کسی بھی دن سے شروع کرنا چاہے تو صرف ایک بار حیض آنے کے احتمال کی وجہ سے پچیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر عید کے پندرہویں دن یا بعد میں شروع کرنا چاہے تو پھر یہ احتمال ہے کہ رمضان کے ابتدائی پانچ روزے حالت حیض میں واقع ہو کر فاسد ہو گئے ہوں پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے اور پھر آخری دس روزے احتمال حیض کی وجہ سے فاسد سمجھے جائیں گے پس عید کے پہلے دن طہر کا بھی پہلا دن شروع ہوگا تو جب چودہ دن صبر کرے گی تو حیض شروع ہونے کا احتمال رہے گا اس لئے جب عید کے پندرہویں دن سے قضا روزے شروع کرے گی تو شروع کے دس روزے فاسد سمجھے جائیں گے پھر اس کے بعد چودہ روزے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد دس روزے درست نہ ہوں گے پھر ایک روزہ صحیح ہو جائے گا تو یہ کل پینتیس روزے بن جاتے ہیں تفصیل جدول میں ملاحظہ فرمائیں۔

عادت حیض نودن کی ہے اور ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو

قضاکی ابتدا	رمضان کے انتیس دن	صبر	قضاکی ابتدا	کل روزے	صحیح شدہ روزے
عید کے دوسرے دن	۱۰ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۶ح(ب)	۱ ح	۳ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۱۹ح(ب) + ۲ط(ص)	۲۹	۱۶
عید کے تیسرے دن	۱۰ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۶ح(ب)	۲ ح	۲ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۱۹ح(ب) + ۲ط(ص)	۲۸	۱۶
عید کے چوتھے دن	۱۰ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۶ح(ب)	۳ ح	۱ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۱۹ح(ب) + ۲ط(ص)	۲۷	۱۶
عید کے پانچویں دن	۱۰ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۶ح(ب)	۴ ح	۱۴ط(ص) + ۱۹ح(ب) + ۲ط(ص)	۲۶	۱۶

عید کے پانچویں دن سے چودہویں دن تک چھبیس روزے رکھنے ہوں گے

عید کے چودہویں دن	۱۰ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۶ح(ب)	۴(ح) + ۹(ط) = ۱۳(ر)	۵ط(ص) + ۱۰ح(ب) + ۱۱ط(ص)	۲۶	۱۶
عید کے پندرہویں دن	۶ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۱۰ح(ب)	۱۴(ط)	۱۰ح(ب) + ۱۴ط(ص) + ۱۰ح(ب) + ۲ح(ب)	۳۶	۱۶

اب اس کے بعد پورے چھتیس روزے حالتِ استمرار میں رکھے گی۔

عادت حیض نودن کی ہے اور ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو

قضاکی ابتدا	رمضان کے انتیس دن	صبر	قضاکی ابتدا	کل روزے	صحیح شدہ روزے
عید کے دوسرے دن	ب ص ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۵ح	۱ ح	ب ص ب ص ۴ح + ۱۴ط + ۱ح + ۱ط	۲۹	۱۵
عید کے تیسرے دن	ب ص ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۵ح	۲ ح	ب ص ب ص ۳ح + ۱۴ط + ۱ح + ۱ط	۲۸	۱۵
عید کے چوتھے دن	ب ص ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۵ح	۳ ح	ب ص ب ص ۲ح + ۱۴ط + ۱ح + ۱ط	۲۷	۱۵
عید کے پانچویں دن	ب ص ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۵ح	۴ ح	ب ص ب ص ۱ح + ۱۴ط + ۱ح + ۱ط	۲۶	۱۵
عید کے چھٹے دن	ب ص ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۵ح	۵ ح	ص ب ص ۱۴ط + ۱۰ح + ۱ط	۲۵	۱۵

عید کے چھٹے دن سے چودہویں دن تک چھبیس روزے رکھنے ہوں گے

عید کے چودہویں دن	ب ص ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۵ح	ح ط ر ۵ + ۸ = ۱۳	ص ب ص ۶ط + ۱۰ح + ۹ط	۲۵	۱۵
عید کے پندرہویں دن	ب ص ب ۵ح + ۱۴ط + ۱۰ح	ط ۱۴	ب ص ب ب ۱۰ح + ۱۴ط + ۱۰ح + ۱ح	۳۵	۱۵

اب اس کے بعد پورے پینتیس روزے حالتِ استمرار میں رکھے گی۔

☆اگر کسی عورت کو اتنا معلوم ہو کہ اس کی عادتِ حیض دس دن کی ہے اور ساتھ یہ بی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو ایسی عورت کا حکم اس عورت کے حکم کی طرح ہے جس کو صرف یہ معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے اس کے علاوہ کچھ معلوم نہ ہو۔ (جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔)

☆کسی کو اتنا معلوم ہو کہ عادتِ حیض دس دن کی ہے اس کے علاوہ کچھ معلوم نہ ہو یا یہ بھی معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو ایسی عورت کا حکم اس عورت کے حکم کی طرح ہے جس کو کچھ معلوم نہ ہو یا اتنا معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے۔ (جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔)

☆اگر کوئی عورت ایسی ہو کہ جس پر کسی وجہ سے دو ماہ کے روزے بطور کفارے کے واجب ہوئے ہوں اور حالتِ استمرار میں رکھنا چاہتی ہو حیض کی عادت معلوم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض کا ابتدائی وقت رات کا وقت ہے اور کچھ معلوم نہ ہو تو موصوفہ عورت دو ماہ کے ساتھ اپنے چار حیض کے دن جمع کرے گی اور ان سب کے مجموعے کے برابر متواتر روزے رکھے گی تو ان میں سے دو ماہ کے روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

مثال!

مثلاً عادت حیض تین دن کی ہے تو مسلسل بہتّر روزے رکھے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ روزے کی ابتداء سے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے تین روزے درست نہ ہوئے پھر اس کے بعد پندرہ روزے صحیح ہوئے تو چار بار حیض آنے کا احتمال ہے پس ساٹھ اور چار حیض کے بارہ دن مجموعی طور پر (٣ب ح + ١٥ص ط+٣ب ح + ١٥ص ط+٣ ح ب+ ١٥ص ط+٣ب ح + ١٥ص ط =٧٢) بہتّر دن بنتے ہیں۔

☆اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ حیض کس وقت شروع ہوتا ہے یا یہ معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت

شروع ہوتا ہے تو جتنے دن کی عادتھواس پر ایک دن کا اضافہ کرکے پھر دو ماہ کے ساتھ پانچ بار کے حیض کے دن جمع کرے گی اور حاصل جمع کی مقدار روزے مسلسل رکھنے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مثال!

مثلاً عادتِ حیض تین دن کی ہے اور ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہیں یا یہ معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو اس صورت میں اسی (۸۰) روزے مسلسل رکھنے ہوں گے کیونکہ صورت مذکورہ میں پانچ بار حیض آنے کا احتمال ہے تو یہ کل اسی (۸۰) روزے بنتے ہیں۔

☆اگر کفارۂ قسم لازم ہوا ہو اور اسی حالتِ استمرار میں روزے رکھنا چاہے تو اگر عادتِ حیض تین دن سے نو دن تک ہو تو پہلے تین روزے رکھے گی پھر عادتِ حیض کے بقدر صبر کرے گی پھر دوبارہ تین روزے رکھے گی خواہ ابتداءِ حیض کا وقت معلوم ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اتنے روزے ہی رکھنے ہوں گے جن میں سے یقیناً ایک نہ ایک طرف کفارہ کے تین روزے متواتر طور پر صحیح واقع ہوں گے۔

مثال!

مثلاً عادتِ حیض تین دن کی ہو تو تین روزے رکھ کر تین دن صبر کرے گی اور پھر تین دن روزے رکھے گی اسی طرح جتنے دن عادتِ حیض میں ہوا اتنے دن درمیان میں صبر کرے گی اور جانبین میں تین، تین روزے رکھے گی۔

☆اور اگر عادت حیض دس دن کی ہوت واس عورت کی طرح کفارہ ادا کرے گی جس طرح وہ عورت ادا کرتی ہے جسے اپنی عادت حیض معلوم نہ ہو (تفصیل گزر چکی ہے)۔

☆اگر کسی کے ذمے ایک سے دس تک روزے رہ گئے ہون اور اس کو صرف عادتِ حیض کے دن یاد ہوں اور عادت حیض کے دن قضا شدہ روزوں سے زیادہ ہوں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے اور حالتِ استمرار میں قضا روزے شروع کرنا چاہے تو قضا شدہ

روزوں کے عدد کو اپنی عادتِ حیض کے عدد سے منفی کر کے پہلے ایک بار قضا شدہ روزے رکھے گی پھر حاصل تفریق کے عدد تک صبر کر کے پھر دوبارہ اپنے قضا شدہ روزے رکھے گی تو یقیناً اس کے قضا شدہ روزے صحیح ہو جائیں گے۔

مثال!

مثلاً اس کے زمے ایک روزہ ہے اور عادتِ حیض تین دن کی ہے تو ایک کو تین سے منفی کریں گے تو دو(۲) رہ جائیں گے تو اب ایک روزہ رکھ کر دو دن صبر کرے گی پھر ایک روزہ دوبارہ رکھے گی تو ان دو روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو جائے گا۔

☆اسی طرح اگر اس کے ذمے آٹھ روزے رہ گئے ہوں اور عادتِ حیض دس دن کی ہو تو آٹھ کو دس سے نکالیں گے تو باقی دو رہ جائیں گے تو اب اس طرح کرے گی کہ پہلے آٹھ روزے رکھے گی پھر دو دن صبر کر کے دوبارہ آٹھ روزے رکھے گی تو ان سولہ روزوں میں سے آٹھ روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

☆اگر ابتداءِ حیض کا وقت یاد نہ ہو تو اپنی عادت پر ایک دن کا اضافہ کر کے پھر ان دونوں کے عدد سے قضا شدہ روزوں کے عدد کو منفی کر لے گی جو حاصل تفریق آئے اتنے دن درمیان میں صبر کر کے قضا شدہ روزوں کو دوبارہ اس کے اول اور آخر میں رکھے گی۔

مثال!

مثلاً اس کے ذمے ایک روزہ ہو اور عادتِ حیض تین دن کی ہو تو ایک دن کا عادت پر اضافہ کریں گے تو چار دن ہو جائیں گے اب ایک کو چار سے منفی کریں گے تو باقی تین رہ جائیں گے پس پہلے ایک روزہ رکھے گی پھر تین دن صبر کر کے دوبارہ ایک روزہ رکھے گی تو ان دو روزوں میں سے ایک روزہ یقیناً صحیح ہو جائے گا۔

☆اسی طرح اگر اس کے ذمے دس روزے ہوں اور عادتِ حیض بھی دس دن کی ہو تو ایک دن کا عادت پر اضافہ کریں گے تو گیارہ دن بن جائیں گے تو اب دس کو گیارہ سے منفی کریں گے تو ایک رہ جائے گا پس شروع دس روزے علٰحدہ رکھ کر پھر ایک دن درمیان میں صبر کر کے دوبارہ دس روزے رکھے گی تو ان بیس روزوں میں سے دس روزے یقیناً صحیح ہو جائیں گے۔

☆اگر قضا شدہ روزے عادتِ حیض سے کم ہوں اور یہ معلوم ہے کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو قضا شدہ روزوں کے ساتھ تین روزے زیادہ رکھے گی۔

مثال!

مثلاً حیض کی عادت تین دن کی ہو اور قضا شدہ روزے پانچ ہوں تو اب (۳ح+۵ط=۸ر) کے ساتھ تین اور ملا کر کل آٹھ روزے رکھے گی۔

☆اور اگر ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو تو اپنی عادت کے دنوں پر ایک دن کا اضافہ کر کے جو عدد ہے بنے اتنے دن کے روزے قضا شدہ روزوں کے ساتھ ملا کر رکھے گی۔

مثال!

مثلاً عادتِ حیض تین دن کی ہو تو ایک دن کا اضافہ کریں گے تو چار دن بن جائیں گے اور قضا شدہ روزے پانچ ہون تو اب کل (۴ب+۵ط=۹ر) نو روزے رکھنے ہوں گے یہ اس لئے کہ عادت کے دن قضا شدہ روزوں سے کم ہیں تو قضا روزوں میں اس طریقہ سے سہولت رہے گی۔

کیونکہ پہلے والے طریقے میں قضا شدہ روزے دوبارہ رکھنے پڑتے ہیں جب کہ اس طریقہ میں جب ایام عادت حیض قضا شدہ روزوں سے کم ہوں تو دوبارہ سے کم روزے رکھنے پڑتے ہیں یعنی دوچند رکھنے نہیں پڑتے۔

☆اگر یہ معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو پندرہ دن تک کے قضا روزوں

کے ساتھ صرف ایک بار اپنی عادت کے عدد کو جمع کر کے جو حاصل جمع ہوا تنے روزے رکھے گی۔

مثال!

مثلاً اگر پندرہ روزے اس کے ذمے ہوں اور عادتِ حیض تین دن کی ہو تو اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اور اگر سولہ سے تیس دن تک کے روزوں میں سے جتنے دن کے بھی روزے اس کے ذمے ہوں تو اپنے قضا شدہ روزوں کے ساتھ عادتِ حیض کو دوچند جمع کر کے جو حاصل جمع ہوا تنے روزے رکھے گی۔

مثال!

مثلاً اگر عادتِ حیض تین دن کی ہو اور قضا شدہ روزے تیس ہوں تو (۳+۱۵+۳+۱۵= ۳۶) چھتیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر قضا شدہ روزے سولہ ہوں تو (۳+۱۵+۳=۲۲) بائیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر یہ معلوم نہ ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا نہیں تو اپنی عادت کے دنوں پر ایک اور دن کا اضافہ کرے گی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پس چودہ دن تک کے قضا روزوں کے ساتھ صرف ایک بار عادتِ حیض ایک دن کے اضافے کے ساتھ قضا روزوں سمیت رکھے گی یعنی قضا روزوں کے ساتھ جتنے دن عادتِ حیض کے ہوں اتنے دن ایک دن کے اضافے کے ساتھ روزے رکھے گی۔

مثال!

مثلاً اگر چودہ روزے قضا ہو چکے ہون اور عادتِ حیض تین دن کی ہو تو (۴+۱۴=۱۸) اٹھارہ

روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اور اگر پندرہ سے اٹھائیس دن تک کے روزوں میں سے جتنے دن کے بھی روزے قضا ہو چکے ہوں تو ان کے ساتھ اپنی عادت کے دن دو چند اضافے کے ساتھ جمع کر کے جو حاصل جمع ہوا اتنے روزے رکھے گی۔

مثال!

مثلاً اگر پندرہ روزے قضا ہو چکے ہوں تو (۴+۱۴+۴+۱=۲۳) تیئیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اور اگر انتیس یا تیس روزے قضا ہو چکے ہوں تو پھر ان کے ساتھ اپنی عادتِ حیض تین چند (تین بار) جمع کر کے جو حاصل جمع ہوا اتنے روزے رکھنے ہوں گے۔

مثال!

مثلاً اگر انتیس روزے قضا ہو چکے ہوں اور عادتِ حیض تین دن کی ہو تو (۴+۱۴+۴+۱۴+۴+۱=۴۱) اکتالیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر تیس روزے قضا ہو چکے ہوں تو بیالیس (۴۲) روزے رکھنے ہوں گے۔

فائدہ!

بض آسان طریقے پہلے گزر چکے ہیں اگر ان پر عمل کرنے میں سہولت ہو تو ان پر عمل کریں۔

ایسی متحیرہ کے احکام کا بیان جسے اتنا معلوم ہو کہ مہینے میں صرف ایک بار حیض آتا ہے!

☆اگر عورت کو صرف یہ معلوم ہو کہ حیض مہینہ بھر میں فقط ایک بار آتا ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ مہینے کے کس حصے میں حیض آتا ہے یعنی زمانۂ حیض معلوم نہ ہو تو ایسی عورت کی طرح نماز پڑھے گی جس عورت کو حیض کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو اور عدت مکمل کرنے کے لئے دس دن حیض اور بیس دن

طہر کے شمار ہوں گے پس جب یہ مطلقہ ہونے کے بعد حالتِ استمرار میں تین ماہ دس دن گزر جائیں تو عدت پوری ہوجائے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ابتداءِ حیض کے فوراً بعد طلاق دی گئی ہو تو اس احتمال کی وجہ سے یہ حیض (جس میں طلاق دی گئی ہے) شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد تین حیض گزر جانے پر عدت مکمل ہوگی تو یہ کل (۱۰ح+۲۰ط+۱۰ح+۲۰ط+۱۰ح+۲۰ط+۱۰ح=۱۰۰) سو دن یعنی تین ماہ دس دن بن گئے۔

☆اگر عادتِ حیض عدداً معلوم ہو تو پھر اپنی عادت کے مطابق اس طریقے پر حساب کرے گی کہ مثلاً اگر کسی کی عادتِ حیض تین دن کی ہو تو اس کی عدت تین ماہ اور تین دن گزر جانے پر اور اگر چار دن کی ہو تو تین ماہ اور چار دن گزر جانے پر پوری ہوجائے گی۔

☆اگر کسی عورت کو اتنا معلوم نہ ہو اور ماہ رمضان آپہنچا ہو تو موصوفہ عورت ماہ مبارک کے تمام روزے رکھے گی اور اس کے ذمے رمضان المبارک روزوں میں سے گیارہ روزے رہ جائیں گے خواہ ماہ رمضان تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ رمضان کے پہلے دن ہی حیض شروع ہوگیا ہو تو گیارہ روزے اس احتمال کی وجہ سے حالتِ حیض میں واقع ہوکر فاسد ہوں گے پھر اس کے اور مہینہ کے آخر تک تمام روزے صحیح ہوں گے۔

☆پس اگر قضا ہونے والے گیارہ روزوں کی قضا اسی حالت استمرار میں شروع کرنا چاہے تو بائیس روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متصل بعد رکھے یا تاخیر سے رکھے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قضا شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے گیارہ روزے فاسد ہوئے پھر اس کے بعد گیارہ روزے صحیح ہوجائیں گے تو ان بائیس روزوں میں سے گیارہ روزے یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اور اگر اتنا معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو اس کے ذمے رمضان المبارک کے روزوں میں سے دس روزے رہ جائیں گے خواہ ماہ مبارک تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا۔

☆پس اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا روزے شروع کرنا چاہے تو بیس روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متصل بعد رکھے یا تاخیر سے رکھے بیس روزے ہی رکھنے ہوں گے۔

☆اگر کسی عورت کو عادتِ حیض عدداً معلوم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ مہینہ بھر میں صرف ایک بار حیض آتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو جتنے دن عادتِ حیض کے ہوں اتنے دن کے روزے رمضان المبارک کے روزوں میں سے درست نہ ہوں گے۔

☆اب اگر ان روزوں کی قضا اسی حالت استمرار میں شروع کرنا چاہے تو اپنی عادت کے دنوں کو دو سے ضرب دے کر جو حاصل ضرب ہوا اتنے دن روزے رکھنے ہوں گے خواہ عید کے متصل بعد فوراً رکھے یا بہ دیر رکھے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قضا شروع کرتے ہی پہلے دن حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے روزے صحیح نہ ہوں گے اور جب اس کے بعد اپنی عادت کے مطابق اتنے دن روزے رکھے گی تو وہ صحیح سمجھے جائیں گے۔

☆اگر ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو کہ رات کے وقت شروع ہوتا ہے یا دن کے وقت اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو اس صورت میں ایامِ عادت میں ایک اور دن کا اضافہ کیا جائے گا۔

مثال!

اگر عادتِ حیض نو دن کی ہو تو دس دن شمار کئے جائیں گے۔

☆پس ایسی حالت میں ماہ مبارک کے تمام روزے رکھنے کے بعد اس کے ذمے ایام عادت کے روزے اضافہ شدہ روزوں کے ساتھ باقی رہ جاتے ہیں۔

مثال!

مثلاً اگر عادتِ حیض نو دن کی ہو تو دس دن رہ جاتے ہیں خواہ ماہِ رمضان تیس دن کا ہو خواہ انتیس دن کا۔

☆اگران قضا شدہ روزوں کواسی حالتِ استمرار میں رکھنا چاہےتو ایام عادت کے روزوں اوراضافہ شدہ روزوں کوملاکردو(۲) سےضرب (×) دیں گے جوحاصل ضرب ہوا تنے یعنی (۱۰×۲= ۲۰) بیس روزے رکھنے ہوں گےخواہ عید کےمتصل بعدفوراًرکھے یا تاخیر سے رکھے۔

مثال!

مثلاًاگر عادتِ حیض نودن کی ہواور یہ معلوم ہوکہ مہینہ بھرمیں صرف ایک بارحیض آتا ہےاور یہ بھی معلوم ہوکہ رات کے وقت حیض شروع ہوتا ہےتو اس صورت میں رمضان المبارک کے روزوں میں سےاس کے ذمےنوروزے باقی رہ جاتے ہیں۔

☆اگراسی حالت استمرار میں قضا شروع کرنا چاہےتو اٹھارہ روزے رکھنے ہوں گےخواہ عید کےمتصل بعدفوراًرکھے یا تاخیر سے رکھےخواہ ماہ رمضان تیس دن کا ہوخواہ انتیس دن کا۔

جدول

فائدہ!

اسی طرح بعض آسان صورتیں اور بھی ہیں لیکن مذکورہ صورت سے زیادہ سہولت ان میں بھی نہین تھی اس لئے طوالت سے بچنے کے لئے ان صورتوں کو ذکر نہیں کیا گیا۔

☆اگر عادتِ حیض نو دن کی ہو لیکن ابتداء حیض کا وقت معلوم نہ ہو یا اتنا معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو رمضان المبارک کے روزوں میں سے اس کے دس روزے فاسد سمجھے جائیں گے خواہ ماہ مبارک تیس دن کا ہو خواہ انتیس دن کا۔

☆پس اگر اسی حالتِ استمرار میں قضا شروع کرنا چاہے تو بیس (۲۰) روزے رکھنے ہوں گے چاہے عید کے متصل بعد فوراً شروع کرے یا بعد میں تاخیر سے شروع کرے۔

فائدہ!

اس صورت میں ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں کسی قدر سہولت ہے اور وہ درج ذیل ہے۔

آسان طریقہ!

رمضان المبارک کے روزوں میں سے جتنے روزے اس کے ذمے باقی رہ جائیں اگر ان روزوں کو جب بھی حالتِ استمرار میں رکھنا چاہے تو پہلے اپنی عادت کے نصف سے کم یا زیادہ روزے رکھے گی تو احتمال کی وجہ سے وہ روزے فاسد سمجھے جائیں گے پھر نصف سے کم یا زیادہ دن صبر کرے گی پھر نصف سے کم یا زیادہ دن روزے رکھے گی پھر نصف سے زیادہ یا کم دن صبر کرے گی اسی طرح عادت کے نصف سے کم یا زیادہ دن روزے رکھے گی اور عادت کے نصف سے زیادہ یا کم دن صبر کرے گی تو یقیناً اتنے روزے صحیح ہو جائیں گے جتنے اس کے ذمے باقی رہ گئے تھے ان روزوں کی مزید تفصیل جدول میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆اگر کسی عورت پر دو ماہ کفارہ کے روزے لازم ہوئے ہوں اور اس کو یہ معلوم ہو کہ مہینہ بھر میں صرف ایک بار حیض آتا ہے اور عادتِ حیض کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو تو اگر حالت استمرار میں موصوفہ عورت کفارہ کے روزے رکھنا چاہے تو ایک سو چار روزے مسلسل رکھنے ہوں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کفارہ کے روزے شروع کرتے ہی حیض شروع ہوا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے شروع کے گیارہ روزے فاسد ہو گئے پھر اس کے بعد انیس روزے صحیح ہوں گے اسی طرح دو ماہ میں چار دفعہ حیض آنے کا احتمال ہے (۱۱ح ب+۱۹ص ط+۱۱ب ح+۱۹ص ط+۱۱ب ح+۱۹ص ط+۱۱ب ح+۳ص ط=۱۰۴) جن میں سے احتمال حیض کی وجہ سے چوالیس روزے درست نہ ہوں گے اور باقی دو ماہ کے روزے متواتر یقیناً صحیح ہوں گے۔

☆اگر یہ معلوم ہو کہ ابتداء حیض کا وقت رات کا وقت ہے تو پھر حالت استمرار میں نوے روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہو تیس دن کے روزوں میں بیس روزے صحیح اور دس روزے بوجہ حیض فاسد ہوں گے پس اس حساب سے نوے دن میں دو ماہ کے روزے متواتر طور پر صحیح ہو جائیں گے۔

☆اور اگر عادت حیض بھی یاد ہو کہ مثلاً تین دن کی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض رات کے وقت شروع ہوتا ہے تو اس صورت میں انہتر (۶۹) روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ یہ دو ماہ میں صرف تین بار حیض آنے کا احتمال ہے تو اس حساب سے نو دن تین حیض کے فاسد سمجھے جائیں گے اور دو ماہ کے روزے متواتر صحیح ہوں گے تو یہ کل (۶۰+۹=۶۹) انہتر روزے بن جاتے ہیں۔

☆اسی طرح اگر عادتِ حیض کے دن زیدہ ہوں تو اپنی عادت کے دنوں کو تین گنا بڑھا کر دو ماہ کے روزوں کے ساتھ رکھے گی۔

☆اگر ابتداءِ حیض کا وقت معلوم نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ حیض دن کے وقت شروع ہوتا ہے تو اگر عادتِ حیض تین دن سے نو دن تک کی ہو تو اپنی عادت پر ایک دن کا اضافہ کر کے جتنے دن ہوں ان کو تین گنا کر کے دو ماہ کے ساتھ جمع کر کے جتنے دن بن جائیں اتنے روزے رکھے گی۔

عادت حیض یہ ہے کہ مہینہ بھر میں صرف ایک بار حیض آتا ہے

وہ روزے جو ماہ رمضان میں فاسد ہوکر ذمے باقی رہ گئے ہیں	روزے	صبر	روزے	صبر	روزے	صبر	روزے	صبر	روزے	کل روزے	صحیح شدہ روزے
۳ روزے	۱ ب ح	۲ ح	۱ ص ط	۲ ط	۱ ص ط	۲ ط	۱ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۴	۳
۴ روزے	۱ ب ح	۳ ح	۱ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۵	۴
۵ روزے	۲ ب ح	۳ ح	۲ ص ط	۳ ط	۲ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۷	۵
۶ روزے	۲ ب ح	۴ ح	۲ ص ط	۴ ط	۲ ص ط	۴ ط	۲ ص ط	۳ ط	۱ ص ط	۸	۶
۷ روزے	۲ ب ح	۵ ح	۲ ص ط	۵ ط	۲ ص ط	۵ ط	۲ ص ط	۵ ط	۱ ص ط	۹	۷
۸ روزے	۳ ب ح	۵ ح	۳ ص ط	۵ ط	۳ ص ط	۵ ط	۲ ص ط	۵ ط	۱ ص ط	۱۱	۸
۹ روزے	۴ ب ح	۵ ح	۴ ص ط	۵ ط	۴ ص ط	۵ ط	۱ ص ط	۵ ط	۱ ص ط	۱۳	۹
۱۰ روزے	۵ ب ح	۵ ح	۵ ص ط	۵ ط	۵ ص ط	۵ ط	۱ ص ط	۵ ط	۱ ص ط	۱۵	۱۰
۱۱ روزے	۶ ب ح	۵ ح	۶ ص ط	۵ ط	۶ ص ط	۵ ط	۱ ص ط			۱۷	۱۱

مثال!

مثلاً اگر عادتِ حیض تین دن کی ہو تو بارہ کو ساٹھ کے ساتھ جمع کریں گے (۱۲+۶۰=۷۲) تو بہتر دن بن جاتے ہیں اسی طرح نو دن تک یہی حساب رہے گا۔

☆ اگر عادت حیض دس دن کی ہو اور ابتداء حیض کا وقت معلوم نہ ہو تو جتنے روزے ذمے میں باقی ہوں اتنے روزے رکھنے ہوں گے اور یہی حکم اس عورت کے لئے بھی ہے جس کو عادت حیض کے بارے میں کوئی علم نہ ہو لیکن صرف اتنا معلوم ہو کہ حیض مہینہ بھر میں صرف ایک بار آتا ہے۔

تنبیہ!

اگر روزہ رکھنے سے بیماری کا اندیشہ ہو یا پہلے سے بیماری ہو اور اب بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو صحت یابی کے بعد روزہ رکھے گی پھر صحت یابی کے بعد اگر حالتِ استمرار میں ہی رکھنا چاہے تو اس کی تفصیل گزر گئی ہے اور اگر حالتِ استمرار ختم ہونے کے بعد رکھنا چاہے تو اتنے ہی روزے رکھے جتنے اس کے ذمے باقی ہوں لیکن اتنا کرے کہ جس احتمال میں اس کے ذمے زیدہ روزے باقی رہتے ہوں اتنے روزے رکھے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے۔

اس عورت کے احکام کا بیان جو مہینے کے کسی حصے میں اپنی عادت بھلا چکی ہو!

یاد رکھنا چاہیے کہ جو عورت حالت طہر اور ابتداء حیض کے وقت میں متردده ہو یعنی یہ پتہ نہ

---

۱ وکلما ترددت بین الطهر ودخول الحیض صلت بالوضوء لوقت کل صلاة.(مجموعه رسائل ابن عابدین باب الحیض ، الفصل الخامس فی المضلة:۱/۱۰۰ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)........وفی ردالمحتار علی الدرالمختار.......لأنهما لما احتمل أنها طاهرة وأنها حائض فقد استوی فعل الصلاة وترکها فی الحل والحرمة والباب العبادة ، فیحتاط فیها.(ردالمحتار علی الدر المختار باب الحیض :۱/۵۲۸ :ط:مکتبه رشیدیه شرکی روڈ کوئٹه)

چلے کہ حالت طہر کا وقت ہے یا حیض شروع ہونے کا وقت ہے تو ایسی عورت ہر وقتی نماز کو شک کی بنا پر نئے وضو سے پڑھے گی۔

☆اور اگر حالتِ طہر [1] اور اختتام حیض میں تردد ہو تو ایسی حالت میں ہر وقتی نماز کے لئے غسل کرے گی اور غسل کرنے کے بعد وقتی نماز سے پہلے صرف گزرے ہوئے وقت کی قضا کرے گی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

مثال!

مثلاً کسی کو یہ معلوم ہو کہ مہینہ بھر میں صرف ایک بار حیض آتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ خون حیض مہینے کی پندرہویں تاریخ کے بعد بند ہوتا ہے لیکن یہ پتا نہ ہو کہ پندرہویں تاریخ سے پہلے حیض کس دن سے شروع ہوتا ہے اور نہ ہی عاتِ حیض عدداً معلوم ہو تو یہ عورت مہینے [2] کے شروع سے پانچویں تاریخ تک یقیناً حالت طہر میں ہو گی لہٰذا ایسی حالت میں نئے وضوء سے وقتی نماز اور نفل وغیرہ پڑھے گی اور

ے۱ فی الدر الختار ....وإن بينهما ولادخول فيه تغتسل لكل صلاة ......وفی رد الحتار علی الدر المختار ....لجوازأنه وقت الخروج من الحيض والدخول فی الطهر كما فی "البحر".(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحيض : ۵۲۸/۱ ط:مكتبه رشيديه سركی روڈ كوئٹه)

۲ ےومثال هذه القاعدة والتی قبلها : امرأة تزكر أن حيضها فی كل شهر مرةوانقطاعه فی النصف الاخير ولا تذكر غير ذالك ؛فإنها فی النصف الاول تتردد بين الحيض والطهر ، وفی الثانی بينهما والدخول فی الطهر.....(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحيض : ۵۲۸/۱ ط:مكتبه رشيديه سركی روڈ كوئٹه)........قال العبد الضعيف فيه نظر فنها مترددة بين الدخول والطهر بعد الخمسة من اول الشهر لان الحيض لا يزيد علی العشرة فلا يحتمل دخول الحيض لا بعد الخمسة من الاول او المراد منه ذالك كما قلنا والله اعلم.

پانچ تاریخ کے بعد سے پندرہ تاریخ تک نئے وضوء سے شک کی بناپر وقتی نماز ادا کرے گی کیونکہ موصوفہ عورت مہینے کی چھٹی تاریخ سے لے کر پندرہویں تاریخ تک طہر اور دخول حیض کے درمیان تردد میں ہے اور پندرہویں تاریخ کے بعد سے مہینے کے آخر تک ہر وقتی نماز سے پہلے غسل کے بعد وقتی نماز سے پہلے گزرے ہوئے وقت کی نماز کی قضا کرے گی کیونکہ موصوفہ پندرہویں تاریخ کے بعد ہر وقت تردد میں ہے۔

☆اگر کسی عورت کو یہ معلوم ہو کہ حیض مہینہ بھر میں صرف ایک بار آتا ہے اور حیض کے دن بھی معلوم ہوں اور یہ بھی معلوم ہو کہ (مثال کے طور پر) مہینے کے آخری دس دنوں میں حیض شروع ہوتا ہے تو جن دونوں میں عادت بھلا چکی ہے ان دنوں کے سوا باقی تمام دنوں مین یقین کے ساتھ ہر نماز وضوء کے ساتھ پڑھے گی کیونکہ یہ تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں یہ عورت یقیناً مستحاضہ ہے اسی طرح ان دنوں میں جتنے روزے رکھے گی وہ سب کے سب صحیح ہوں گے اور جن دنوں میں عادت بھلا چکی ہے اگر وہ دن اس کی عادت کے دنوں کے دوچند یا دوچند سے زیادہ ہوں تو پھر موصوفہ عورت کے ان دنوں میں سے کسی بھی دن پر یہ یقین [1] نہیں کیا جائے گا کہ فلاں دن یہ حائضہ ہے اس لئے ان تمام دنوں میں وقتی نماز پڑھے گی۔

لیکن ترتیب یوں ہوگی کہ جن دنوں میں عادت بھلا چکی ہے ان دنوں کے اول سے ایام عادت کی مقدار نئے وضوء سے شک کی بناپر ہر وقتی نماز پڑھے گی اس کے بعد ان دنوں کے آخر تک جن میں عادت بھلا چکی ہے ہر وقتی نماز غسل کے ساتھ پڑھے گی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

☆البتہ اگر عادت کے ختم ہونے کا خاص وقت بھی معلوم ہو کہ مثلاً طہر کے وقت حیض سے

ے۱ والاصل أنها إذا أضلت أيامها فی ضعفها أو أكثر فلا تيقن فی يوم منها بحيض .(ردالمحتار على الدرالمختار ، باب الحيض :۵۲۷/۱ :ط:مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

پاک ہوا کرتی ہو تو پھر ایسی صورت میں عادت کے برابر دن گزرنے کے بعد صرف ہر طہر کے وقت میں غسل کر کے نماز پڑھے گی اور بقیہ تمام وقتی نمازیں صرف نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی۔

مثال!

مثلاً اگر عادت حیض تین دن کی ہو اور یہ معلوم ہو کہ مہینے کے آخری دس دنوں میں حیض شروع ہوتا ہے لیکن یہ پتا نہ ہو کہ ان آخری دس دنوں میں سے کس دن حیض شروع ہوتا ہے تو اب ایسی عورت مہینے کے اول سے بیس تاریخ تک یقین کے ساتھ نماز وضوء کے ساتھ پڑھے گی کیونکہ اس میں وہ یقیناً مستحاضہ ہے تو اس کو اس حالت میں کلام پاک کی تلاوت، نفل روزے اور نفل نماز وغیرہ پڑھنا سب جائز ہے اور ان دنوں میں جتنے روزے رکھے گی سب کے سب درست ہوں گے کیونکہ یہ تو یقیناً طہر کی حالت میں ہے اور بیس تاریخ کے بعد تین دن تک ہر وقتی نماز شک کی بنا پر نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی پھر تیئیس تاریخ کے بعد سے مہینے کے آخر تک ہر وقتی نماز کے لئے غسل کر کے اس کے بعد وقتی نماز سے پہلے گزرے ہوئے وقت کی نماز کی قضا کرے گی۔

☆البتہ اگر اختتام حیض کا خاص وقت بھی معلوم ہو مثلاً یہ یاد ہو کہ حیض سے طہر کے وقت پاک ہوتی ہے پھر تیئیس تاریخ کے بعد سے مہینے کے آخر تک صرف ہر طہر کے وقت غسل کر کے نماز پڑھے گی اور بقیہ تمام وقتی نمازیں نئے وضوء کے ساتھ ادا کرے گی۔

☆اسی طرح اگر عادت حیض پانچ دن کی ہو اور اپنی عادت دس دن یا دس سے زیادہ مخصوص دنوں میں بھلا چکی ہو مثلاً مہینے کے آخری دس دنوں میں بھلا چکی ہو تو مہینے کے شروع سے بیسویں تک تو یہ یقیناً مستحاضہ ہوگی لہٰذا ان دنوں میں یقین کے ساتھ نماز وغیرہ پڑھے گی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اس کے بعد پانچ دن تک نئے وضوء کے ساتھ ہر وقتی نماز پڑھے گی۔ پھر چھٹے دن (چھبیسویں) سے ماہ کے آخر تک ہر نماز غسل کے ساتھ پڑھے گی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

☆البتہ اگر یہ بھی معلوم ہو کہ مثلاً حیض طہر یا کسی اور وقت میں ختم ہوتا ہے تو پھر چھبیسویں سے آخر (مہینے کے اختتام) تک صرف اسی وقت غسل کرکے نماز پڑھے گی جیسا کہ پہلا گزر چکا اسی طرح اور کو بھی اس پر قیاس کرے گی۔

☆اگر کوئی عورت اپنی عادتِ حیض عادت کے دوچند سے کم[۱] دنوں میں بھلا چکی ہو۔

مثال!

مثلاً اگر عادت حیض چھ دن کی ہو اور مہینے کے آخری دس دنوں میں بھلا چکی ہو تو اب (۶×۲= ۱۲) بارہ بنتے ہیں جو دس سے زیادہ ہیں تو ایسی حالت میں یقیناً پانچواں (مہینے کا پچیسواں) اور چھٹا (مہینے کا چھبیسواں) دن حیض کے شمار ہوں گے۔ کیونکہ یہی دو دن یقینی طور پر حیض کے ابتدائی یا درمیانی یا آخری دن ہوں گے لہٰذا ان دو دنوں میں نماز نہیں پڑھے گی اور مہینے کے اول سے بیسویں تک یقیناً حالت طہر ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

☆پس بیسویں کے بعد سے چار دن (اکیسویں سے چوبیسویں تک) ہر وقتی نماز شک کی بنا پر نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی، پچیسویں اور چھبیسویں دونوں تاریخیں یقیناً حیض میں شمار ہوں گی اس کے بعد آخری چار دن (ستائیسویں سے تیسویں تک) کی ہر وقتی نماز کے غسل کرے گی۔

☆البتہ اگر حیض سے پاک ہونے کا مخصوص وقت معلوم ہو مثلاً طہر یا کسی اور مخصوص وقت میں پاک ہوتی ہے وپھر ان چار دنوں میں صرف اسی مخصوص وقت میں نماز کے لئے غسل کرے گی اور بقیہ نمازیں نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی۔

---

[۱] بخلاف ما إذا أضلت فی أقل من الضعف ؛مثلا إذا أضلت ثلاثة فی خمسة تتیقن بالحیض فی الثالث.....(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحیض :۱/ ۵۲۸ :ط:مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

☆اسی طرح اگر عادتِ حیض سات دن کی ہو اور مہینے کے آخری دس دنوں میں عادت حیض بھول چکی ہو تو اب چار دن (چھبیسویں سے ستائیسویں تک) یقیناً حیض کے ہوں گے کیونکہ یہ چار دن ضرور بضرور حیض کے ابتدائی یا درمیانی یا آخری دن ہوں گے لہٰذا ان چار دنوں میں نماز پڑھنا چھوڑ دے گی۔

☆پس مہینے کے ابتدائی بیس دن حالتِ طہر کے ہوں گے اور اکیسویں سے ہر وقتی نماز نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی اور (چوبیسویں سے ستائیسویں تک) چار دن یقیناً حیض کے ہوں گے اور مہینے کی ستائیسویں سے آخر تک ہر وقتی نماز کے لئے غسل کرے گی۔

☆اگر حیض سے پاک ہونے کا مخصوص وقت معلوم ہو کہ مثلاً طہر یا عصر کے وقت حیض سے پاک ہوتی ہے تو صرف اس وقت غسل کرے گی اور باقی اوقات میں وضوء کے ساتھ نمازیں پڑھے گی جیسا کہ پہلے گزر گیا ہے۔

☆اسی طرح اگر عادتِ حیض آٹھ دن کی ہو اور مہینے کے آخری دس دنوں میں عادت بھول چکی ہو تو تیئسویں سے چھ دن یقیناً حیض کے شمار ہوں گے۔

☆پس بیسویں کے بعد اکیسویں اور بائیسویں (دو دن) میں ہر وقت کی نماز نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی اور اس کے بعد چھ دن تک کوئی نماز وغیرہ نہیں پڑھے گی کیونکہ ان دنوں میں یقیناً حائضہ ہوگی اور اس کے بعد آخری دو دنوں (اُنتیسیں اور تیسویں) میں ہر وقتی نماز کے لئے غسل کرے گی۔

☆البتہ اگر حیض سے پاک ہونے کا مخصوص وقت معلوم ہو تو صرف اسی وقت غسل کرے گی اور باقی اوقات میں نئے وضوء کے ساتھ ہر وقتی نماز پڑھے گی۔

☆اگر عادتِ حیض نو دن کی ہو اور مہینے کے آخری دس دنوں مین عادت بھول گئی ہو تو بائیسویں سے آٹھ دن یقیناً حیض کے شمار ہوں گے۔

☆پس بیسویں کے بعد اکیسویں (صرف ایک دن) میں ہر وقتی نماز نئے وضوء کے ساتھ ادا

کرے گی اوراس کے بعد آٹھ دن میں کوئی نماز نہیں پڑھے گی کیونکہ ان دنوں میں یقیناً حائضہ ہوگی اس کے بعد آخری ایک دن (تیسویں) میں ہر وقتی نماز کے لئے نیا وضوء کرے گی۔

تنبیہ!

یاد رکھنا چاہئے کہ جن دنوں میں عادت حیض بھول گئی ہے ان دنوں میں شوہر کے لئے اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ ہی موصوفہ عورت ان دنوں میں نفلی روزے، نمازیں وغیرہ ادا کرسکتی ہے تو نہ قرآن مجید کو بغیر غلاف کے ہاتھ لگا سکتی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ان دنوں کے علاوہ باقی دنوں مین شوہر کے لئے جماع کرنا درست ہے۔

مثال!

مثلاً اگر مہینے کے آخری دس دنوں میں عادت بھول گئی ہو تو ان دس دنوں میں کسی بھی وقوت جماع جائز نہیں ہوگا البتہ مہینے کی ابتدائی تاریخ سے بیسویں تک ہمبستری وغیرہ میں کوئی حرج نہیں۔

☆اسی طرح اگر دس سے زیادہ دنوں میں عادت بھول گئی ہو۔

مثال!

مثلاً آخری پندرہ دنوں مین عادت بھول گئی ہو تو پھر مہینے کے ابتدائی پندرہ دنوں میں جماع کرنا جائز ہوگا اور اسکے بعد آخری پندرہ دنوں میں جائز نہ ہوگا اسی طرح نفل نماز، نفلی روزے وغیرہ بھی ادا نہ کرے گی۔

اس متحیرہ کے احکام کا بیان جسے حیض سے پاک ہونے کا مخصوص وقت یا ابتداءِ حیض کا وقت تو معلوم ہو لیکن ایام عادتِ حیض بھول گئی ہو!

☆اگر کسی عورت کو اتنا معلوم ہو کہ مثلاً وہ مہینے کی آخری تاریخ کو حیض سے پاک ہوتی ہے

لیکن عادتِ حیض عدداً بھول گئی ہو تو شروع کے بیس دن تو یقیناً حالت طہر کے ہوں گے۔

☆ پس ان دنوں میں نفلی روزے رکھنا، نفلی نمازیں پڑھنا جماع کرنا سب کچھ جائز ہے اور بیسویں کے بعد چونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ عادت حیض دس دن کی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ تین دن کی ہو اس لئے بیسویں کے بعد سات دن تو ہر وقتی نماز نئے وضوء کے ساتھ پڑھے گی اور س کے بعد تین دن (اٹھائیسویں، انتیسویں اور تیسویں) میں یقیناً حائضہ ہوگی اس لئے کہ حیض کی مدت تین دن سے کم تو نہیں ہوتی لہٰذا ظاہر ہے کہ آخری تین ضرور بضرور حیض کے ہوں گے پس ان تین دنوں میں نماز وغیرہ نہیں پڑھے گی پھر مہینے کے آخر میں صرف اپنے وقت معلوم میں غسل کرے گی اور آخری ان دس دنوں میں جماع نفلی نمازیں، نفلی روزے وغیرہ کچھ بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ مہینے کے بیسویں کے بعد ہو دن حیض کا احتمال ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

☆ اگر کسی کو ابتداءِ حیض کا وقت معلوم ہو لیکن عادت حیض معلوم نہ ہو کہ کتنے دن حیض آتا ہے۔

مثال!

☆ مثلاً یہ معلوم ہو کہ مہینے کے بیسویں کے بعد (اکیسویں) کو خون ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ معلوم نہ وہ کہ عادت حیض کتنے دن کی ہے۔

☆ پس ایسی عورت اکیسویں سے تین دن تک نماز نہیں پڑھے گی کیونکہ حیض کم از کم مدت تین دن کی ہے تو ابتدائی تین دن یقیناً حیض کے ہوں گے اس کے بعد آخر (چوبیسویں سے تیسویں) تک ہر وقتی نماز کے لئے غسل کرے گی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ اسی وقت حیض سے پاک ہوئی ہو جس میں وہ نماز پڑھتی ہے۔

☆ البتہ اگر اتنا معلوم ہو کہ مثلاً عصر کے ووقت پاک ہوتی ہے تو پھر صرف معلوم وقت میں غسل کرے گی باقی تمام اوقات میں نماز نئے وضوء کے ساتھ ادا کرے گی۔

متحیرہ کے حالت نفاس کے احکام!

☆اگر کوئی اپنی عادت نفاس بالکل بھول گئی وہ کہ اس کو یہ پتا نہ ہو کہ اس کا نفاس ایک سیکنڈ کا ہے یا زیادہ کا ہے اور چالیس دن پورے ہونے پر خون صحیح طور پر بند ہوا ہے تو اس کے ذمے کسی بھی نماز کی قضا[۱] واجب نہ ہوگی۔

☆اسی طرح اگر چالیس دن سے پہلے صحیح طور پر خون بند ہو گیا یعنی طہر کامل میں چالیس دن سے نکل گئی تو اب یہی عادت آئندہ کے لئے بھی سمجھی جائے گی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

☆اگر خون چالیس دن سے متجاوز ہو گیا تو اب پورے چالیس دن کی نمازوں کی قضا واجب ہوگی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی عادتِ نفاس ایک سیکنڈ کی ہو اس لئے اس کے ذمے پورے چالیس دن کی نمازیں واجب سمجھی جائیں گی۔

☆اور اگر غالب یقین ہو کہ اس کی عادت نفاس دس دن سے کچھ زیادہ ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ دس دن سے زیادہ کتنے دن ہیں تو اب صرف دن کی نمازوں کی قضا [۲] کرنی ہوگی کیونکہ یہ تو اس کو معلوم ہے کہ عادتِ نفاس دس دن کی ہے بلکہ زیادہ دن بھی ہیں لیکن دس سے زائد دن کا پتا نہیں ہے تو

---

۱ ۔وان ضلت عادتها فی النفاس فان لم یجاوز الدم اربعین فظاهر ای کله نفاس کیف کانت عادته وتترك الصلاة والصوم .(مجموعه رسائل ابن عابدین باب الحیض ، الفصل الخامس فی المضلة:۱/۱۰۸ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

۲ ۔جان جاوز تحری فان لم یغلب ظنها عی شئی قضت صلاة الاربعین فان قضتها فی حال الاستمرار الدم تعید بعد عشرة ایام.(مجموعه رسائل ابن عابدین باب الحیض ، الفصل الخامس فی المضلة:۱/۱۰۸ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

ہوسکتا ہے کہ عادت دس سے ایک سیکنڈ زیادہ ہوتو اس لئے اس کو تیس دن کی نمازوں کی قضا کرنی ہوگی۔

☆اسی طرح دس دن سے زیادہ یا کم دن معلوم ہوں تو اس طریقے سے حساب کرے گی۔

☆اگر ایسی حالت میں ماہ رمضان شروع ہوا تو جتنے روزے اس کے ذمے باقی ہوں وہ ولادت کے چالیسویں روز کے بعد قضا شروع کرے گی۔

مثال!

مثلاً اگر رمضان کے پہلے دن بچہ پیدا ہوا ہے تو پورے ایک ماہ روزے رکھے گی۔

☆پس اگر ماہ مبارک انتیس دن کا ہو تو انتیس اور اگر تیس دن کا ہو تو تیس روزے رکھنے ہوں گے۔

☆اگر رمضان کے چھ روزے رکھنے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو ولادت کے بعد چالیس دن تک کوئی نماز پڑھے گی تو نہ کوئی روزہ رکھے گی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ خون چالیس دن مکمل ہونے کے بعد بند ہو جائے گا یا پہلے بند ہو جائے گا تو اس احتمال کی وجہ سے وہ سارا خون نفاس ہوگا اس لئے جب تک خون جاری ہے چالیس دن تک صبر کرے گی چالیس دن مکمل ہو جانے کے بعد اور روزہ وغیرہ کی قضا شروع کرے گی۔

☆پس اگر حالت استمرار میں نمازوں کی قضا شروع کرنا چاہے تو جن نمازوں کی قضا ایک دفعہ کرے گی تو دس دن بعد دوبارہ ان نمازوں کی قضا کرنی ہوگی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پہلی نمازیں حالت حیض میں واقع فاسد ہوگئیں ہوں پس جب دوبارہ قضا کرے گی تو حالت طہر میں واقع ہو کر صحیح ہوں گی۔

☆اور اگر دونوں کی قضا حالت استمرار میں شروع کرنا چاہے تو پھر گزرے ہوئے طریقوں کے مطابق قضا شروع کرے گی جیسا کہ ان کا بیان مفصل گزر چکا ہے۔

☆اور اگر نماز اور روزوں کی قضا صحت یابی (تندرستی) کی حالت میں شروع کرنا چاہے تو

جتنی نمازیں قضا ہوئیں ہیں اتنی کی ہی قضا کرنی ہوگی اسی طرح جتنے روزے قضا ہوئے ہوں اتنے ہی روزے رکھنے ہوں گے۔

خون کے بند ہونے کے احکام!

☆اگر کسی مبتدأہ کا خون حیض دس دن پر بند ہو جائے یا دس دن سے بڑھ جائے یا خون نفاس چالیس دن پر بند ہو جائے یا چالیس دن سے تجاوز کر جائے تو ایسی عورت پر پاکی کا حکم لگایا جائے گا۔

☆پس خاوند [1] کے لئے موصوفہ عورت سے غسل سے پہلے جماع کرنا جائز ہے اگر چہ ایسا کرنا مناسب نہیں کیونکہ بہتر تو یہ ہے کہ غسل کے بعد جماع کرے۔

☆اگر نماز کا اتنا وقت میسر ہو کہ جس میں تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہو اگر چہ غسل کرنے کا وقت نہ ملے تو اس وقت کی نماز کی قضا لازم ہوگی۔

☆اگر اتنا وقت میسر نہ ہو کہ جس میں تکبیر تحریمہ کہہ سکے تو پھر یہ نماز معاف ہے اور اس کی قضا لازم نہیں۔

مثال!

مثلاً اگر حیض کی اکثر مدت (دس دن) یا نفاس کی اکثر مدت (چالیس دن) صبح ہو جانے سے تھوڑی دیر پہلے مکمل ہو جائے تو اس پر نماز عشاء کی قضا لازم ہوگی۔

☆اسی طرح اگر رمضان کا مہینہ شروع ہو تو اسی وقت سے روزہ بھی صحیح ہو جائے گا۔

☆اور اگر عین صبح کے وقت یا اس کے بعد مدتِ حیض یا مدتِ نفاس مکمل ہو جائے تو صبح کی

---

[1] فی الدرالمختار...ویحل وطؤها إذا انقطع حيضها لأكثر بلا غسل وجوباً بل ندباً....وفی رد المحتار علی الدر المختار ....مثله النفاس ، وحلّ الوطء بعد الاكثر ليس بمتوقف على انقطاع الدم.....(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحيض :۱/۵۳۷ :ط:مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

نماز فرض ہوگی لیکن نماز عشاء کی قضا لازم نہ ہوگی اور نہ ہی [۱] اس دن روزہ درست ہوگا لیکن اس دن کھانا پینا وغیرہ بھی درست نہیں بلکہ روزہ داروں کی طرح رہے گی اور پھر بعد میں اس روزے کی قضا کرے گی۔

☆اگر کسی کا خون حیض یا نفاس مدت مکمل ہونے سے پہلے بند ہوجائے اور نماز کا اتنا وقت باقی ہو کہ جس میں غسل یا (غسل پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں) تیمّم کر سکتی ہو اور تکبیر تحریمہ بھی کہہ سکتی ہو تو اس عورت پر اس وقت کی نماز فرض ہوگی۔

☆پس جلدی غسل یا (عدم استطاعت کی صورت میں) تیمّم کرکے نماز شروع کرے نیت باندھ کر تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد وقت نکل بھی جائے نماز مکمل کرے گی لیکن صبح [۲] کے وقت نیت باندھنے کے بعد اگر سورج نکل آئے تو نماز فاسد ہوجائے گی اور بعد میں اس کی قضا کرے گی صبح کی نماز کے سوا بقیہ تمام نمازوں میں اگر وقت نکل بھی جائے نماز درست ہوگی۔

☆اور اگر غسل یا تیمّم نہیں کیا ہوا کہ اکثر مدت [۳] پر خون بند ہونے کی صورت میں غسل یا

---

[۱] فان انقطع ای مضت مدة الاكثر قبل الفجر بساعة ولو قلت سراج فى رمضان يجزيها صومه ويجب عليها قضاء العشاء والا بان انقطع مع الفجر او بعده فلا ......(مجموعه رسائل ابن عابدين باب الحيض ، الفصل الثالث فى الانقطاع:۱/۹۰ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

[۲] فتبطل بطرو الطلوع الذى هو وقت فساد....(ردالمحتار على الدرالمختار ،كتاب الصلاة،مطلب : يشترط العلم بدخول الوقت :۲/۴۱ :ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

[۳] والحاصل ان زمن الغسل من الحيض لوانقطع لأقله لأنها إنما تطهر بعد الغسل، فإذا أدركت من آخر الوقت قدر مايسع الغسل فقط لم يجن عليها قضاء تلك الصلاة لانها لم تخرج من الحيض فى الوقت ، بخلاف ما اذا كان يسع التحريمة ايضاً لان التحريمة من لاطهر فيجب القضاء وأما اذا انقطع لاكثر ه فإنها تخرج من الحيض بمجرد ذالك باقی اگلے صفحہ پر

تیمّم کا زمانہ پاکی کا زمانہ ہے اور کم مدت پر بند ہونے کی صورت میں جب تک اس پر ایک وقت کی نماز کی قضا واجب نہ ہو جائے غسل یا تیمّم کا زمانہ حیض یا نفاس سمجھا جائے گا۔

☆ پس مسلمان عورت پر اس وقت تک پاکی کا حکم نہیں لگایا جائے گا کہ جب تک اس پر ایک وقت کی قضا [۴] نماز لازم نہ ہو جائے۔

مثال!

مثلاً صبح ہونے سے اتنی دیر پہلے پاک ہوئی کہ جس میں غسل یا (بصورت مجبوری) تیمّم کر سکتی ہے اور ساتھ تکبیر تحریمہ کی بھی گنجائش ہو تو اس صورت میں موصوفہ پر نماز عشاء واجب ہوگی اگر نماز رو جائے تو قضا کرنی ہوگی۔

☆ اسی طرح روزہ بھی نہ توڑے بلکہ روزے کی نیت کرے اور صبح کو غسل کر کے نماز عشاء کی قضا کرے۔

☆ اگر رات کا اتنا حصہ باقی ہو کہ جس میں غسل یا تیمّم تو کر سکتی ہو لیکن تکبیر تحریمہ نہ کہہ سکتی ہو تو

بقیہ فیکون زمن الغسل من الطهر.....(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحیض : ۵۴۲/۱ : ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

[۴] انما حل وطؤها بعد الحکم علیها بالطهارة بصیرورة الصلاة دیناً فی ذمتها ، لانها صلات کالجنب وخرجت من الحیض حکماً(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحیض : ۵۴۰/۱ :ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

اس صورت میں نماز عشاء کی قضا لازم نہ ہوگی اور نہ [1] اس دن روزہ درست ہوگا البتہ کھائے پیئے بغیر روزہ داروں کی طرح دن گزارے گی اور بعد میں قضا رکھے گی۔

تنبیہ!

یادرکھنا چاہئے کہ غسل سے وہ تمام کام مراد ہیں جو غسل کرنے کے لئے ضروری ہوں۔

مثال!

مثلاً برتن میں پانی بھرنا، کپڑے وغیرہ اتارنا اور پھر پہننا لوگوں سے پردہ کرنا وغیرہ سب غسل میں داخل ہیں اور غسل سے غسل کے فرائض مراد ہیں نہ کہ مستحبات وغیرہ۔

---

[1] فی الدر المحتار....أی :فلو انقطع قبل الصبح فی رمضان بقدر ما یسع الغسل فقط لزمها صوم ذالك الیوم ، ولا یلزمها قضاء العشاء مالم تدرك قدر تحریمة الصلاة ایضاً ،وهذا ما صححه فی "المجتبی" ونقل بعده فی"البحر" عن "التوشیح" و"السراج" أنه لا یجزیها صوم ذالك الیوم إذالم یبق من الوقت قدر الاغتسال والتحریمة لأنه لا یحکم بطهارتهاإلا بهذا وإن بقی قدرهما یجزیها لأن العشاء صارت دینا علیها ، وأنه من حکم الطاهرات فحکم بطهارتها ضرورة ونحوه فی "الزیلعی".وقال فی "البحر":وهذا هو الحق فیما یظهر .قال فی "النهر":وفیه نظر ولم یبین وجهه.أقول:ولعله أن السوم یكمن إنشاؤه فی النهار، فلا یتوقف وجوبه علی إدراكها أكثر مما یزید علی قدر الغسل بخلاف الصلاة، لكن فیه أنه لوأجزأها الصوم بمجرد إدراك قدر الغسل لزم أن یكهم بطهارتها من الحیض ، لأن الصوم لا یجزئ من الحائض ، ولزم أن یحل وطؤها لو كانا مسافرین فی رمضان مع أنه خلاف ماأطبقوا علیه ، من أنه لا یحل مالم تجب الصلاة دیناً فی ذمتها ولا تجط إلا بإدراك الغسل والتحریمة، فالذی یظهر ما قلا فی "البژح"أنه الحق ....وفی درالمختار ....وهل تعتبر التحریمة فی الصوم؟ الأصح لا،........وهی من الطهر مطلقا. (ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحیض :۱/ ۵٤۰ :ط:مكتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

☆پس خاوند ۱؎ کے لئے ایسی صورت میں غسل کرنے سے پہلے جماع کرنا جائز نہیں۔

☆البتہ اگر اتنا وقت گزر جائے کہ جس میں اس پر ایک نماز کی قضا لازم آئے یعنی نماز کے وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ جس میں غسل یا تیمّم کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ بھی کہہ سکے تو اس صورت میں یہ وقت نکل جانے کے بعد خاوند کو غسل سے پہلے بھی جماع کرنا جائز ہوگا اگرچہ بہتر ۲؎ غسل کے بعد ہے۔

مثال!

مثلاً کسی عورت کی مدت حیض (دس دن) مکمل ہونے سے پہلے خون حیض یا مدت نفاس (چالیس دن) مکمل ہونے پہلے خون نفاس طلوع آفتاب سے اتنی دیر پہلے بند ہو جائے کہ جس میں غسل وغیرہ کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہو تو خاوند کے لئے اس وقت تک جماع کرنا جائز نہیں جب تک غسل نہ کرے یا وقت عصر شروع نہ ہو کیونکہ صبح کی نماز تو اس کے ذمے لازم نہیں ہوئی ہے اور طلوع آفتاب سے زوال تک تو کسی بھی فرض نماز کا وقت نہیں اس لئے جب ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت داخل ہو جائے گا تب اس کے ذمے ظہر کی نماز باقی رہ جائے گی اب اگر غسل نہ بھی کیا ہو تب بھی جماع جائز ہوگا لیکن مناسب نہیں۔

☆اسی طرح اگر عشاء کے وقت سے اتنی دیر پہلے مغرب کے وقت خون بند ہو جائے کہ جس میں غسل کے بعد تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش نہ ہو تو اب خاوند کے لئے غسل یا صبح صادق سے پہلے جماع

۱؎ فلو وطئها زوجها قبل الغسل كان واطئاً في زمن الحيض.......(ردالمحتار على الدرالمختار، باب الحيض، مطلب: لوافتي صفت بشي من هذه الاقوال في مواضع الضرورة:۱/۵٤۱: ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

۲؎ لكن لا يستحب بل يستحب تأخيره لما بعد الغسل.(مجموعه رسائل ابن عابدين باب الحيض، الفصل الثالث في الانقطاع:۱/۹۰ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

کرنا جائز نہیں کیونکہ غسل اور تکبیر تحریمہ کے لئے وقت میسر نہ ہونے کی وجہ سے نماز مغرب اس کے ذمے باقی نہ رہی اور اب وقت عشاء گزر کر صبح صادق ہوجانے پر اس کے ذمے نماز عشاء باقی رہ گئی لہٰذا اب اگر غسل نہ بھی کیا ہو جماع کرنا جائز ہوگا۔

☆اگر حالت حیض میں دس دن یا حالتِ نفاس میں چالیس دن سے پہلے خون بند ہوجائے لیکن اس کے ذمے کوئی نماز واجب ہوجانے سے پہلے پہلے حیض یا نفاس کی اکثر مدت مکمل ہوجائے تو اس پر پاکی [۱] کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ غسل نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کے ذمے کسی نماز کی قضا واجب ہوئی ہو جیسا کہ اکثر مدت پر خون کے بند ہوجانے کے متعلق حکم گزر چکا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

مثال!

مثلاً کسی کا خون حیض یا خون نفاس طلوع آفتاب سے اتنی دیر پہلے بند ہوجائے کہ جتنی دیر میں غسل اور تکبیر تحریمہ کی گنجائش نہ ہو اور اس کی اکثر مدت حیض یا اکثر مدت نفاس اسی دن زوال کے وقت مکمل ہوئی ہو تو خاوند کے لئے زوال کے بعد جماع کرنا جائز ہے اگرچہ غسل کرنے یا وقت عصر داخل ہونے سے پہلے ہی کیوں نہ ہو لیکن بہتر غسل کے بعد ہے۔

تنبیہ!

یاد رکھنا چاہئے کہ اگر خون حیض یا خون نفاس اکثر مدت سے پہلے بند ہوجائے اور غسل کر لے تو پھر جماع کرنا جائز ہے اگرچہ غسل کے بعد کوئی نماز پڑھی ہو نہ اس کے ذمے کوئی نماز قضا لازم ہوگئی ہو۔

☆اگر کسی بیماری یا پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے خون اکثر مدت مکمل ہونے پہلے بند ہوجانے

---

[۱] فلو تم لها عشرة أيام قبل خروج الوقت والغسل لا يحتاج إلى مضيّ هذا الزمن.(ردالمحتار على الدرالمختار ، باب الحيض :۱/ ٥٤٠ :ط:مكتبه رشيديه سركی روڈ كوئٹه)

کی صورت میں تیمّم کیا تو جب تک کوئی نماز نہ پڑھے یا اس پر کسی نماز کی قضا لازم نہ ہوجائے جماع کرنا جائز ۱؎ نہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

☆اسی طرح درج بالا حکم اس معتادہ کا بھی ہے کہ جس کا حیض یا نفاس اپنی عادت کے مطابق یا عادت کے بعد اکثر مدتِ حیض ونفاس سے پہلے بند ہوجائے۔

☆اگر خون نصاب حیض کے پورے ہوجانے کے بعد اور عادت سے پہلے بند ہوجائے پھر بھی نماز اور روزہ کے متعلق وہی حکم ہے جیسا کہ مبتداہ کے احکام کا بیان گزر چکا ہے۔لیکن جب تک ایام عادت مکمل نہ ہوں تب تک جماع ۲؎ کرنا جائز نہیں۔

۱؎ولو انقطع لاقل من عشرة ایام ولم تجدماء فتیممت لم یحلّ وطؤها عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالیٰ حتی تصلی....(الفتاوی العالمگیریة المعروف بالفتاوی الهندیه، الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضة :۱/۳۹:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)...وفی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ...(اوتیمم)لعذر(وتصلی) علی الاصح لیتأکد التیمم لصلاة ولو نفلاً بخلاف الغسل فانه لا یحتاج لمؤکد ...حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،باب الحیض والاستحاضة:۷۹:ط:نور محمد کارخانه تجارت کتب آرام باغ کراچی)....وفی تقریرات الرافعی....وکذا لو تیممت لا یحل وطؤها لأنها لو وجدت الماء بعد ذلک بطل تیممها ووجب علیها الغسل ، فیکون وطؤها فی حال الحیض بخلاف ماإذا صلت بذالك التیمم ، فإن حکم الشارع بصحة تیممها حکم بخروجها من الحیض.(تقریرات الرافعی مع ردالمختار علی الدر المختار ، باب الحیض :۱/۵۳۸:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

۲؎اذا انقطع دم المراة دون عادتها المعروفة فی حیض اونفاس اغتسلت حین تخاف فوت الصلاة وصلت واجتنب زوجها قربانها احتیاطا حتی یاتی علی عادتها...(خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی، کتاب الحیض ، الفصل الثانی فی انقطاع الدم:۱/۲۳۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

مثال!

مثلاً عادت سات دن کی ہے تو اب اگر خون سات یا آٹھ دن پر بند ہوا تو حکم وہی ہے جیسا کہ مبتداہ کے بیان میں گزر چکا ہے۔

☆اگر خون صرف چار یا پانچ دن آکر بند ہوگیا تو نماز اور روزے کے متعلق وہی حکم ہے جو مبتداہ کے بیان میں زکر کیا گیا ہے لیکن جب تک سات دن مکمل نہ ہوجائیں جماع کرنا درست نہیں اگرچہ غسل کیا ہو اور روزہ وغیرہ کا اہتمام بھی کرتی ہو۔

☆اسی طرح اگر اسی حیض پر عدت (طلاق وغیرہ) مکمل ہوجاتی ہو تو خون کے بند ہوجانے پر عدت تو ختم ہوگی لیکن جب تک عادت کے دن مکمل نہ ہوں اس وقت دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں۔[۱]

☆اسی طرح اگر معتادہ کی عادت نفاس مثلاً تیس دن کی ہے پر ولادت کے بیسویں کو خون بند ہوگیا تو غسل کرکے نماز اور روزہ وغیرہ کا اہتمام کرے گی لیکن جب تک تیس دن مکمل نہ ہوں جماع درست نہیں۔

☆اگر ایک یا دو دن (نصاب سے کم) خون آکر بند ہوگیا تو غسل کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے پس وضوء کرکے نماز کے آخری وقت (مکروہ وقت سے پہلے) تک انتظار کرے گی اگر خون بند ہی رہا تو وقتی نماز ادا کرنا واجب ہے۔

☆اسی طرح اگر نصاب مکمل ہونے سے پہلے رات کے وقت بند ہوگیا تو آنے والے دن کا روزہ رکھنا لازمی ہوگا۔

ے ۱ قال العبد الضعیف هذا ماذکرنا للعوام فان العلماء یعلمون انها ان لم تراه الدم بعد فالعقد صحیح وان عادها الدم فی العشرة فسر النکاح الثانی کما صرح به فی کتب الفقه.

☆اگر ماہ رمضان میں نصاب سے کم خون آ کر دن کے وقت بند ہو گیا تو کھانا پینا بند کرے گی اور نہ ایسا کوئی کام کرے گی جو روزے کے فاسد ہونے کا باعث ہو اگر چہ یہ روزہ درست نہیں لیکن پھر بھی روزہ داروں کی مشابہت [۱] اختیار کرے گی۔

☆اگر دس دن کے اندر اندر دوبارہ خون ظاہر ہوا تو طہارت کا حکم ختم ہو جائے گا اس لئے نماز اور روزہ وغیرہ چھوڑ دے گی۔

☆اور اگر دس دن کے بعد کون طاہر ہوا تو اگر مبتداہ ہو تو دس دن حیض اور بیس دن طہر کے شمار ہوں گے اور اگر معتادہ ہو تو اپنی مقررہ عادت ختم ہو جائے گی۔

☆اگر معتادہ کا خون تین دن ورات کے بعد عادت سے پہلے بند ہو جائے تو نماز کے آخری وقت [۲] (مکروہ وقت سے پہلے) تک انتظار کرے گی اگر اسی طرح خون بند رہا تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے پھر اگر دس دن کے اندر اندر دوبارہ خون آ کر دوبارہ دس دن سے پہلے یا دس دن پر بند ہو جائے تو دوبارہ غسل کرے گی۔

☆اور اگر خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو پرانی عادت پر عمل کرے گی اور پہلی طہارت کا حکم دونوں صورتوں میں باطل ہوگا۔(تفصیل حیض کے احکام کے بیان میں گزر گئی ہے)

تنبیہ!

یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں بھی خون بند ہونے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد کرسف (روئی وغیرہ)

---

[۱] ولكن عليها الامساك تشبهاً وتقضيه .(منحة الخالق على بحر الرائق، كتاب الطهارة ،باب الحيض: ۱/۳۵۶:ط:مكتبه رشيديه سركی روڈ كوئٹه)

[۲] والمراد أخر وقت المستحب دون وقت الكراهة .(شرح وقايه مع عمدة الرعاية ، بيان وطى الحائض والنفساء : ۱/۱۳۲ :ط:المكتبه الحقانيه محله جنگی پشاور)

کو بالکل صاف دیکھنا ہے یعنی کرسف جیسے باندھا گیا تھا ایسے ہی صاف ہو تفصیل گزر گئی ہے یہاں طبور تنبیہ دوبارہ ذکر گیا ہے۔

حیض ونفاس کے احکام!

☆حیض ونفاس کی حالت میں نماز پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور بغیر غلاف کے قرآن مجید کو چھونا، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر ادا کرنا، روزے رکھنا اور جماع کرنا سب کچھ منع ہے۔

☆جو نمازیں حالت حیض یا حالت نفاس میں رہ گئیں ہیں وہ سب معاف ہیں قضا بھی لازم نہیں لیکن ان دنوں میں چھوٹے ہوئے روزے معاف نہیں بعد میں قضا ضروری ہے یعنی حالتِ طہر میں قضا واجب ہے۔

☆حالت حیض ونفاس میں مستحب ۱؎ یہ ہے کہ جس جگہ عموماً نماز پڑھتی ہو وہاں نماز کے وقت وضوء کر کے تھوڑی دیر بیٹھ کر ذکر واذکار کرے تاکہ حالت طہر میں نماز سے جی نہ ہٹے۔

☆حیض ونفاس کی حالت میں اعتکاف بھی درست نہیں اور خون دیکھتے ہی نماز وغیرہ چھوڑ دے گی خواہ مبتداہ ۲؎ ہو یا معتادہ۔

۱؎ لكن يستحب لها اذا دخل وقت الصلاة ان تتوضا وتجلس عندمسجد بيتها هو محل عينته للصلاة فيه...(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الفصل السادس فى احكام الدماء:۱/۱۱۰ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

۲؎ وكما رأت الدم تترك الصلاة مبتداة كانت او معتاده هذا ظاهر الرواية وعليه اكثر المشايخ وعن ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ فى غير رواية الاصول لا تترك المبتداة مالم يستمر الدم ثلاثة ايام قال فى البحر والصحيح الاول كالمعتادة.(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الفصل السادس فى احكام الدماء:۱/۱۱۰ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

☆اسی طرح اگر کسی معتادہ کی عادت دس دن سے کم ہو اور خون عادت سے بڑھ جائے پھر بھی دس دن تک نماز وغیرہ چوڑ دے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دس دن پر خون بند ہو جائے تو اس احتمال کی وجہ سے تمام دن حیض کے شمار ہوں گے۔

☆البتہ اگر خون دس دن سے بڑھ جائے تو جتنی نمازیں عادت کے بعد چھوڑ چکی ہو ان سب کی قضا لازم ہوگی۔

☆اسی طرح اگر حالت نفاس میں خون عادت سے تجاوز [۱] کر جائے پھر بھی چالیس دن مکمل ہونے تک نماز وغیرہ چوڑ دے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ خون چالیس دن پر بند ہو گیا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے سب کا سب نفاس ہوگا۔

☆اگر خون چالیس دن سے بڑھ جائے تو عادت کے دنوں کے علاوہ باقی تمام دن کی نمازوں کی قضا کرے گی۔

☆اسی طرح اگر کسی معتادہ نے طہر کامل کے بعد اور عادت سے اتنی مدت پہلے خون [۲] دیکھا

---

[۱] وکذا تترک الصلاة اذا جاوز عادتها فی عشرة قال فی المحیط وهو الاصح وهو قول المیدانی.(مجموعه رسائل ابن عابدین ، الفصل السادس فی احکام الدماء:۱/۱۱۰ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)....وفی ردالمحتار...وصححه فی "النهایة" و"الفتح" وغیرهام، وکذا الحکم فی النفاس. (ردالمحتار علی الدر المختار ، باب الحیض ، مطلب : فی حکم وطء المستحاضة ومن بذکره نجاسة:۱/۵۴۹ :ط:مکتبه رشیدیه شرکی روڈ کوئٹه)

[۲] او ابتدأ الدم قبلها ای قبل العادة فانها تترک الصلاة کما رأته لاحتمال انتقلا العادة الا اذا کان الباقی من ایام طهرها ما لو ضم إلی حیضها جاوز العشرة.....(مجموعه رسائل ابن عابدین ، الفصل السادس فی احکام الدماء:۱/۱۱۰ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)....وفیه ایضاً (ای فی مجموعة رسائل ابن عابدین ، باقی اگلے صفحہ پر

کہ اگر اس مدت کے ساتھ ایام عادت حیض ملائیں جائیں تو دس دن سے زیادہ نہ ہوں یا زمانۂ عادت میں اتنی مدت باقی ہو جس میں حیض اور طہر کی ادنیٰ مقدار (تین دن اور رات حیض کے اور پندرہ دن طہر کے) آسکیں پھر بھی خون نظر آنے پر نماز وغیرہ چھوڑ دے گی۔

مثال!

مثلاً کسی عورت کی عادتِ حیض سات اور عادت طہر بیس دن کی ہو لیکن ایک بار ایسا ہوا کہ زمانۂ حیض ختم ہونے سے تین دن پہلے (طہر کے اٹھارہویں پر) خون ظاہر ہوا تو اب نماز وغیرہ چوڑ دے گی کیونکہ تین اور سات کا مجموعہ دس بنتا ہے دس سے زیادہ نہیں بنتا۔

☆پس اگر دسویں کو (خون کی ابتداء سے آخر تک) خون بند ہو گیا تو اس کی عادت سات سے دس دن میں تبدیل سمجھی جائے گی۔

☆اور اگر خون دس دن سے بڑھ گیا تو اب عادت سے پہلے والا (تین دن کا خون) خونِ استحاضہ ہوگا اور عادت حیض عادت کے مطابق سات دن ہی سمجھی جائے گی پس حالت طہر میں ان تین دنوں کی نمازوں کی قضا پڑھنی ہوگی

☆اگر زمانۂ عادت سے پانچ دن پہلے خون دیکھا اور باقی مسئلہ اسی طرح ہو جیسے گزر گیا ہے تو اب ایسی حالت میں اپنی عادت کی مدت تک نماز نہیں چھوڑے گی اگر چہ طہر کامل کے بعد خون دیکھا ہے کیونکہ پانچ اور سات کا مجموعہ دس دن سے بڑھ جاتا ہے۔

☆پس بیس دن مکمل ہو جانے کے نماز وغیرہ چھوڑ دے گی اور پھر اگر خون اپنی عادت کے

بقیہ: الفصل السادس فی احکام الدماء: ۱/۱۱۰ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)....وهکذا اطلقوا لکن ینبغی ان یقید بما اذالم یسع الباقی من الطهر اقل الحیض والطهر......

مطابق (ستائیسویں) کو بند ہوگیا تو عادت اپنی حالت پر برقرار سمجھی جائے گی اور اگرخون بیس دن طہر کی مدت مکمل ہونے کے بعد تین دن ورات آکر بند ہوگیا تو پھراس کی عادت حیض سات سے تین دن کی طرف تبدیل سمجھی جائے گی۔

☆اگرزمانۂ عادت میں تین دن سے کم مدت پرخون بند ہوکراس کے بعد طہر کامل گزر گیا تو اب عادت حیض اس دن شمار ہوگی جس دن سے خون شروع ہوا ہے اور جتنے دن خون دیکھا ہے اتنے دن حیض کے سمجھے جائیں گے اورآئندہ کے لئے یہی عادت سمجھی جائے گی۔

☆اگر مذکورہ صورت حال ان (عادت سے پہلے کے پانچ) دنوں میں روزے رکھے ہوں تو وہ درست نہ ہوں گے اور حالت طہر میں یہ روزے دوبارہ رکھنے ہوں گے جیسا کہ معتادہ کے احکام کے بیان میں تفصیل گزر گئی ہے۔

☆اگرکسی کی عادت طہر چالیس اور عادت حیض تین دن کی ہو اور بیسویں یا اس سے پہلے طہر کامل کے بعد خون ظاہر ہوا ہو تو ایسی عورت خون دیکھتے ہی نماز وغیرہ چھوڑ دے گی اگرچہ زمانہ عادت کو اتنا وقت باقی ہے کہ اگر اس کو ایام حیض کے ساتھ ملایا جائے تو دس دن ورات سے بڑھ جاتا ہے۔

☆لیکن جب عادت تک اتنا وقت باقی ہو کہ ایک ادنیٰ طہر (پندرہ دن) اور حیض کی ادنیٰ مدت (تین دن) یا اس سے زیادہ اس میں آسکتے ہوں تو اب ایسی حالت میں قاعدے کے مطابق نماز وغیرہ چھوڑ دے گی۔

☆پھر اگر یہ خون نساب کو پہنچ جائے تو آئندہ کے لئے یہی عادت سمجھی جائے گی۔

☆اگرخون تین دن ورات سے کم آکر بند ہوا تو پھر یہ خونِ استحاضہ ہوگا اور پرانی عادت برقرار رہے گی اور اسی دوران ایک دو نمازیں جو چھوٹی ہوں ان کی قضا پڑھے گی۔

☆مبتداہ [1] پہلی بار خون دیکھنے پر ہی نماز وغیرہ چھوڑ دے گی پھر اگر خون تین دن ورات سے پہلے بند ہوجائے تو چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہوگی۔

☆اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا حالانکہ ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی نماز معاف ہے اور نہ اس کی قضا واجب ہے۔

☆اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض یا نفاس آیا تو وہ نماز بھی معاف ہوجائے گی اور نماز چھوڑ دے گی اور نہ اس کی قضا لازم ہوگی۔

☆اور نفل یا سنت نماز کے دوران حیض یا نفاس آئی تو نماز چھوڑ دے گی اور بعد میں حالت طہر میں اس کی [2] کی قضا کرے گی۔

☆اگر کسی عورت نے فرض یا نفل روزہ رکھا ہوا اور اسی حالت میں حیض یا نفاس آئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ غروب آفتاب (مغرب کی اذان) سے تھوڑی دیر پہلے حائضہ یا نفاس ہوگئی ہو پس جب پاک ہوجائے گی تو اس روزے کی قضا [3] لازم ہوگی۔

☆اگر کسی عورت نے نذر مانی کہ میں فلاں دن روزہ رکھوں گی یا اتنی رکعتیں نفل نماز پڑھوں گی اور مقررہ دن کو حیض یا نفاس شروع ہوگیا تو جب پاک ہوجائے گی [4] نذر پوری کرے گی۔

---

[1] واختلفوا فی المبتأة ایضاً . والصحیح أنها تترك بمجرد رؤیتها الدم كما فی "الزیلعی" (ردالمحتار علی الدرالمختار، باب الحیض ،مطلب: فی احکام السقط وأحكامه: ۱/۵٤۹ :ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

[2] وكذا لو شرعت فی صلاة التطوع اوالسنة تقضی .(مجموعه رسائل ابن عابدین ، الفصل السادس فی احکام الدماء:۱/۱۱۱ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

[3] فان رأت ساعة من نهار ولو قبیل الغروب فسد صومها مطلقا فرضا او نفلا ویجب قضاؤه لان النفل یلزم بالشروع .(مجموعه رسائل ابن عابدین ، باقی اگلے صفحہ پر

☆اگر کسی نے حیض یا نفاس کے دوران یا حالت طہر میں یہ نذر مانی کہ میں ایام حیض یا نفاس میں اتنے روزے رکھوں گی یا اتنی رکعتیں نفل پڑھوں گی تو اس صورت میں اس کے ذمے کوئی نماز و روزہ باقی نہیں نہ ادا واجب ہے تو نہ قضا۔

☆البتہ اگر کسی نے حالت حیض یا نفاس میں یہ نذر مانی کہ میں حالت طہر میں اتنے روزے یا نمازیں پڑھ ہوں گی یا صرف اتنا کہے کہ میں اتنے روزے یا نمازیں پڑھوں گی تو پھر حالت طہر میں نذر پوری کرنی ہوگی۔

☆اگر کسی نے حالت حیض یا نفاس میں آیت سجدہ سنی یا تلاوت کی تو اس کی ادائے گی واجب ہے تو نہ قضا واجب ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳۰ حاشیہ ۳: الفصل السادس فی احکام الدماء: ۱/۱۱۱ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳۰ حاشیہ ۴ ے ٤ لو نذرت صوم الغد فوافق حیضها فإنها تقضیه بخلاف مالو قالت للّٰه علیّ صوم یوم حیضی لاقضاء لعدم صحته لإضافة الی غیر محله بخلاف ما اذا قال لله علیّ صوم یوم النحر فانه یقضیه اذا أفطر کما تقدم أنه ظاهر الروایة .والفرق ان الحیض وصف للمراة لا وصف للیوم.....(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ، کتاب الصوم ،فصل فی النذر :۲/۵۱۶ :ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

☆ایسی حالت میں قرآن مجید کا پڑھنا اگرچہ[۱] ایک آیت یا اس سے کم کیوں نہ ہو درست نہیں۔ البتہ ذکر یا ثناوغیرہ کی نیت سے کسی چھوٹی آیت کا پڑھنا جائز ہے۔

مثال!

مثلاً کسی کام کو شروع کرتے وقت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یا شکر کے وقت ''الحمد للہ رب العالمین'' یا کسی مصیبت کے وقت ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

☆ہمارے اکثر علماء نے ان آیات کا پڑھنا بھی جائز قرار دیا ہے جن میں دعا کے معنی ہوں اور صرف دعا کی نیت سے پڑھی جائیں۔

مثال!

مثلاً سورۃ الفاتحہ مکمل پڑھنا یا ''اللهم ربنا اتنافی الدنیا حسنة.... '' پڑھنا۔

☆اسی طرح اور ایسی آیتیں جن میں دعا کے معنے ہوں دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے لیکن تلاوت کی نیت سے پڑھنا جائز نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ دعا کی نیت سے بھی قرآن مجید کی آیتیں نہ پڑھی جائیں اور دعا کی نیت سے پڑھنے میں گناہ بھی نہیں ہے پر نامناسب ضرور ہے۔

---

[۱] والآية وما دونها سواء فی التحريم علی الاصح الا ان لا يقصد بما دون الآية القراء ة مثل أن يقول الحمد لله يريد الشكر او بسم الله عند الاكل او غيره فانه لا باس به هكذا فی الجوهرة النيرة.(الفتاوی العالمگيريه المعروفة بالفتاویٰ الهندية ، الفسل الرابع فی احكام الحيض والنفاس والاستحاضة :۱/۳۸:ط:مكتبه رشيديه سركی روڈ كوئٹه).......وهكذا فی رسائل ابن عابدين.....اوما دون الاية كبسم الله للتيمن عندابتداء امر مشروع والحمد لله للشكر فيجوز كذا فی الخلاصة ومقتضاه ان قصدالتيمناو الشكر فی بسم الله الرحمن الرحيم ولاحمد لله رب العالمين لايجوز......لكن صرح الزيلعی بانه لاباس باقی اگلے صفحہ پر

☆اگر حیض یا نفاس والی عورت کسی کو قرآن پڑھانا چاہے تو حروف تہجی سے پڑھائے اور اگر روانی سے پڑھانا چاہے تو پھر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک یا دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے گی اور کاٹ کاٹ کر آیت کو پڑھائے گی۔

☆حیض ونفاس والی کے لئے اللہ تعالی کے اسماء الحسنٰی، استغفار، کلمہ اور درود شریف وغیرہ تمام اذکار کا پڑھنا جائز ہے۔

☆قرآن مجید مترجم ہو یا غیر مترجم بغیر غلاف وغیرہ کے چھونا حرام ہے۔

☆اسی طرح قرآن مجید کی جلدوں کو یا ایسی ۱؎ جگہیں جہاں الفاظ لکھے ہوئے نہ ہوں ان کو

بقیہ صفحہ نمبر۱۳۲ حاشیہ ۱؎: لذالك بالاتفاق .....(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الفصل السادس فى احكام الدماء: ۱۱۱/۱ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)....وفى مجموعة رسائل ابن عابدين.....وفى العيون لابى الليث ولو قرأ الفاتحه على سبيل الدعاء او شيئا من الايات التى فيها معنى الدعاء ولم يردبه القرائة فلا باس به انتهى اوختاره الحلوانى وفى غاية البيان انه المختار لكن قال الهندوانى لا افتى بهذا وان روى عن ابى حنيفة انتهى ومفهوم ما فى العيون ان ماليس فيه معنى الدعاء كسورة ابى لهب لاتؤثر فيه نية الدعاء وهو ظاهرومفهوم الرواية معتبر ورجح فى البحر ماقاله الهندوانى وهو مامشى عليه المص هنا لكن حيث علمت ان الجواز مروى عن صاحب المذهب ورجحه الامام الحلوانى وغيره فينبغى اعتماده وهو المتبادر من كلام الفتح السابق...(مجموعه رسائل ابن عابدين ، الفصل السادس فى احكام الدماء: ۱۱۲/۱ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)...قال العبد الضعيف ان كلمة لاباس دليل على ان المستحب غيره ويؤيده اختلاف المشايخ.

۱؎ بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجدل وموضع البياض منه .وقال بعضهم : يجوز ، وهذا اقرب الى القياس ، والمنع اقرب الى التعظيم كما فى "البحر" :أى والصحيح المنع ....(ردالمحتار على الدرالمختار، باب الحيض : ۵۳۵/۱ :ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

بھی بغیر غلاف وغیرہ کے چھونا درست نہیں۔

☆البتہ اگر قرآن مجید کسی رومال یا تھیلی وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو یا جلدوں ۱ کو ایسا کپڑا چڑھایا گیا ہو جو جلد کے ساتھ سلا ہوا نہ ہو یا جلد کے ساتھ چمٹا ہوا نہ ہو (سریش وغیرہ لگانے کی وجہ سے) یعنی ایسا کپڑا جسے آسانی سے اتارا جا سکے تو ایسی صورت میں چھونا جائز ہے۔

☆قرآن مجید کو قمیص کے دامن ۲ یا دوپٹہ یا آستین وغیرہ (جو استعمال میں ہوں یعنی جسم وغیرہ ڈھانپے ہوئے ہو) کے ذریعے اٹھانا یا چھونا مکروہ ہے۔

---

۱ فالمراد بالغلاف ما كان منفصلاً كالخريطة وهى الكيس ونحوها.......(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الطهارة ،مطلب: يطلق الدعاء على مايشمل الثناء: ۱/۳٤۸:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

۲ ولا يجوز لهم مس المصحف بالثياب التى هم لابسوها.........(الفتاوى العالمگيرية المعروفة بالفتاوى الهندية، الفصل الرابع فى احكام الحيض والنفاس والاستحاضة: ۱/۳۹:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)......وفى ردالمحتار على الدرالمختار.....والخلاف فيه جاز فى الكم ايضا ففى "المحيط" لا يكره عند الجمهور، واختاره فى "الكافى " معللاً بان المس اسم للمباشرة باليد بلاحائل. وفى "الهداية" انه يكره، وهو الصحيح لانه تابع له.(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الطهارة ،مطلب: يطلق الدعاء على مايشمل الثناء: ۱/۳٤۸:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)...وفى منحة الخالق على بحر الرائق ....قد يقال يدل عليه ماقاله العلامة الزيلعى: ولا يجوز له مس المصحف بالثياب التى يلبسها لانها بمنزلة البدن، (منحة الخالق على بحر الرائق ،باب الحيض ۱/۳٥۰:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

☆اسی طرح تفسیر کی کتابوں کو بغیر غلاف وغیرہ کے چھونا [۱] مکروہ ہے اور قرآن مترجم کو چھونا حرام ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

☆اسی طرح کسی کاغذ یا تختی وغیرہ پر لکھے قرآنی آیات کا چھونا بھی جائز نہیں۔

☆جن حصوں پر قرآنی آیات نہ ہوں (کاغذ وغیرہ کی) ان کو ہاتھ لگانا درست ہے۔

☆اسی طرح اگر ایسا کاغذ وغیرہ کسی برتن یا بٹوہ اور پرس وغیرہ میں رکھے ہوئے ہوں تو اس برتن اور بٹوہ وغیرہ کو ہاتھ لگانا یا اٹھانا جائز ہے۔

☆اسی طرح حدیث، فقہ یعنی شرعی کتابوں کی ان جگہوں ہر ہاتھ لگانا درست نہیں جہاں قرآنی آیات کے الفاظ لکھے ہوئے ہوں اور جہاں لکھے ہوئے نہ ہوں وہاں ہاتھ لگانا درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی غلاف وغیرہ کے ذریعے چھوا جائے۔

☆حیض اور نفاس کے دوران مسجد میں داخل ہونا یا مسجد سے گزرنا جائز نہیں۔

☆البتہ اگر سخت ضرورت ہو تو ضرورت کی بنا پر داخل ہونا جائز ہوگا۔

مثال!

مثلاً خوف کی وجہ سے مسجد میں داخل ہو جائے کہ دوسری جگہ اس کو امن نہ ملے یا شدت پیاس کی وجہ سے قریب پانی نہ ملنے پر مسجد میں داخل ہو جائے یا گھر کا دروازہ مسجد کی طرف سے ہو اور دوسرا

---

[۱] أقول : الاظهر والاحوط القول الثالث :أی کراهته فی لتفسیر دون غیره لظهور الفرق، فإن القرآن فی التفسیر اکثر منه فی غیره، وذکره فیه مقصود استقلالاً : لا تبعاً، فشبهه بالمصحف اقرب من شبهه ببقیة الکتب.(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطهارة ،مطلب: یطلق الدعاء علی مایشمل الثناء:۱/۳۵۳:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

کوئی راستہ نہ ہو گھر میں داخل ہونے کا اور رہنے کے لئے دوسری جگہ نہ ہوتو ۱؎ تیمّم کر کے مسجد میں داخل ہو جائے تو جائز ہے۔

☆حیض اور نفاس والی کے لئے دینی مدارس اور عیدگاہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

☆حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا ممنوع ہے۔

☆اگر حالت حیض ونفاس میں طواف زیارت کیا تو گنہگار ہو جائے گی اور حرم شریف میں

۱؎ وفی الحجة الااذا کان فی المسجد ماء ولا تجر فی غیره وکذاالحکم اذا خاف الجنب او الحائض سبعا او لصا اوبردا فلا باس بالمقام فیه والاولی ان یتیمم تعظیما للمسجد هکذا فی التتارخانیة.(الفتاوی العالمگیریة المعروف بالفتاوی الهندیة ،الفصل الرابع فی احکام الحیض ولنفاس والاستحاضة :۳۸/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)........وفی مجموعة رسائل ابن عابدین ....والاولی عند الضروره ان یتیمم ثم تدخل .(مجموعه رسائل ابن عابدین ، الفصل السادس فی احکام الدماء:۱۱۳/۱ :ط: مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه)....وفی ردالمختار علی الدرالمختار........ فالظاهر وجوبه علی من کان بابه الی المسجد وارداالمرور فیه.(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطهارة ،مطلب: یوم عرفة افضل من یوم الجمعة:۳٤٥/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)....وفی بحر الرائق..........وصرح فی الذخیرة ان هذا التیمم مستحب وظاهر ما قدمناه فی التیمم عن المحیط انه واجب.(بحر الرائق ،باب الحیض :۳٤۱/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

ایک اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا اگر چہ طواف صحیح ہوگی یعنی حج مکمل [1] ہوجائے گا۔

☆حیض ونفاس کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے اور ننگی حالت میں خاوند کے ساتھ جسم لگانا بھی جائز نہیں خواہ بغیر شہوت کے ہی کیوں نہ ہو۔

☆البتہ اگر عورت نے ناف سے گھٹنو تک کوئی پاجامہ وغیرہ پہنا ہوا ہو تو پھر خاوند کے ساتھ جس لگانا جائز ہے اور اس کے علاوہ (گھٹنوں سے نیچے اور ناف سے اوپر) اور جگہوں پر ننگی حالت میں بھی خاوند کے جسم لگانا یا کوئی [2] نفع اٹھانا جائز ہے۔

☆حیض کی حالت میں جماع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر کوئی اس کا مرتکب ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے ایسا کام نہ کرنے کا پکا عزم کرے بلکہ مستحب تو یہ ہے کہ اگر حیض کے اول حصے میں جماع کیا ہو تو ایک [3] دینار اور اگر آخری حصے میں کیا ہو تو نصف دینار فقراء پر صدقہ کرے اور بعض علماء نے یوں کہا ہے کہ اگر ایسی حالت میں جماع کیا ہو کہ خون کالا یا سرخ ہو تو ایک دینار اور اگر زرد ہو تو نصف دینا صدقہ کرنا چاہیئے۔

۱؎ یحرم بهما الطواف بالكعبه وان صح لان الطهارة فيه شرط كمال وتحل به من الاحرام ويلزمها بدنه فى طواف الركن،مراقى الفلاح شرح نورالايضاح مع حاشيه الطحاوى باب الحيض والنفاس والاستحاضة:٧٨:ط: كارخانه تجارت كتب آرام باغ كراچى)

۲؎ فيجوز الاستمتاع بالسرة وما فقها والركبه وماتحتها ولوبلا حائل وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطء،(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب باب الحيض :٥٣٤/١:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

۳؎ ويندب تصدقه بدينار أو نصفه، ومصرفه كزكاة، وهل على المرأة تصدق ؟ قال فى"ايضا" : الظاهر لا .(الدرالمختار مع ردلمحتار، باب الحيض:٥٤٣/١:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

☆دونوں اقوال کا مطلب قریب قریب ہے کیونکہ اکثر حیض کے پہلے دنوں میں خون کالا یا سرخ ہوتا ہے اور آخری دنوں میں غالباً زرد ہو جاتا ہے اور یہی حکم نفاس والی عورت کا بھی ہے۔

☆حیض ونفاس والی عورت سے جماع کو جائز سمجھنا انتہائی سخت جرم ہے حتی کہ بعض علماء نے ایسے شخص پر کفر[1] کا حکم لگایا ہے اور اس پر کفر کے احکام جاری کر دیئے لیکن [2] صحیح یہ ہے کہ اس پر کفر

---

[1] فی الدرالمختار مع ردالمحتار...یکفر مستحله کما جزم به غیر واحد....وفی ردالمحتار علی الدرالمختار....أی:جماعة ذووعددمنهم صاحب"المبسوط"و"الاختیار"و"الفتح" کما فی"البحر".(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب باب الحیض مطلب : لو افتی مفت بشیء من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة:۵٤٣/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

[2] فی الدرالمختار....وقیل لا یکفر فی السألتین ، وهو الصحیح....(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب باب الحیض مطلب : لو افتی مفت بشیء من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة:۵٤۲/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)....وفی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح مع حاشیة الطحطاوی...وصحح فی الخلاصة عدم کفره لانه حرام لغیره.....(مراقی الفلاح شرح نور الیضاح، باب الحیض والنفاس والاستحاضة :۷۸:ط:کارخانه تجارت کتب ، آرام باغ کراچی)...وفی بحر الرائق ......فعلی هذا لا یفتی بتکفیر مستحله.....(بحرالرائق باب الحیض:۳٤۱/۱:مکتبه رشیدیه کوئٹه).....وفی ردالمحتار.....قال فی "الشرنبلالیة "ولم ارحکم وطء النفساء من حیث التکفیر، اما الحرمة فمصرح بها، واعترضه الشارح فی هامش "الخزائن".......الی قوله........وهذا صریح فی افادة هذاالحکم لهذه المسالة لانها لیس مما استثنیٰ.....(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب باب الحیض :۵٤۲/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا اور نہ اس پر کفر کے احکام جاری کر دیئے جائیں گئے اگر چہ ایسے کام کا ارتکاب کرنے والے سخت خطے میں ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

☆ اگر کوئی نیک چلن اور سچی عورت خاوند سے کہے کہ میرا حیض شروع ہوا ہے اور خاوند کو اس کی صداقت پر غالب گمان ہوت خاوند کے لئے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائے اور اگر جھوٹی اور فاسقہ ہو اور خاوند کو اس کے جھوٹ بولنے پر غالب گمان ہو اور خاوند کو یہ بھی معلوم ہو کہ یہ اس کے حیض کے دن نہیں تو پھر سرف اس کے کہنے سے جماع حرام ۱؎ نہ ہوگا اور جب تک تحقیق نہ کی جائے تب تک اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔

☆ اگر دو مہینوں کے کفارہ روزوں میں حیض کی وجہ سے تسلسل نہ رہے تو روزوں میں کوئی نقصان نہیں آتا اور اگر نفاس کی وجہ سے درمیان روزے چھوٹ گئے تسلسل نہ رہا تو کفارہ ۲؎ صحیح نہ ہوگا اور نفاس سے پاک ہونے کے بعد سے نئے سرے سے دو (۲) ماہ کے روزے لگا تار رکھنے ہوں گے۔

۱؎ وحررفی "البحر" ان هذا اذا كانت عفيفه اوغلب على الظن صدقها ، اما لوفاسقة ولم يغلب صدقها، بان كانت فى غير او ان حيضها لا يقبل قولها اتفاق .(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب باب الحيض،مطلب: فى حكم وطء المستحاضة ومن بذكره نجاسة :۱/۵٤٤ :ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)....وفى مجموعه رسائل ابن عابدين....وتثبت الحرمة باخبارها وحررفى البحر ان هذا اذا كانت عفيفة....(مجموعه رسائل ابن عابدين الرساله الرابعة، الفصل السادس فى احكام الدماء:۱/۱۱٤ :ط: مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

۲؎ وعدم قطع التتابع فى الصوم هذه مختصة بالحيض.(بحرالرائق باب الحيض:۱/۳۳۷:ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

☆اسی طرح اگر حیض کے ختم ہونے پر ایک دن بھی ۱ے صبر کیا تو پھر بھی (تسلسل ختم ہونے کی وجہ سے) دو ماہ کے روزے نئے سرے سے رکھنے ہوں گے۔

☆حیض ونفاس کی طرح جنابت کا حکم بھی ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ جنابت میں روزہ رکھنا صحیح ہوتا ہے اسی طرح حالت اعتکاف میں احتلام ہو جائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا جب کہ حیض ونفاس کے شروع ہو جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح جنابت کی حالت میں عورت کے ساتھ خاوند کے لئے جماع کرنا جائز ہے اگرچہ بے وضوء ہو لیکن مستحب یہ ہے کہ جب دوبارہ جماع کرنا ہو تو غسل کے بعد یا صرف استنجاء اور وضوء کر کے جماع کرے اسی طرح جنابت کی حالت میں اعضائے مخصوصہ کی سفائی کرنا اور ناخن وغیرہ کاٹنا مکروہ ۲ے ہے جبکہ حیض ونفاس مین بلا کراہت جائز ہے۔

☆جنابت کی حالت میں اگر کھانا پینا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اپنے ہاتھ منہ دھو کر کلی کرے اور پھر

۱ے فی الدرالمختار.....فان افطر بعذر کسفر ونفاس بخلاف الحیض.........وفی رد المحتار....فانه لا یقطع کفارة قتلها وافطارها لانها لاتجد شهرین خالیین عنه بخلاف کفارة الیمین .....الی قوله....فلو افطرت بعده یوما استقبلت لترکها التتابع بلا ضرورة ، اما النفاس فیقطع التتابع فی صوم کل کفارة.(الدرالمختار وردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة ، مطلب:لا استحالة فی جعل المعصیة سببا للعبادة:۱٤۲/۵:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

۲ے حلق الشعر حالة الجنابة مکروه وکذا قص الاظافیر کذا فی الغرائب.(الفتاوی العالمگیریة المعروف بالفتاوی الهندیة ،الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشارب وحلق الراس وحلق المراة شعرها ووصلها غیرها :۳۵۸/۵:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

کھائے پیئے اور بغیر ہاتھ منہ دھوئے کھانے پینے میں بھی کوئی گناہ [1] نہیں ہے۔

☆اگر کسی عورت پر جنابت کی وجہ سے غسل واجب ہوا اور غسل سے پہلے حیض یا نفاس شروع ہوا تو اس پر غسل کرنا واجب نہ گا بلکہ چاہے تو فوراً غسل کرے یا حیض ونفاس سے پاک [2] ہو جانے کے بعد غسل کرے تو ایک ہی غسل دونوں کے لئے کافی ہو جائے گا اور یہی حکم اس عورت کا بھی ہے جس کو حالت حیض یا نفاس میں احتلام ہو جائے۔

مستحاضہ کے احکام!

☆مستحاضہ کا حکم معذور اور بے وضوء کی طرح کا ہے پس بے وضوء کا حکم قرآن مجید اور شرعی کتابوں کو چھونے کے بارے میں حائضہ وغیرہ کی طرح ہے جس کا بیان مفصل گزر چکا ہے۔

☆مستحب یہ ہے کہ حدیث اور فقہ وغیرہ کی کتابوں کو بغیر وضوء کے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

☆اگر کوئی نابالغ قرآن مجید کو بغیر وضوء کے ہاتھ لگائے تو جائز ہے۔

ے۱ اماقبلہ فلا ینبغی، لانه یصیر شاربا للماء المستعمل وهو مکروہ تنزیها، ویده لا تخلوعن النجاسة فینبغی غسلها ثم یاکل ."بدائع"وفی "الخزانة":وان ترك لا یضّره .وفی "الخانیة" :لاباس به.(ردالمحتار علی الدرالمختار، مطلب:یطلق الدعاء عی مایشتمل الثناء:۱/۳۵۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

ے۲ وإذا أجنبت المراة ثم ادرکها الحیض فهی بالخیار : ان شائت اغتسلت لان فیه زیاده تنظیف لازالة احد الحدثین، وان شاء ت أخرت الاغتسال حتی تطهر لان الاغتسال للتطهیر حتی تتمکن من اداء الصلاة ألاتری أن الجنب إذا أخر الاغتسال الی وقت الصلاة لا یاثم.(الفتاوی لاتاتارخانیة ، کتاب الظهارة نوع آخر من هذا االفصل فی المتفرقات :۱/۱۲۰ :ط:قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی)

☆اسی طرح اگر بالغ باوضوء نابالغ بے وضوء کوقرآن مجید پکڑائے تو بھی جائز ہے۔

☆اگرکوئی قرآن مجید کی تلاوت زبانی کرے یا دیکھ کرکرے مگر ہاتھ نہ لگائے بلکہ قرآن مجید کے صفحات کوکسی قلم وغیرہ سے پلٹ رہا ہوتو جائز ہے البتہ قرآن مجید کی تلاوت جس طرح بھی کررہا ہو وضوء کے ساتھ کرنا مستحب ہے۔

☆پس مستحاضہ نماز اور روزہ وغیرہ کا اہتمام کرے گی اور خاوند کے لئے موصوفہ کے ساتھ جماع [1] کرنا بھی جائز ہے۔

تنبیہ!

یادرکھنا چاہئے کہ اگر پیچھے کی طرف سے خون آنا شروع ہوجائے تو وہ حیض نہیں ہوگا لیکن جب پیچھے کی طرف سے خون آنا بند ہوجائے تو پھرغسل کرنا مستحب ہے اور خاوند [2] کے لئے ایسی حالت میں جماع کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسی حالت میں جماع نہ کیا جائے اور اگر کرلے تو گنہگار نہ ہوگا۔

---

[1] فیدل علی جواز وطء المستحاضة وان تلطخدماً.(ردالمحتار علی الدرالمختار ، باب الحیض مطلب :لو افتی مفت بشئی من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة :۵۳۷/۱ :ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه).....وفی خلاصة الفتاوی ......اما لوقرب امراته المستحاضة فلا باس به.(خلاصة الفتاوی مع مجموعه الفتاوی، کتاب الحیض:۲۳۱/۱:ط:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

[2] فارات من الدبر لا یکون حیضا ویستحب ان یغتسل عند النقطاع الدم وان امسك زوجها عن الاتیان احب الیّ.(خلاصة الفتاوی مع مجموعه الفتاوی ، کتاب الحیض:۲۳۱/۱:مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

معذور کے احکام!

معذور کی تعریف!

جس سے استحاضہ یا نکسیر یا کسی زخم وغیرہ کی وجہ سے ایسا خون جاری ہو کہ جو مسلسل بہتا رہتا ہو اور کسی گھڑی نہ رکتا ہو یا سلسل بول (پیشاب کے قطروں) کی بیماری ہو کہ ہر وقت قطرے گرتے رہتے ہوں اور نماز کے وقت میں سے اتنا حصہ بھی میسر نہ ہو کہ جس میں صرف فرائض کو ادا کر کے وضوء کرنے کے بعد فرض اور واجب نمازیں اختصار کے ساتھ ادا کر سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔

☆ پس جب مکمل نماز کا ایک وقت اسی طرح گزر جائے کہ جس میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھنے [1] کا موقع نہ ملتا ہو تو اس کا عذر ثابت ہو جائے گا پھر دوبارہ دوسرے وقت میں یا ہر وقت خون وغیرہ کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آئے اور باقی تمام وقت خون وغیرہ بند رہے تو بھی معذور سمجھا جائے گا۔

☆ البتہ اگر اس کے بعد نماز کا ایک مکمل وقت ایسا گزر جائے جس میں خون وغیرہ بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہے گا اور جب تک دوبارہ اس طرح خون وغیرہ جاری نہ ہو تب تک معذور نہیں سمجھا جائے گا جیسا کہ گذر چکا ہے۔

مثال!

مثلاً ظہر کا وقت داخل ہونے کے بعد خون وغیرہ بہنا شروع ہو گیا تو آخر وقت تک انتظار کرے گی پھر اگر خون بند نہ بھی ہوا تب بھی وضوء کر کے نماز پڑھے گی پھر عصر کے وقت بھی غیر مکروہ

ے ۱ (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بان لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث.(الدرالمختار مع ردالمحتار ، باب الحيض ، مطلب :في احكام المعذور):ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

وقت تک انتظار کرے گی اگر خون بند نہ ہوتو وضوء کر کے نماز عصر پڑھ لے گی پھر اگر عصر کے وت کے اندر ہی خون وغیرہ بند ہو گیا اگر چہ وقت مکروہ ہی کیوں نہ ہو تو اب ظہر کی فرض نماز اور عصر کی نماز کی قضا لازم ہوگی اور اسے معذور نہیں سمجھا جائے گا اور اگر عصر کے پورے وقت میں بھی خون وغیرہ اسی طرح بہتا رہا کہ وضوء کر کے نماز پڑھنے کی فرصت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور سمجھا جائے گا اور ظہر (کی فرض) وعصر کی نمازوں کی قضا واجب نہ ہوگی۔

☆اگر ظہر کے شروع ہوتے ہی استحاضہ یا زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہو گیا اور مسلسل خون جاری رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت گزر جائے پرھ بھی معذور سمجھا جائے گا۔

معذور کیا کرے؟

معذور ہر نماز کے وقت نیا وضوء کرے گا اور جب تک وقت باقی رہے وضوء باقی رہے گا۔

☆جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور ایسی ناقض وضوء شے پائی جائے جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہو تو پھر وضوء ٹوٹ جائے گا۔

مثال!

مثلاً کسی مستحاضہ نے ظہر کے وقت وضوء کای تو جب تک ظہر کا وقت باقی ہے وضوء باقی رہے گا استحاضہ کے خون کی وجہ سے وضوء نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر نکسیر پھوٹی یا کوئی ناقض وضوء پیش آیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

فائدہ!

معذور نے جس وقت کی نماز کے لئے جو وضوء کیا ہے اس وضوء کے ساتھ وقتی نماز کے علاوہ اس وقت کے اندر اندر قضا شدہ اور نفلی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

☆اگر کسی کے ناک کے ایک نتھنے ۱؎ سے خون بہنے کی وجہ سے عذر ثابت ہوجائے اور پھر ناک کے دوسرے نتھنے سے بھی کون بہنا شروع ہوجائے یا کسی کے جسم پر زیادہ زخم ہوں اور بعض سے کون بہنے کی وجہ سے عذر ثابت ہوجائے اور پھر بعد میں دوسرے زخموں سے بھی خون بہنا شروع ہوجائے تو وضوءٹوٹ جائے گا اگرچہ وقت باقی رہے اور اگر یہی حالت نماز میں پیش آئے تو نئے سرے سے وضوء کر کے نئے سرے سے نماز پڑھنی ہوگی۔

☆اگر کسی معذور نے نماز ظہر کے لئے وضوء کیا پھر وضوء کے بعد قضائے حاجت پیش آئی اور قضائے حاجت کے بعد ایسی حالت میں وضوء کیا کہ اس کا عذر ختم ہوگیا پھر اگر وضوء کرنے کے بعد عذر ثابت بھی ہوجائے پھر بھی وضوء ۲؎ ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ وضوء قضائے حاجت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

☆اگر کسی کے ناک کے دونوں نتھنوں سے خون بہنے کی وجہ سے عذر ثابت ہوجائے اور پھر ایک نتھنے سے خون بہنا بند ہوجائے یا کائی زخم ہوں جن سے خون بہنے کی وجہ سے عذر ثابت ہوجائے اور پھر بعد میں بعض سے خون آنا بند ہوجائے تو وضوء جب تک وقت باقی ہے باقی رہے گا۔

۱؎ انما تبقى طهارته فى الوقت بشرطين اذ اتوضأ لعذره ولم يطرأ عليه حدث آخر ، اماالذا توضأ لحدث آخر وعذروه منقطع ثم سال...أتوجا لعذره ثم طرأ عليه حدث آخر ، بان سال أحد منخريه او جرحيه او قرحتيه ولو من جدرى ثم سال الآخر فلا تبقى طهارته .(الدرالمختار مع ردالمختار، باب الحيض ، مطلب: فى احكام المعذور:۱/۵۵۷:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

۲؎ اما اذا توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال.....(الدرالمختار مع ردالمختار، باب الحيض ، مطلب: فى احكام المعذور:۱/۵۵۷:ط:مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

خلاصہ!

خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ عذر ہوں تو ان میں سے بعض کے ختم ہوجانے سے وضوء نہیں ۱؎ ٹوٹتا۔

☆اگر معذور کی ادائے گی نماز کے دوران وقت ختم ہوجائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے وضوء کر کے اس نماز کی قضا کرنی ہوگی۔

مثال!

مثلاً عصر کے آخری وقت نماز شروع کی تھی کہ سورج غروب ہوگیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے وضوء کر کے نماز عصر کی قضا کرنی ہوگی۔

☆اگر معذور نے وقت داخل ہونے سے پہلے وضوء کرلیا بشرطیکہ وہ فرض نماز کا وقت بھی ہو تو جب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

مثال!

مثلاً کسی معذور نے صبح صادق سے پہلے صبح کی نماز کے لئے وضوء کا ی تو صبح صادق ہوتے ہی وضوء ٹوٹ جائے گا اور صبح کی نماز کے لئے نیا وضوء کرنا ہوگا اور اگر طلوع آفتاب کے بعد وضوء کیا تو اس وضوء کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے کیونکہ طلوع آفتاب سے زوال تک فرض نماز کا وقت نہیں

۱؎ ام لو سال منهما جميعا ثم اقطع احدهما فهو على وضوئه ما بقى الوقت......(ردالمحتار على الدرالمختار ، باب الحيض مطلب : فى احكام المعذور : ۱/۵۳۷ :ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

ہے لیکن اس مسئلہ میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۱ اس لئے بہتر یہ ہے کہ فرض نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد نیا وضوء کیا جائے یعنی ظہر کی نماز کے لئے زوال کے بعد وضوء کرنا چاہے۔

☆معذور کی امامت تندرست کے لئے درست نہیں ہاں اگر امام ومقتدی ایک جیسے ہوں عذر میں تو پھر درست ہے اور اگر امام ومقتدی دونوں کا عذر مختلف ہے یعنی بیماریاں مختلف ہوں۔

مثال!

مثلاً ایک کو سلسل بول اور ایک نکسیر کی بیماری ہو تو پھر ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ ۲

☆اگر معذور اپنے عذر کو ختم یا کم کرانے پر قادر ہو تو ایسا کرانا واجب ہے۔

مثال!

مثلاً خون بہتا ہو اور وہ اس کو روئی وغیرہ کے ذریعے بند کرنے پر قادر ہو تو اس کو بند کرنا واجب ہے۔

۱فالحاصل انه ینتقض بالخروج لا بالدخول عندهما وعند ابی یوسف بایهما وجد ، وعند زفر بالدخول فقط.(البحر الرائق شرح کنز الدقائق باب الحیض:۱/۳۷۶:ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

۲فی ردالمحتار علی الدر المختار......اقول :ویوافقه ما صرح به فی "السراج" و"اتبیین" و"الفتح"وغیرها من ان اقتداء المعذور بامعذور صحیح ان اتحد عذرهما......وفی ردالمختار.....ولا یصلی من به انفلات ریح خلف من به سلس بول، لان معه حدثاً ونجساً(درمختار وردالمحتار باب الحیض،مطلب: فی احکام المعذور:ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

☆پس اگر خون بند کرانے سے بند ہوگیا تو اب معذور کے حکم میں نہیں رہے گا اور اگر خون بند کرنے یا کرانے پر قدرت ہونے کے باوجود نہ کیا اور ایسی حالت میں نماز پڑھی تو نماز درست نہ ہوگی [1]۔

☆اگر کسی کو خاص سجدے کے وقت خون وغیرہ آتا ہو اور سجدہ نہ کرے تو نہ آتا ہو بلکہ بند رہتا ہو تو کھڑے یا بیٹھے بیٹھے اشارے سے نماز پڑھے۔

☆اسی طرح اگر کھڑے یا بیٹھے خون آتا ہو اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے خون بند رہتا ہو تو ایسی حالت [2] میں لیٹ کر نماز نہ پڑھے بلکہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اگرچہ خون وغیرہ آتا ہو البتہ اگر کھڑے اور بیٹھے نماز نہ پڑھ سکے (طاقت نہ ہو) تو پھر لیٹے لیٹے نماز پڑھے۔

☆اگر معذور پر نماز کا ایسا کامل وقت گذر جائے کہ جس میں مکمل طور پر خون وغیرہ بند رہا ہو تو اس سے پہلے وقت میں جو نماز پڑھی گئی ہے اس کی سات صورتیں بنتی ہیں۔

۱؎ فی القهستانی عن الزاهری لولم يعالج مع القدرة عليه وصلى مع السيلان لم يجز. (تقريرات الرافعی مع ردالمحتار على الدر المختار، باب الحيض ، مطلب: فی احكام المعذور: ۱/۵۵۸:ط: مكتبه رشيديه سر كی روڈ كوئٹه)

۲؎ يجب رد عذره اوتقليله بقدر قدرته ولو بصلاته مومئاً......درالمختار مع ردالمحتار باب الحيض مطلب:فی احكام المعزور:۱/۵۵۸:ط: مكتبه رشيديه سر كی روڈ كوئٹه)......وفی ردالمحتار على الدر المختار......كما اذا سال عند السجود ولم سيل بدونه فيومئ قائما او قاعداً وكذا لو سال عند القيام يصلى قاعداً بخلاف من لو استلقى لم سيل فانه لايصلى مستلقياً. (ردالمحتار على الدر المختار، باب الحيض ، مطلب: فی احكام المعذور :۱/۵۵۸:ط: مكتبه رشيديه سر كی روڈ كوئٹه)

پہلی صورت!

پہلی صورت یہ ہے کہ ظہر کی نماز کے لئے وضوء بھی پا کی کی حالت میں کیا ہو اور نماز بھی پا کی کی حالت میں پڑھی ہو اور عصر کا وقت بھی مکمل طور پر پا کی کی حالت میں گزر گیا ہو۔

دوسری صورت!

دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً ظہر کی نماز میں کون بہتا رہے اور وضوء کے دوران بھی کون بہتا رہے لیکن نماز مکمل کرنے کے بعد خون بند ہو گیا ہو۔

تیسری صورت!

تیسری صورت یہ ہے کہ وضوء کرتے وقت خون بند ہو جائے اور نماز کے دوران بہت رہے اور نماز مکمل کرتے ہی دوبارہ بند ہو جائے۔

چوتھی صورت!

چوتھی صورت یہ ہے کہ وضوء کرتے وقت خون وغیرہ بہتا رہے اور نامز پڑھتے وقت بند رہے اور نماز کے بعد دوبارہ بہہ کر پھر مکمل طور پر بند ہو جائے تو ان چاروں صورتوں میں نمازِ ظہر کی قضا واجب نہ ہوگی۔

پانچویں صورت!

پانچویں صورت یہ ہے کہ نمازِ ظہر کے لئے وضوء کرتے وقت خون وغیرہ جاری ہو جائے اور دوران نماز بند رہے اور نماز کے بعد بھی بند رہے یہاں تک عصر کا وقت پا کی کی حالت میں گزر جائے۔

چھٹی صورت!

چھٹی صورت یہ ہے کہ ظہر کی نماز میں آخری قعدے میں تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے خون

ایسا بند ہوجائے کہ وقتِ عصر بھی پاکی کی حالت میں گزر جائے تو ان دونوں (پانچویں اور چھٹی) صورتوں میں حالتِ طہر والی نماز کی قضا واجب ہوگی [1] کیونکہ اس صورت میں وہ معذور نہیں رہتا۔

ساتویں صورت!

ساتویں صورت یہ ہے کہ خون آخری قعدے میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے مکمل طور پر بند ہوجائے تو اس صورت میں ظہر کی نماز کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں

---

[1] فی الدرالمختار.......وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة لانه الانقطاع الکامل .....وفی رد المحتار علی الدر المختار .....ای : بان لا یوجد العذر فی جزء منه اصلا فیسقط العذر من اول الانقطاع؛حتی لو انقطع فی اثناء الوضوء او الصلاة ودام الانقطاع الی آخر الوقت الثانی یعید ؛ ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر الی آخره ،فإن لم ینقطع یتوضأ ویصلی ثم ان انقطع فی اثناء الوقت الثانی یعید تلك الصلاة (در المختار وردالمحتار، باب الحیض مطلب: فی احکام المعذور:۱/۵۵۵:ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)وفی ردالمحتار......وذکر فی"البحر" عن "السراج" انه لو انقطع بعد الفراغ من الصلاةاو بعد لاقعود قدر التشهد لا یعید لزوال العذر بعد الفراغ .(ردالمحتار علی الدر المختار باب الحیض مطلب فی احکام المعذور:۱/۵۵۵:ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

اختلاف ہےلیکن ۱؎ بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز ظہر کی قضا کی جائے۔

☆اگر معذور کا خون وغیرہ کپڑے پر لگ جائے اور یہ معلوم ہو کہ کپڑا دھونے تک نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی درھم کی مقدار سے زیادہ جگہ گھیر لے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر یہ پتا چلے اتنی جلدی نجاست اتنی جگہ نہیں گھیرے گی جتنی مقدار معاف ہے تو دھونا واجب ہے اور اگر نہیں دھویا اور نجاست درھم کی مقدار سے بڑھ گئی تو نماز درست نہ ہوگی۔

☆اگر کوئی زخمی یا کوئی دوسری طرح کا معذور ہو (جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو) جس کے نیچے کپڑا وغیرہ بچھا یا گیا ہو تو اب اگر نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی درہم کی مقدار سے زیادہ خون وغیرہ اس بچھے ہوئے کپڑے پر (جس پر نماز پڑھ رہا ہے) لگ جائے تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱؎ اذا زالت الشمس ودمها سائل فتوضأت على السيلان ثم انقطع قبل الشروع فى صلاة الظهر او بعده قبل القعود قدر التشهد او بعده قبل السلام عند الامام ودام الانقطاع حتى خرج وقت الظهر انتقض وضوء ها لانه ناقص فأفسده خروج الوقت ، ثم اذا توضأت للعصر فتم الانقطاع حتى غربت الشمس لم ينتقض وضوئها لانه كامل فلا يضره الخروج، ولكن عليها اعادة الظهر لان دمها انقطع وقتا كاملا وتبين انها صلت الظهر بطهارة ....واما اذا كان دمها انقطع بعد ما فرغت من صلاة الظهر او بعد لاقعود قدر التشهد على قولهم فانها لاتعيد الظهر........(البحر الرائق شرح كنز الداقائق باب الحيض:۱/۳۷۷:ط: مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه)

☆اسی طرح اگر نماز مکمل کرنے سے پہلے درہم کی مقدار کو خون وغیرہ نہیں پہنچا لیکن مریض ایسا[۱] ہے کہ کپڑا اچھانے کے لئے حرکت کرنے سے مرض بڑھتا ہے تو ایسی صورت میں بھی ناپاک کپڑے پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کپڑے کو دھونے یا تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

---

۱ مریض مجروح تحته ثیاب نجسة ان کان بحال لا یبسط تحته شئ الاتنجس من ساعته له ان یصلی علی حاله وکذا لو لم یتنجس الثانی الا انه یزداد مرضه له ان یصلی فیه۔(خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی، کتاب الصلاة،الفصل الحدی والعشرون فی صلاة المریض:۱/۱۹۷:ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)۔۔۔۔۔۔۔وفی ردالمحتار۔۔۔۔۔۔۔۔والظاهر ان المراد بقوله : من ساعته ، ان یتنجس نجاسة مانعة قبل الفراغ من الصلاة۔۔۔۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار باب الحیض ،مطلب: فی احکام المعذور:۱/۵۵۷:ط: مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

واللّٰه اعلم بالصواب والیه المرجع والماب